ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا

شمع منورِ راہِ نجات

۱۳۶۵ھ

مصنف

حضور مظہر اعلیٰ حضرت علامہ مفتی

ابوالفتح محمد حشمت علی خان قدس سرہٗ صاحب قبلہ

ناشر:
عسکری اکیڈمی چمن فاطمی
خانقاہِ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی
درگاہ مظہر اعلیٰ حضرت حشمت نگر، پیلی بھیت شریف (یوپی)

بفیضانِ کرم
وارث علومِ مظہر اعلیٰ حضرت جانشین مظہر شیر بیشۂ اہل سنت رئیس الفقہاء
حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی ابو المظفر
محمد مشاہد رضا خان قبلہ حشمتی
پیلی بھیت شریف علیہ الرحمہ والرضوان

شمع منور رہ نجات

۱۳۶۵ھ

مصنّف
مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت امام المناظرین غیظ المنافقین مناظر اعظم علی الاطلاق علامہ
مفتی شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی قدس سرہٗ العزیز

حسب حکم
شہزادۂ مظہر اعلیٰ حضرت شیخ طریقت
فاتح کشمیر حشمتی شمشیر شیر ہندوستان
حضرت العلام الحاج الشاہ مفتی محمد ادریس رضا خان صاحب قبلہ حشامتی
پیلی بھیت شریف اَدَامَہُ اللہُ تَعَالٰی بِالْفَضْلِ وَالْمَعَالِی

زیر اہتمام: شہزادۂ شیر ہندوستان قاطع نجدیت و صلح کلیت حضرت العلام الحاج الشاہ
مفتی محمد سنابل رضا خان صاحب قبلہ حشمتی جنرل سکریٹری آل انڈیا سُنّی جمعیۃ العلماء اتر پردیش

ناشر
عسکری اکیڈمی چمن فاطمی خانقاہ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی
درگاہ مظہر اعلیٰ حضرت حشمت نگر پیلی بھیت شریف (یوپی)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب : شمعِ منوررہِ نجات

مصنف : شیر بیشۂ اہل سنت خلیفہ و مظہر اعلیٰ حضرت علامہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قدس سرہٗ

پروف ریڈنگ : مفتی محمد نقیب الرحمٰن حشمتی صدیقی، قاری تمجید رضا حشمتی، حافظ بابل رضا حشمتی صاحبان

تزئین کار : محمد تنویر رضا بیگ حشمتی (رضا پریس) کانپور

اشاعت باراول : ۱۳۹۱ھ، ۱۹۷۱ء زیراہتمام: حضرت مولانا سید نیاز احمد صاحب حشمتی
وہمدردِ سُنّیت الحاج محمد ابراہیم صاحب حشمتی علیہما الرحمہ کانپور

اشاعت باردوم : ۱۴۱۹ھ، ۱۹۹۸ء زیراہتمام: عسکری اکیڈمی حشمت نگر، پیلی بھیت شریف
بسعی وکاوش: حضرت مولانا مظہر الحق صاحب حشمتی علیہ الرحمہ

اشاعت بارسوم : صفرالمظفر ۱۴۳۴ھ مطابق جنوری ۲۰۱۳ء زیراہتمام عسکری اکیڈمی پیلی بھیت شریف

اشاعت بارِچہارم: بموقع دوسراسالانہ عرس باجی صاحبہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہا
۱۹ر صفرالمظفر ۱۴۴۴ھ مطابق ۱۷ر ستمبر ۲۰۲۲ء بروز شنبہ

ناشر : عسکری اکیڈمی چمنِ فاطمی، حشمت نگر، پیلی بھیت شریف، یوپی

ہدیہ : ۲۵۰ر روپئے

صفحات : ۲۰۸

تعداد : ۲۱۰۰ر اکیس سو

ملنے کے پتے

۱۔ جامعہ اہل سنت دارالعلوم حشمت الرضا، کرنیل گنج، کانپور
۲۔ الجامعۃ الحشمتیہ مشاہد نگر، ماہم، گونڈہ
۳۔ الجامعۃ الہادیۃ الحشمتیہ دارالعلوم احمد عمر ڈوسا، بھیونڈی
۴۔ صوفی بکڈپو، املی پورہ، کھنڈوہ، ایم پی
۵۔ بزم محبانِ رضائے اور لیں، رضا نگر، کھرپٹی، رونی سید پور، سیتامڑھی بہار

عقیدت کے پھول

به بارگاہِ آلِ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

معدوم نہ تھا سایۂ شاہِ ثقلین
اُس نور کی جلوہ گہ تھی ذاتِ حسنین

تمثیل نے اُس سایہ کے دو حصّے کئے
آدھے سے حسن بنے ہیں، آدھے سے حسین

(از قلم: سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ)

بیدمؔ یہی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
خیر النساء حسین و حسن مصطفےٰ علی

(از قلم: حضرت بیدمؔ وارثی علیہ الرحمہ)

ذات حسن حسین ہے عین شبیہِ مصطفےٰ
ذات ہے اک نبی کی ذات ہیں یہ اُسی کے نام دو

(از قلم: شہزادۂ اعلیٰ حضرت علامہ حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ)

دُنیا و آخرت کا کوئی غم نہ ہو
کربلا والوں کا غم کم نہ ہو

پیش کش: فقیر محمد عنادل رضا خان حشمتی
خانقاہِ عالیہ حشمتیہ درگاہِ مظہرِ اعلیٰ حضرت حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

شرفِ انتساب

یہ تمام مساعی وکاشیں اس ذات کی جانب منسوب کرتے ہوئے ہم فخر محسوس کرر ہے ہیں جس ذات کو سرکار مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مناظر اعظم علی الاطلاق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد ہونے کا فخر حاصل ہے

یعنی

فدائے سرکار اعلیٰ حضرت والد ماجد مظہر اعلیٰ حضرت استاذ الحفاظ حضرت سیدی مولانا حافظ ابو الحفاظ **محمد نواب علی خان** صاحب قبلہ رضوی علیہ الرحمۃ والرضوان

ساتھ ہی ساتھ

برادرِ مظہر اعلیٰ حضرت مجاہد وغازئ اہل سنت مفتئ اعظم ریاست پٹیالہ ومفتئ اعظم ممبئ اسد السنۃ محبوب ملت علامہ شاہ مفتی حافظ وقاری محب الرضا **محمد محبوب علی خان** صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

سرکار مظہر اعلیٰ حضرت کے والد ماجد رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا وصالِ پاک ۱۳۵۰ھ میں ہوا۔ مزارِ پاک عیش باغ قبرستان لکھنؤ میں ہے۔ حضور محبوبِ ملت علیہ الرحمۃ والرضوان کی تاریخ وصال ۲۴/ جمادیٰ الاخریٰ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۰/ اکتوبر ۱۹۶۵ء روز چہارشنبہ (بدھ) دن میں ایک بج کر پانچ منٹ پر۔
انا للہ تعالیٰ و انا الیہ راجعون۔

فقط: **فقیر محمد عنادل رضا خان حشمتی**
خانقاہِ عالیہ حشمتیہ درگاہِ مظہر اعلیٰ حضرت حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

شرفِ انتساب

رحمتِ فاطمہ وقت کی رابعہ ★ بنت ادریسِ ملت پہ لاکھوں سلام

کچھ ہستیاں ایسی فیض بخش، غریب پرور، بیکس نواز، حاجت برآر، پیکرِ جود وسخا اور روحانیت سے پُر ہوتی ہیں کہ اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنے آپ کو ازحد چھپائے رکھتی ہیں اور بعد وصال اُن کی بارگاہ سے فیض و بخشش کا وہ سلسلہ جاری ہوتا ہے کہ ہر عقیدتمند مستفیض ہوتا نظر آتا ہے۔ اُنہیں پاکیزہ ہستیوں میں ایک ذاتِ گرامی ہے جس کی بارگاہ سے دو سال کی قلیل مدتوں میں کثیر تعداد میں وہ لوگ ہیں جو فیضیاب ہو چکے ہیں یعنی اُن کی منتیں، مرادیں پوری ہو چکی ہیں۔ کوئی اولاد سے محروم تھا اُس کی گودی بھر گئی، کوئی کاروبار کو کے لیکر پریشان تھا اُس پر نوازشات کی بارش ہوگئی، کوئی بیماری سے دو چار ہوکر در، در کی ٹھوکریں کھا رہا تھا اُس کو سکون وراحت مُیسّر ہوگئی، کوئی زندگی کی نشیب وفراز کی طرح طرح کی صعوبتیں جھیل رہا تھا اُس کی حاجت برآری ہوگئی۔ غرضیکہ عالم یہ ہے ؎

در پہ میلہ سج گیا فیضان جاری ہوگیا ★ جھولیاں بھرتی ہیں سب کی دوڑتے ہیں بے نوا

میری مُراد

جاں نثارِ شہدائے کربلا عاشقۂ صادقۂ اہل بیت شہزادیٔ حضور شیرِ ہندوستان عابدہ زاہدہ مخدومہ معظّمہ حضور باجی صاحبہ رضی المولیٰ تعالیٰ عنہا ہیں۔ جن کا آستانۂ مبارکہ چمنِ فاطمی خانقاہِ حسنی حسینی قادری چشتی برکاتی رضوی حشمتی حشمت نگر، پیلی بھیت شریف میں مرجعِ خلائق ہے ؎

نامِ نیک رفتگاں ضائع مکن ★ تا بماند نامِ نیکت برقرار

اُسی چمنِ فاطمی سے ایمان افروز، وہابیت وصلح کلیت سوز کتب ورسائل کی اشاعت کا سلسلہ جاری ہے اُسی کی ایک کڑی یہ کتاب ''شمعِ منور رہِ نجات'' ہے جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ لہٰذا ہم اپنی اشاعتی تمام کاوشوں اور جانفشانیوں کو اُسی ذاتِ منبعِ کرامات کی بارگاہ سے منسوب کرتے ہیں اور اُن کی بارگاہ میں عریضہ پیش کرتے ہیں کہ ہمیں اپنی بارگاہ سے اسی طرح دینی کاموں کے لئے ہمت وحوصلہ، جذبہ وشوق دین وسُنّیت کے ساتھ عطا فرمائیں۔ آمین

مولیٰ تبارک وتعالیٰ جملہ خانوادۂ مظہر اعلیٰ حضرت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بالخصوص شہزادگانِ مظہر اعلیٰ حضرت اَطَالَ اللهُ عُمُرَهُمْ وَ فَضْلَهُمْ بِالصِّحَّةِ وَ الْعَافِيَةِ کو حق پر، حق کے ساتھ، حق کے لئے صحت روحانی وجسمانی کے ساتھ عمر طویل عطا فرمائے۔ فقیر کے جد امجد سرکار مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مبارک ومقبول دعا کی برکتیں عطا فرمائے۔ وہ دعا یہ ہے:

دعائے مظہر اعلیٰ حضرت

''میری دعا ہے کہ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میری بیوی میرے بچوں کا اور خود میرا ایمان اِس قدر مضبوط فرما دیں کہ ہم سب اپنی جان مال عزت وآبرو بیوی بچے شوہر ماں باپ سب کو خدا اور رسول جل جلالہٗ وعلیہ وعلیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کی عزت وعظمت پر قربان کرتے رہیں۔ آمین۔ [مکتوباتِ مظہر اعلیٰ حضرت، جلد اوّل، صفحہ ۱۲۳]

تاریخ وصال:

۱۵رصفر المظفر ۱۴۴۲ھ مطابق ۳ر اکتوبر ۲۰۲۰ء بروز شنبہ

فقط: فقیر محمد عنادل رضا خان حشمتی

خانقاہِ عالیہ حشمتیہ درگاہِ مظہر اعلیٰ حضرت حشمت نگر، پیلی بھیت شریف

یہ وہ بافیض کتاب ہے

کہ جب اس کی کتابت کے لئے خلیفۂ مظہرِ اعلیٰ حضرت حضرت مولٰینا سید نیاز احمد صاحب قبلہ حشمتی وفیض یافتۂ مظہرِ اعلیٰ حضرت خلیفۂ شیرِ ہندوستان مولانا جلیل احمد صاحب حشمتی وفدائے مظہرِ اعلیٰ حضرت عالیجناب الحاج ابراہیم صاحب حشمتی علیہم الرحمہ کاتب رشید صاحب کے پاس فہیم آباد ڈاکخانہ، کانپور کے پاس گئے تو اِن حضرات نے پوچھا کہ آپ کا عقیدہ کیا ہے اور دیوبندیہ وہابیہ اور اُن کے پیشوا مولوی اشرفعلی تھانوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی ومولوی قاسم نانوتوی وغیرہم کے تعلق سے آپ کا کیا خیال ہے؟ تو رشید کاتب نے جواب دیا کہ میں مسلمان ہوں اور ان لوگوں کو جانتا بھی نہیں کون لوگ ہیں اور کس عقیدے کے ہیں۔ سید صاحب قبلہ نے فرمایا کہ پہلے ۲۵ رصفحات کتابت کیجئے پھر آپ سے پوچھتا ہوں۔ چند دن بعد جب یہ حضرات تشریف لے گئے اور کاتب صاحب سے ملاقات کی تو کاتب صاحب نے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے کافر ہیں کہ جو ان کے کفر وعذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔ پھر سید صاحب قبلہ اور حاجی ابراہیم صاحب حشمتی نے خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا شکر ادا کیا اور کہا کہ کاتب صاحب! اب بقیہ کتاب کی کتابت مکمل کریں۔

لیگیوں کا پاکستان اور فتاویٰ رضویہ شریف

آقائے نعمت دریائے رحمت امام عشق ومحبت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامت یہ ہے کہ ابھی ہندوستان کی تقسیم اور پاکستان بنانے کا خیال کسی کے ذہن میں بھی نہیں ہے مگر سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ تقسیم ملک کی خرابیاں بیان فرمارہے ہیں ملاحظہ ہو:

کیا گورنمنٹ تنہا تمہیں ملک دے دے گی کہ اس میں خالص احکام اسلام جاری کرو یہ تو ممکن نہیں نہ تنہا اُن کو ملے پھر شرکت رکھو گے یا ملک بانٹ لو گے کہ ایک حصہ میں تم اسلامی احکام جاری کرو ایک میں وہ اپنے مذہبی احکام جو تمہاری شریعت کی رو سے احکام کفر ہیں۔

(فتاویٰ رضویہ شریف مترجم، جلد ۲۱، صفحہ ۱۸۱)

اب اگلی عبارت کو بغور پڑھیں کہ ملک بانٹنے والے کن تمغوں کے مستحق ہوتے ہیں ملاحظہ ہو:

برتقدیرِ ثانی (یعنی ملک بانٹ لینے کی صورت میں) ظاہر ہے کہ ہندوستان کا کوئی شہر اسلامی آبادی سے خالی نہیں تو اُن لاکھوں مسلمانوں پر اپنی شریعتِ مطہرہ کے خلاف احکام تم نے اپنی کوشش متفقہ سے جاری کرائے اور اس کے تم ذمہ دار ہوئے مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ (ترجمہ: جو اللہ کے اُتارے پر حکم نہ کرے وہی لوگ کافر ہیں، ظالم ہیں اور فاسق ہیں۔) کے تمغے پائے۔

(فتاویٰ رضویہ شریف مترجم، جلد ۲۱، صفحہ ۱۸۱)

اب آپ خود فیصلہ فرمائیے کہ ہندوستان کو تقسیم کر کے پاکستان بنانے والے لیگی مولویوں کو سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ○ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ وَهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ○ کا تمغہ پانے والے فرمارہے ہیں اس کے باوجود لیگی مولویوں اور لیگ کے حمایتی مولویوں کا یہ کہنا کہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نظریۂ پاکستان کے حامی تھے یہ کتنا بڑا ظلم و بہتان و افتراء ہے۔

(معاذ اللہ رب العلمین)

تقسیمِ ہند کا زمانہ کتنا پُر آشوب و پُرفتن زمانہ تھا، ہر طرف ہنگامہ برپا تھا، لیگی مولویوں نے

جناح کے قدموں پر اپنے دین وایمان تک کا سودا کرلیا تھا،لوگ جناح یالیگ کے خلاف ایک لفظ سننے کو تیار نہ تھے۔ پاکستان بننے بنانے کے خلاف ایک لفظ بولنے پر فوراًغدارِقوم وغدارِوطن حتی کہ غدارِدین کہنے سے دریغ نہیں کیا جاتا تھا۔ایسے وقت میں تعلیماتِ سرکاراعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قائم رہتے ہوئے اُن تعلیمات کو عام کرنا کوئی معمولی بات نہ تھی۔ایسے دور میں جبکہ فضائیں مخالف تھیں، ہوائیں مخالف تھیں، اپنے بیگانے ہو چکے تھے،کسی کی پرواہ اور فکر کئے بغیر جو ذات بے سروسامانی کے عالم میں مظالم وحوادثِ زمانہ کا تنہا مقابلہ کرتے ہوئے تعلیماتِ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو عام کرنے میں سرگرداں وکوشاں تھی اُسی ذات کا اسم گرامی مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ سنت مناظر اعظم علی الاطلاق علامہ شاہ مفتی ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی لکھنوی ثم پیلی بھیتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

یہ حضور اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ،کی زندہ کرامت ہے کہ اَسّی برس قبل اس فتنہ کی فریب کاریوں سے مطلع فرمارہے ہیں۔

دین وسنت کے مجدد نے دیا جو کچھ بتا
اُس پہ ہی قائم رہا حشمت علی خاں قادری

اعلیحضرت کے میزان پہ جب عقیدے کو تولا گیا
شیر سنت کا نام آگیا اچھے ہوا ہو گئے

عنایات

امام اہل سنت آقائے نعمت دریائے رحمت امام عشق ومحبت مجدد اعظم دین وملت سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا

زمانۂ طالب علمی میں ہی حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کو مجدد اعظم سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ نے ۸۰ رسالہ تجربہ کار دیوبندی مناظر مولوی یاسین خام سرائی خلیفۂ خاص تھانوی کے مقابل مندرجہ ذیل وکالت نامہ عطا فرما کر بھیجا۔

وکالت نامۂ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

فقیر ہلدوانی منڈی، ضلع نینی تال کے مناظرہ کے لئے عزیزی مولوی حافظ حشمت علی قادری برکاتی لکھنوی زَادَہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْ فَیْضِہٖ الْخَفِیِّ وَالْجَلِیِّ کو اپنا وکیل مقرر کرتا ہے اُن کا قبول وعدول فقیر کا قبول وعدول ہوگا۔

فقط: فقیر عبد المصطفیٰ احمد رضا محمدی سُنّی حنفی قادری بریلوی غفرلہٗ

۱۹ر جمادی الاولیٰ ۱۳۳۸ھ

جبکہ اُس وقت آپ کی عمر شریف صرف ۱۸، ۱۹ر سال کی تھی۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت سرکار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کی ذات اور علم پر کس درجہ اعتماد ووُثوق تھا۔ خلاصۂ کلام یہ کہ جب آپ بفتح وفیروز مندی واپس ہوئے تو حضور مجدد اعظم علیہ الرحمۃ والرضوان نے بخوشی ومسرت فرمایا:

''آپ ابوالفتح ہیں''

قریب بلایا اور خود کھڑے ہو کر حضرت کو سینۂ اقدس سے لگایا، اپنا عمامہ مبارک حضرت شیر بیشۂ

سنت کے سر پر رکھ دیا اپنا جبہ شریف عطا فرمایا اور پانچ روپے نقد عطا فرمائے۔ اس کے بعد حضور اعلیٰ حضرت نے مدرسہ کا قبض الوصول طلب فرما کر اپنے قلم سے تحریر فرمایا کہ

''حشمت علی میرا روحانی بیٹا ہے آج سے میں ان کا پانچ روپے ماہانہ وظیفہ مقرر کرتا ہوں''

''الطاری الداری لہفوات عبد الباری'' میں سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ نے مندرجہ ذیل الفاظ میں یاد فرمایا ہے:

ولد مرافق غیظ المنافق [۱]

عزیزی مولوی حافظ حشمت علی قادری برکاتی لکھنوی

زادہُ اللّٰہُ تَعَالیٰ مِنْ فَیْضِہٖ الْخَفِیِّ وَالْجَلِی

(الطاری الداری لہفوات عبد الباری جلد ۳، صفحہ ۵۵)

---

[۱] یعنی حمایتی بیٹا، حمایت کرنے والا بیٹا، تائید کرنے والا بیٹا، نصرت کرنے والا بیٹا، دشمنان دین پر سخت اور ان پر غیظ وغضب ڈھانے والا۔

شانِ مظہرِ اعلیٰ حضرت

از

حضور سید العلماء سند الحکماء علامہ الحاج الشاہ مفتی سید آلِ مصطفیٰ صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان
زیب سجادہ عالیہ خانقاہ برکاتیہ مارہرہ مطہرہ

میں نے حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو پہلی مرتبہ اس عمر میں دیکھا کہ اُن کی عمر انیس سال کی تھی اور میں آٹھ سال کا بچہ تھا۔ بریلی شریف سے تشریف لائے تھے۔ میرے خالِ محترم تاج العلماء تاجدارِ مسندِ برکاتیہ کو ایک تبلیغی جلسہ کی دعوت دینے کے لئے آئے تھے۔ مگر اتفاق یہ کہ حضور تاج العلماء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرخ آباد کے تبلیغی جلسے میں تشریف لے جاچکے تھے اور گھر میں میرے مرشد برحق قدوۃ الکملاء زبدۃ الاصفیاء حضور سید شاہ ابوالقاسم اسمٰعیل حسن الملقب بلقب ''شاہ جی'' رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما تھے۔ میرے نانا جان ضعیف ہوکر خانہ نشین ہو چکے تھے، مجھ سے ارشاد فرمایا: ''لالہ! مولوی حشمت علی خان صاحب آئے ہیں تمہارے ماموں کے لے جانے کے لئے، ماموں تمہارے فرخ آباد گئے ہیں، جاؤ اور اُنہیں ہماری حویلی میں ٹھہراؤ اور اُن کے آرام کا بندوبست کرو'' آج جب میں بوڑھا ہونے کو آیا تو پورا نقشہ میرے سامنے ہے کہ میں کس طرح سے گھر سے کھانا لیکر گیا تھا۔ اور میں نے کس طرح سے کھانا کھِلایا تھا۔ اور کس طرح سے میں نے کہا کہ بَبّا فرخ آباد گئے ہوئے ہیں اور میاں یہ فرماتے ہیں کہ آپ ہم سے ملے بغیر مت جایئے گا۔ یہ میری پہلی حاضری اور پہلی ملاقات تھی۔ اس کے بعد تو کچھ ایسے ربط بڑھے کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت اگر پندرہ دن ''بریلی شریف'' ہیں تو پندرہ دن لکھنؤ ہیں تو دس دن ''مارہرہ شریف'' میں۔ مجھے وہ دن بھی اچھی طرح سے یاد ہے جب میرے مرشد برحق رحمۃ اللہ علیہ اپنی محل سرا میں روبقبلہ دوزانو خود بیٹھے اور حضرت شیر بیشۂ سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے کہا کہ ہمارے سامنے دوزانو بیٹھ کر اپنے دونوں گھٹنے ہمارے دونوں زانوؤں سے ملادو اور اس طرح سے جب دونوں بیٹھ چکے تو ارشاد فرمایا کہ ''میں نے جملہ سلسلۂ عالیہ قادریہ چشتیہ سہروردیہ نقشبندیہ سارے اعمال واشغال ومراقبات جو خانوادۂ برکاتیہ میں مجھے اپنے

مرشدوں سے ملے اُن سب کی اجازت تم کو دی'' اور مجھے یاد ہے کہ اس کے ساتھ ہی حضرت شیر بیشۂ سنت نے اپنا سر اُن کی گود میں ڈال دیا اور حضرت والا کا سر اُن کے ہاتھوں پر آ گیا۔

شیر بیشۂ سنت سے میرے گھر کے ربط وضبط کو تم میں سے کوئی نہیں جان سکتا، تم میں سے کوئی نہیں پہچان سکتا۔ تمہیں نہیں معلوم۔ حضرت شیر بیشۂ سنت سے میرے گھر کے تعلقات کو ممبئی میں جاننے والے ایک تھے جو گزر گئے میرے برادرِ طریقت منشی مصطفی خان صاحب مرحوم ومغفور پان والے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں جیّ وقائم رکھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت کے برادرِ عزیز مجاہد اہل سنت حضرت مولانا مفتی محبوب علی خان صاحب دامت برکاتہم وہ جانتے ہیں کہ حضرت کے ساتھ میرے گھر کے کیا روابط تھے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے یہ کہنے میں باک نہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت میرے استاذ محترم بھی تھے۔ حضرت شیر بیشۂ سنت ایک مہینے کے لئے خانقاہِ برکاتیہ میں تشریف لائے اور میں نے تفسیرِ جلالین، نورالانوار، قطبی مع میر اور شرحِ وقایہ کے چودہ سبق حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھے ہیں۔ یہ تو وہ پڑھنا ہے جو میں نے کتاب کھول کر زانو تہہ کر کے حضرت سے پڑھے اور اس کے بعد میری عمر گزری ہے حضرت کے ساتھ رہنے میں، اُن کو دیکھنے اور سمجھنے اور بوجھنے میں۔ میری تقریر کی رنگت، میری تقریر کی سوجھ بوجھ اور میری سوچ اور سمجھ کا رنگ یہ حضرت شیر بیشۂ سنت کا ہے۔

(اور اس کے بعد حضرت نے دارالعلوم اہل سنت شاہِ عالم کے ایک دینی جلسے اور اپنی تقریر کا تفصیلی ذکر کرتے ہوئے کچھ یوں ارشاد فرمایا جس کو اجمالاً ذکر کیا جا رہا ہے۔ حضرت نے اس جلسہ کا ذکر فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ) اس جلسے میں میرا بیان غالباً میری عمر کا سب سے طویل بیان تھا۔ جب میرا بیان ختم ہو چکا تو حضرت مولانا اجمل شاہ صاحب سنبھلی دامت برکاتہم العالیہ نے ارشاد فرمایا کہ ''میاں! حضرت مولانا حشمت علی صاحب یاد آ گئے''۔ تو میں نے کہا صحیح بات ہے باپ کا پرتو بیٹے پر، اُستاذ کا پرتو شاگرد پر پڑا ہی کرتا ہے۔ اگر آپ کو حضرت شیر بیشۂ سنت یاد آ گئے اس میں کوئی بڑی بات نہیں۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں، اُن کا جسم ہم میں نہیں ہے۔ لیکن تم باور کرو اِس بات کو کہ اُن کی روحانیت ہم میں ہمیشہ رہے گی۔ اور اُن کی روح کی برکتیں ہمیشہ اہل سنت کی مدد گار رہیں گی، اُنہوں نے اپنے جو فیض چھوڑے ہیں وہ فیض جاری وساری رہیں گے۔

بڑی خوشی کی بات یہ ہے، بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کوئی اُٹھتا ہے تو اپنے بعد اپنی نشانی چھوڑتا ہے۔اُنہوں نے اپنی جسمانی اولاد بھی چھوڑی ہے اور روحانی اولاد بھی چھوڑی ہے۔ہم جیسے فیض لینے والے اُن کی روحانی اولاد ہیں۔ اور میرا عزیز بچہ مولانا مشاہد رضا خان صاحب اُن کے بڑے صاحبزادے الحمدللہ رب العٰلمین فارغ التحصیل ہوکر دستار بند ہو چکے ہیں اور اس کے معنیٰ یہ ہیں کہ حضرت شیر بیشۂ سنت کی مسندِ علم ورُشد اُن کے بعد خالی نہیں رہے گی۔

آج تمہیں کھول رہا ہوں شاید تمہیں نہیں معلوم ہوگا اُن کا چھوٹا بچہ حافظ وقاری عسکری رضا خان سلمہٗ [۱] میرا دودھ کا بیٹا اور میرے بچوں کی ماں نے اُسے دودھ پلایا ہے۔اور اسی طرح سے مولانا حشمت علی خان صاحب کی اہلیہ محترمہ میری اُستانی نے میری ایک بچی کو دودھ پلایا۔تو یہ دونوں آپس میں دودھ کے بھائی بہن ہیں اور حافظ قاری عسکری رضا خان الحمدللہ جید قاری ہے، مستند قاری ہے اور وہ ویسے بھی میرا بچہ تھا لیکن اب تو حقیقت یہ ہے کہ وہ میری اولاد میں شمار ہے کیونکہ میرے بچوں کے ساتھ دودھ پی چکا ہے۔اور یہ بات کہنے میں دل کو تسلی ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ مسندِ شیر بیشۂ سنت خالی نہ رہے گی۔اور جو کام عمر بھر حضرت شیر بیشۂ سنت نے کیا خدا نے چاہا اور اُس کے چاہے سے اُس کے رسول نے چاہا جل جلالہٗ وصلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ وبارک وسلم تو یہ کام ان شاء اللہ تبارک و تعالیٰ اُن کے فرزندانِ ظاہری ومعنوی کرتے ہی رہیں گے۔آمین اللّٰہم آمین۔

(مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں، صفحہ ۱۶ تا ۱۹)

---

[۱] حضرت علیہ الرحمہ کے ہی نام سے خانقاہِ حشمتیہ کے اشاعتی ادارہ کا نام ''عسکری اکیڈمی'' رکھا گیا ہے۔

زبدۃ المشائخ شہزادۂ مخدوم سمناں سرکارکلاں حضرت علامہ مولانا

الحاج الشاہ سید مختار اشرف صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھوی قدس سرہٗ کے

تاثرات کی روشنی میں ذاتِ مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ

مولانا الاعز زیدت مدار جکم ! وعلیکم السلام ورحمتہٗ برکاتہٗ

طالب خیر بخیر ہے

آپ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی کو شائع کرنے والے ہیں۔ میں اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ مولانا علیہ الرحمہ کے بارے میں میرے تاثرات پوچھ رہے ہیں۔ بھلا بتلایئے کہ وہ شیر حق جس کا ایمان باللہ و بالرسول (جل جلالہٗ وعلیہ وعلیٰ آلہٖ وصحبہٖ الصلاۃ والسلام) ریکارڈ بن گیا ہے، جو رسولِ پاک (علیہ الصلاۃ والسلام) کی تعظیم ومحبت میں مطعون رہا ہے، جو باطل شکنی اور حقاقِ حق میں اپنی آپ ہی مثال ہے، جس کی ایک ایک گرج نے باطل کے قلعے پلٹ دیئے ہیں، جس کی زندگی کی ہر ہر ادا میں اتباعِ سنت کا غلبہ رہا ہے۔ مشائخ اور سادات اور اساتذہ کے ادب میں جو آپ ہی اپنی مثال ہے۔ وہ عالم، فقیہ، مناظر، ثقہ، عدل وتقویٰ اور خشیتِ ربانی کا مجموعہ ہے۔ جس کے سر پر دیکھنے والوں نے دستِ غوثِ اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو ہمیشہ دیکھا ہے، جس نے امرِ دین میں کبھی کوئی مزاحمت گوارہ نہ کی، جس کے ایمان کو بھری تجوریوں سے بھی خریدا نہ جاسکا، جو اعلانِ حق میں ہر لومۃ لائم سے ہمیشہ بے نیاز رہا، جو صرف اللہ سے ڈرا۔ اور کسی باطل قلم کی نوک یا باطل تلوار کی دھار نے دبانے میں کبھی کامیابی حاصل نہ کی، اُس کے بارے میں میرے تاثرات وہی ہیں جو ہر سُنّی صحیح العقیدہ کے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جو اُن سے واقف ہو کر اُن کے عقیدے کے موافق ہے وہی صحیح معنوں میں سُنّی ہے، صحیح الایمان ہے اور اُن سے واقف ہو کر اُن کا بدگو ہو وہ یقیناً بدمذہب، بے دین ہے۔ جس کا مقام اتنا اونچا ہو کہ آج جس کا علم وعمل مقامِ استدلال میں لایا جاسکے اُن کے بارے میں اس کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے کہ ساری سُنّی دُنیا اُن کا ماتمی ہے۔ اور اُن کے فیوض وبرکات کے لئے تڑپ رہی ہے۔ اَعْلَیَ اللّٰہُ مَقَامَہٗ وَ نَوَّرَ اللّٰہُ مَثْواہُ وَ قَبْرَہٗ۔

فقط: سید محمد مختار اشرف

سجادہ نشین کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد

شہزادہ اعلیٰ حضرت تاجدارِ اہل سنت رہبر شریعت وطریقت
حضور مفتیٔ اعظم ہند حضرت العلام الشاہ

مفتی محمد مصطفیٰ رضا خان صاحب قادری برکاتی بریلوی

رضی اللہ تعالیٰ عنہ

"وہ بیشۂ سنت کے شیر ہیں، میدانِ حق گوئی کے مردِ دلیر ہیں اُنہوں نے درحقیقت تم پر مذہبی احسان کیا تھا کہ تم کو وہابی ہونے سے بچایا۔ بمبئی جیسے شہر میں وہابیت کے پنجے نہ جمنے دیئے۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ سوڈیڑھ سو مولوی بھی باہم مل کر وہ کام نہیں کر سکے جو اللہ اور اُس کے رسول (جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) کے فضل و کرم سے اکیلے مولانا حشمت علی خان صاحب نے کر دیا"۔

[ترجمانِ اہل سنت، حصہ سوم، صفحہ ۲۸، ۲۹]

رأس العلماء الراسخین رئیس الخطباء البارعین حضور محدث اعظم ہند

علامہ شاہ سید محمد صاحب قبلہ الاشرفی الجیلانی علیہ الرحمۃ والرضوان کچھوچھہ مقدسہ

کا

ایک اہم فتویٰ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین ذیل کے مسئلے میں کہ زید مولانا حشمت علی خان صاحب کے متعلق اپنی باخوبی معلومات کے ساتھ رقمطراز ہے کہ ''لیگ وکانگریس کے مسئلے میں وہ (یعنی مولانا حشمت علی خان صاحب) پوری جمہوریت اسلامیہ کے خلاف اپنے ایک خاص والگ مسلک کے حامل تھے'' نیز اُن کے مسلکِ مذکور کو غلط وبھول ثابت کرتے ہوئے یوں کہا کہ ''صبح کا بھولا ہوا اگر شام کو واپس آجائے تو اُسے بھولا ہوا نہیں کہتے''۔

الجواب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب: حضرت شیر بیشۂ سنت و جماعت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے لیگ وکانگریس میں شرعی سقم جو تھا اُس کو ظاہر فرماکر بعونہٖ تعالیٰ شاندار جہادِ اکبر فرماتے رہے اور اُسی مسلکِ صحیح پر وصال فرمانے تک قائم رہے اُس کے خلاف جو کہتا ہے اگر بربنائے بے خبری ہے تو جہالت ہے اور اگر بربنائے وہابیت و دیوبندیت ہے تو خطرناک ضلالت ہے۔

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی

کچھوچھہ شریف، ضلع فیض آباد ۲۰ ؍رمضان المبارک ۱۳۸۰ھ

[متحدہ محاذی صفحہ ۱۰]

مکتوبِ گرامی

بنام:

پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان

مولانا الاعز وعلیکم السلام ورحمۃُ وبرکاتہٗ

آپ ایک کارڈ پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مولانا شاہ حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی سے متعلق میرے تاثرات کوقلمبند کرانا چاہتے ہیں یعنی دریا کو کوزے میں بند کرانا چاہتے ہیں حالانکہ آپ خود جانتے ہیں کہ حضرت کے علم وفضل کا اعتراف ہمیشہ دل سے اور آج زبان پر اُن کے سب سے زیادہ معاند بھی کرر ہے ہیں۔ وَالْفَضْلُ مَاشَهِدَتْ بِهِ الْاَعْدَاءُ اُن کا حُسنِ اخلاق اپنے بڑوں کا ہی نہیں بلکہ اپنے چھوٹوں کا بھی ادب، ہر سُنّی صحیح العقیدہ سے اُن کا کریمانہ برتاؤ آج جمہوریتِ اسلامیہ کے لئے منارۂ ہدایت ہے۔اُن کا تقویٰ اور اتباعِ سنت کا جذبہ پوری زندگی پر چھایا ہوا تھا۔ان کا کامیاب احقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کون ہے جونہیں جانتا۔عیسائیوں کے جبڑے چیر دیئے ،آریوں کے چھکے چھُڑا دیئے۔مگر دیو بندیوں میں مشہور ہے کہ اُن کو موت کے گھاٹ اُتار دیا اور مولانا کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اُن کو محسن کُشوں سے بڑا ساتھ پڑتا رہا مگر یہ صلابتِ ایمانی کا جبلِ شامخ اور صبر ورضا کا کوہِ گراں کبھی نہ اُس سے گھبرایا اور سلفِ صالحین کا اُسوۂ حسنہ بنارہا غرض ع

خدا جانے کہ کتنی خوبیاں تھیں پاک ہستی میں

فقیر ابوالمحامد سید محمد غفرلہٗ اشرفی جیلانی

(ماخوذ از ماہنامہ ''پاسبان'' الہ آباد اگست وستمبر ۱۹۶۰ء شیخ ملت نمبر ۱۳۸۰ھ صفحہ ۴۰)

مکتوبِ گرامی

بنام: سرکار مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مولانا الاعز زیدت مکارمکم ! ادعیہ وافیہ وتحیہ زاکیہ

اب شروع سے سنئے ! رمضان شریف میں آپ کو میں نے لکھا کہ بستہ ڈانگی قدیم ضلع پورنیہ اور جدید ضلع مغربی دیناج پور میں صرف آپ کے لئے ایک عظیم الشان جلسہ ایک ہفتہ تک طے پایا اور اُن لوگوں نے مجھے ذمہ دار بنایا ہے کہ جس طرح ہو آپ کو ۸، ۹، ۱۰/شوال کو وہاں پہونچا دوں۔ آپ نے جواب دیا کہ ۱۹/شوال تک کی ایک ایک تاریخ کا پابند ہو چکا ہوں اس کے بعد چل سکتا ہوں۔ چنانچہ آپ کا خط پاتے ہی یہ سمجھ کر کہ ۱۹/ کو خواہ آپ ہندوستان میں کہیں ہوں ۲۰/ کو چل کر ۲۲/ کو ضرور پہنچ سکتے ہیں۔ وہاں لکھا کہ جلسے کی تاریخیں ۲۲، ۲۳، ۲۴/ بمقام بستہ ڈانگی اور ۲۵، ۲۶، ۲۷/ بمقام میرزاد پور مقرر کر لیجئے۔ اُن کو لکھا کہ ابھی آپ کا اشتہار شائع نہیں ہوا اگر واقعی حضرت شیر بیشۂ سنت کی تڑپ آپ کے دل میں سچی ہے تو اس تبدیلی کو منظور کر لیجئے اور آپ کو لکھا کہ ۲۱/ کو میل سے روانہ ہو کر ۲۲/ کی صبح کو کٹیہار پہنچئے۔ آپ نے پھر مجھ کو لکھا کہ ۲۵/ سے وقت ۳/ ذیقعدہ تک آسکتا ہوں۔ میں نے یہ خط وہاں بھیج تو دیا مگر یہ اُن کو ابھی ملا نہیں اور میرے اعتماد پر ۲۲/ سے ۲۷/ تک کی تاریخیں شائع کر دیں جس کا اشتہار حاضر خدمت ہے۔ وہ جوار وہابیوں کا ملک سمجھا جاتا تھا مولیٰ تعالیٰ مولانا عبدالحمید صاحب اور اُن کے رفقائے کار کو اجرِ عظیم عطا فرمائے کہ کام شروع کیا تو مقامی فضا یہ ہو گئی ہے کہ اگر یہ جلسے کامیاب ہوئے تو کئی ہزار توبہ نامے پر دستخط ہوگی اور اگر خدانخواستہ جلسے میں رکاوٹ ہوئی تو کئی سو جو درست ہو چکے ہیں معاذ اللہ پلٹ جانے کا اندیشہ ہے۔ آپ کے لئے مولانا نے جو پروپیگنڈہ کیا ہے اُس کے نتیجے میں وہاں کا ذرّہ ذرّہ درحقیقت آپ کے لئے تڑپ رہا ہے۔ یہ واقعاتی بحث ہے۔ اب قانونی سنئے ! کہ جب آپ نے ۱۹/شوال تک کی عدیم الفرصتی کا اظہار کیا تو پھر کیا آپ کو حق پہونچتا ہے کہ جب تک میں آپ کو مطمئن نہ کر دوں آپ کسی مزید جلسے کا وعدہ کر لیں، کم سے کم

۱۹؍شوال تک آپ کو میرے جواب کا انتظار کرنا تھا مگر آپ نے ۱۹؍کی جگہ ۲۵؍کو لکھا، یہ میرے حق کا غصب ہوا یا نہیں؟ اور میں آپ کا مظلوم ٹھہرا یا نہیں؟ اب سنئے کہ جب ۲۵؍کی اطلاع وہاں پہونچی تو کہرام پڑ گیا اور وہاں کی عزتِ مسلم ماتمی بن گئی اور روتے پیٹتے لوگ کٹیہار پہونچے اور مشورہ کے بعد مولوی عبدالجلیل صاحب پہلے مجھے ڈھونڈھنے نکلے۔ بریلی شریف گئے پتہ چلا کہ میں مرادآباد میں، وہ وہاں پہونچے پتہ چلا کہ شاہجہانپور میں ہیں، وہ وہاں بھی آئے اور مجھ کو پکڑ لیا۔ میرا پروگرام یہ تھا کہ شاہجہانپور سے پیلی بھیت صرف اور صرف آپ کا پتہ معلوم کرنے آج آنا تھا اور پھر آپ جہاں ہوں وہاں پہونچ کر اپنی عزت کی لاج رکھنے کے لئے آپ کی خوشامد کرنی تھی۔ چنانچہ پیلی بھیت آج آگیا اور دن بھر کی دوادوش میں پتہ چلا کہ آپ کے پاس آج روانگی ہو تو آپ بمقام۔۔۔۔۔ملیں گے۔

اپنی قرارداد کے مطابق میں خود ہی آتا مگر یہ میرے مولیٰ کا میری ضعیفی پر کرم ہے کہ مولوی عبدالجلیل صاحب آگئے۔ وہ جب آپ کا قدم پکڑیں گے تو یقین مانئے کہ وہ میرا ہاتھ ہوگا، وہ روئیں گے تو اُن کے آنسو میری آنکھوں کے آنسو ہوں گے۔ اب آپ کچھ بھی کریں مگر ۲۲؍شوال کی صبح کو میل سے کٹیہار پہونچیں، جن لوگوں سے اُن تاریخوں کا وعدہ ہوا اُن کو ۲۷؍کے بعد تاریخیں دے دیں۔ میں وہ خط بھی بھیجتا ہوں جو مولانا عبدالحمید صاحب اور مولوی عبدالسلام صاحب وکیل نے میرے نام بھیجا۔ اس مضمون کا خط حضرت مفتیٔ اعظم مدظلہٗ کے پاس بھی آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوگا کہ وہاں آپ کے لئے کتنی بے چینی ہے جیسے ہی آپ ۲۲؍شوال کو منظور کرلیں اور منظور کرنا ہی پڑے گا تو دوا رجنٹ تار دِلوا دیجئے۔

ایک کا پتہ ہو: بذریعہ احمد بخش کٹرہ پختہ آنولہ۔ دوسرے کا پتہ ہو: جامعہ نعیمیہ مرادآباد۔ تاکہ تار پاتے ہی میں بھی جلسے کی شرکت کروں ورنہ منھ چھپا کر کہیں چھپ رہوں اور اُن لوگوں کو منھ نہ دِکھاؤں۔ آخرالکلام میری غیر مربوط اور شوخ تحریر کو نظر انداز کیجئے اور ۲۲؍شوال کو میل سے کٹیہار پہونچئے۔ والسلام علیکم وعلیٰ من لدیکم۔

دعا گو و خیر خواہ: آپ کا سید محمد غفرلہٗ
بمقام: پیلی بھیت ۱۵؍شوال ۷۷ھ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۳۲ تا ۳۴]

منقبت

درشانِ مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ازقلم: شہزادۂ حضور محدث اعظم ہند شیخ الاسلام حضرت علامہ
شاہ سید محمد مدنی میاں صاحب قبلہ اشرفی الجیلانی کچھوچھہ مقدسہ

حشمتِ دین متیں دانائے کیف وکم ہوا
پاسبانِ حق ہوا اَسرار کا مَحرَم ہوا

دشمنوں میں بن کے چمکا ذوالفقار حیدری
اور جب اپنوں میں پہنچا پیار کی شبنم ہوا

آسمانِ زرفشاں ہو یا زمینِ گل فروش
تو یہاں سے کیا گیا ہر اک اسیرِ غم ہوا

آج تاریکی اُڑاتی ہے اجالے کا مذاق
کہ تیری دنیا کا اک نجمِ درخشاں کم ہوا

زیست ہو سارے جہاں کی کیوں نہ اُس کی زندگی
پیکرِ آدم تھا لیکن وسعتِ عالم ہوا

دل میں اپنے عشقِ پاکِ مالکِ عالم لئے
حاضرِ خلوت سرائے خالقِ عالَم ہوا

کتنی آنکھیں ہیں جو اُس کے ہجر میں ہیں اشکبار
دیدۂ اخترؔ فقط تو ہی نہیں پُرنم ہوا

مکتوبِ گرامی

شہزادۂ مخدوم سمناں حضرت مولانا سید حامد اشرف صاحب قبلہ کچھوچھوی سجادہ نشین خانقاہ اشرفیہ کچھوچھہ شریف

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

اچانک کل بذریعۂ تار حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے وصال کی خبر جانکاہ پڑھی گئی۔ تمامی سُنّیت میں اس حادثۂ فاجعہ سے کہرام برپا ہوگیا۔ آہ! سرتاجِ سُنّیت ہم سے اُٹھ گیا۔ جس سے سُنّیوں کی گردنیں فخر سے بلند تھیں آہ! وہی نہ رہا جس کی آمد کو سُن کر بدمذہبوں میں بھگدڑ مچ جاتی تھی۔ آہ! وہ ہم کوان بھیڑیوں کے نرغے میں یکہ وتنہا چھوڑ گیا۔ آہ! اہل سنت وجماعت کا وہ دروازہ ٹوٹ گیا جو غیروں کی یلغار کو روکے ہوئے تھا۔

اے مولائے قدوس! ہماری بیکسی و بے بسی پر رحم فرما۔ پھر کوئی شیر جماعت مرحمت فرما۔ آمین۔

✡ حضرت مولیٰ علی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: مَوْتُ الْعَالِمِ ثُلِمَ فِي الْاِسْلَامِ ثَلْمَةً لَا يَسُدُّهَا اِلَّا خَلَفٌ مِنْهُ۔ [عالم کی موت دین اسلام میں ایک ایسی کمی ہے جس کی بھرپائی اُس عالم کا صحیح جانشین ہی کرسکتا ہے]

ہم تمام حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ کے سوگ میں ہیں اور متعدد مجلسیں ایصالِ ثواب کی قائم کی گئی ہیں۔ مولائے قدوس اپنے خاص جوارِ رحمت میں رکھے۔ ہمیں نہیں بلکہ دنیا کی ہر چیز رحمت کی دعائیں کرتی ہیں۔ يَسْتَغْفِرُ لِلْعَالِمِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شَعْبِ الْاِيْمَانِ۔ [عالم دین کے لئے زمین و آسمان کی ساری چیزیں دعائے مغفرت کرتی ہیں]

ہم اس غم میں برابر کے شریک ہیں۔ مولائے قدوس! ہم سب کو صبر کی توفیق عطا فرما اور حضرت ممدوح علیہ الرحمہ کے فیوض و برکات سے متمتع فرما۔ آمین۔ فقط والسلام

یکے از غم نصیباں سید حامد اشرف غفرلہ

۱۰ رمحرم الحرام ۸۰ھ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۴۰، ۴۱]

زبدۃ العارفین قدوۃ السالکین رئیس اڑیسہ علامہ شاہ
مفتی محمد حبیب الرحمٰن صاحب قادری عباسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ دھام نگر شریف، ضلع بالیسر اڑیسہ

مکتوبِ گرامی

بنام: پاسبانِ ملت حضرت علامہ مشتاق احمد صاحب قبلہ نظامی علیہ الرحمۃ والرضوان

جانِ تو جانِ جہاں   جانِ جہاں بر تو نثار

محب عزیز زید مجدہ! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

بحمدہٖ تعالیٰ بطفیل حبیبہ علیہ الصلاۃ والتسلیم بکرم غوثنا الجیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقیر یک نوع بخیر ہے۔ خیریتِ محبان وعزیزان مطلوب۔ بمبئی کے خط سے حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کے وِصالِ پُرملال کی خبر کی تصدیق ہوگئی تھی، جس سے بہت تکلیف ہوئی تھی۔ اور ہے۔ الٰہ آباد کے خط میں حضرت موصوف کے حالاتِ زندگی اور اظہارِ تاثرات کا مطالبہ ہے۔ حالاتِ زندگی کا وہ پہلو جو دینِ متین سے تعلق رکھتا ہے وہ اس قدر ظاہر اور باہر ہے کہ محتاجِ بیان نہیں۔ رہے تاثرات جو فقیر کے قلب میں ہیں اُن کے اظہار کی استطاعت کہاں؟

یوں تو فقیر نہ اہلِ قلم ہے نہ اہلِ زباں۔ اگر ہوتا بھی تو اظہار مشکل تھا۔ نہایت اختصار و اجمال کے ساتھ چند جملے حوالۂ قلم کرتا ہوں۔ حضرت علیہ الرحمہ کے کمالاتِ ظاہریہ شہرہ آفاق تھے۔ کمالاتِ باطنیہ اہلِ باطن جانیں، اس دور میں سب سے خطرناک اور ایمان سوز تحریک دیوبندیت و وہابیت کی تحریک ہے جو کفر محض کو اسلام خالص اور کافر ومرتد کو کامل الایمان ظاہر کر کے لاکھوں کو گمراہ و بددین بنا رہی ہے۔ اس امر مخصوص میں حضرت علیہ الرحمہ اپنے انداز میں فرد تھے۔ یہ ایک ایسا خلا ہے کہ اس کا پُر ہونا بہت ہی مشکل ہے۔

فقیر سے کئی مرتبہ اختلاف ہوا پھر رفع ہوگیا۔ شکر رنجیاں ہوئیں دور ہوتی رہیں۔ آخر میں غازی پور جیل سے آنے کے بعد ہمارے یہاں بھدرک کے احباب اہل سنت نے اپنی دیرینہ خواہش کی بناء پر حضرت کو دعوت دی اور سفر خرچ بھیجا۔ فقیر نے سفارشی عریضہ حاضر کیا۔ حضرت موصوف نے

دعوت نامہ منظور کر کے سفر خرچ واپس فرمادیا اور دیناج پور کو ترجیح دی۔ اس پر فقیر کو تکلیف ہوئی۔ حضرت سے عرض کیا اگر آئندہ کبھی احباب اہل سنت نے جناب کی تشریف آوری کے متعلق سفارش کے لئے کہا تو ان سے صاف عرض کردے گا کہ فقیر کی سفارش پر حضرت شیر بیشۂ سنت تشریف نہیں لاتے لہٰذا بیکار ہے۔ اس کو سن کر حضرت موصوف بہت متأثر ہوئے اور اخیر ملاقات جورسولی ضلع بارہ بنکی کے مناظرے میں ہوئی اس میں اس کا تذکرہ فرمایا۔ اس قدر اِصرار اور وسائط کے بھرمار سے معافی مانگی کہ فقیر بہت شرمندہ ہوا۔ مجبوراً یہ عرض کرنا ہی پڑا کہ فقیر کے دل سے اب یہ بات نکل گئی۔ کیا خبر تھی کہ یہ اظہار محبت باعثِ اِزدِیادِ اثر فرقت ہوگا۔ اب وہ کیفیت بار بار یاد آتی ہے، دل کو تڑپاتی ہے۔ کاش اس وقت ملاقات نہ ہوئی ہوتی تو شاید صدمہ میں اضافہ نہ ہوتا۔ جہاں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت ''اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ'' کے رنگ میں مشہور تھے وہیں ''رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ'' کا یہ حال تھا کہ فقیر ایسے ناکارہ پر اتنی رحمت اور اتنی ذرہ نوازی فرمائی۔

بر بنائے ارشادِ کریم: ''مَوْتُ الْعَالِمِ مَوْتُ الْعَالَمِ'' اور ''مَوْتُ العالِمِ ثُلْمَةٌ فِي الدِّيْنِ بِقَوْلِ حُجَّةِ الْاِسْلَامِ رضی المولیٰ تعالیٰ عنه وارضاه عنا'' [بقول حجۃ الاسلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ عالم کی موت دین کا ایک نقصان ہے] ۔ ؎

موت عالم موتِ عالَم، ثلمہ دین نبی　　جانِ تو جانِ جہاں، جانِ جہاں بر تو نثار

حضرت موصوف علیہ الرحمہ کی رحلت دین و مذہب اور اہل مذہب کے لئے ایک سانحۂ عظیمہ ہے۔ خصوصًا اس دورِ قحط الرجال میں الم بالائے الم ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ باری عز وجل اپنے محبوب اکرم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں اپنے اور اپنے محبوب اکرم علیہ الصلاۃ والتسلیم کے قرب خاص سے نوازے اور انوارِ قادریت سے مالا مال فرمائے۔ آمین بِجَاهِ حَبِيْبِهٖ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَابْنِهٖ الصَّلَاةُ وَالتَّسْلِيْمُ۔ فقط والدعاء

فقیر محمد حبیب الرحمٰن قادری غفرلہٗ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۳۴ تا ۳۶]

مکتوبِ گرامی ۲

بنام: حضور مظہرِ اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مکرم ومحترم زید احترامکم! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

بحمدہٖ تعالیٰ فقیر ایک نوع بخیر ہے، عافیتِ مزاجِ سامی کا خواہاں۔ عرصہ سے کچھ احبابِ اہل سنت کی دلی خواہش ہے کہ آپ کی اڑیسہ میں تشریف آوری ہو اور بیانات اور ردِّ وہابیہ سے لوگ مستفیض ہوں۔ بنگال جو متصل اڑیسہ کے ہے ایک مناظرہ دیوبندیہ وہابیہ سے بنگلہ بیسا کھ کی ۵ رتاریخ کو طے پایا ہے جو مطابق ۱۸ راپریل اور اپنی ۷ رشوال المکرم ۷۸ھ ہونا ہے۔ اس سے پہلے بھدرک میں ۱۶ راپریل ۵۹ء کو جلسہ ہوگا۔ اس کے علاوہ اور جلسوں کی بھی ضرورت ہے لہٰذا ۱۵ راپریل تک بھدرک پہنچ جائیں تو عین مہربانی ہوگی۔ یہاں ایک بزرگ کی سالانہ فاتحہ کچھ غرباء کرتے ہیں اُن لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کی گفتگو کی تھی اور وہ اُڑیسہ اور بیرونِ اڑیسہ مشہور ہوگئی خدانخواستہ اگر تشریف نہ لائی تو بڑی گڑبڑی ہوگی لہٰذا ضرور بالضرور تشریف لائیں۔ جواب کا بغیر انتظار کئے ہوئے فقیر نے اُن لوگوں سے کہہ دیا ہے کہ مولانا صاحب کی سکنڈ اور ہمراہی کی تھرڈ کا کرایہ دینا ضروری۔ لہٰذا تخمیناً ایک سو گیارہ روپیہ جو ایک قادری عدد بھی ہے بھیج دیا جائے۔ وہ لوگ راضی ہوگئے ہیں۔ اجمیر شریف میں تذکرہ کا موقع نہ ملا۔ مولوی وہاج الدین صاحب غازیپوری سے گفتگو ہوئی تھی انہوں نے وعدہ فرمایا تھا کہ جناب سے گفتگو کرکے مجھے مطلع فرمائیں گے۔ مگر میری بدقسمتی کہ میں اس سے محروم رہا۔ جلسہ کا تردد بہرحال فقیر کی نالائقی پر اس کو محمول فرما کر کم از کم دو ہفتے کے لئے اس اطراف میں تشریف لائیں تو بڑی عنایت ہو۔ غالباً اڑیسہ کبھی تشریف نہیں لائے اور اڑیسہ ہی ہندوستان کا ایک بدنصیب صوبہ ہے جو اَب تک جناب کی قدم بوسی سے محروم ہے لہٰذا ضرور بالضرور تکلیف گوارہ فرما کر فقیر کو ممنون اور اہل اڑیسہ کو شکر گزار کا موقع دیں۔ بنگال میں اگرچہ مناظر عزیزی مولانا ارشد القادری سلمہٗ رہیں گے لیکن

تقریر وجلسوں کی غرض سے جناب و دیگر مقررین کی ضرورت ہے۔ خانہ پُری کے لئے فقیر بھی خدمت میں حاضر رہے گا ان شاء المولیٰ تعالیٰ۔

کانپور میں سید نیاز احمد صاحب فتحپوری نے عزیزی مولانا مشاہد رضا سَلَّمَہٗ رَبُّہٗ وَ بَارَکَ فِی عِلْمِہٖ وَ دِیْنِہٖ وَ دُنیَاہُ کی شادی مسرت آبادی کا دعوت نامہ دیا تھا۔ مگر ایسی بد نصیبی نہ حاضر ہوسکا نہ کوئی عریضہ حاضر کرسکا۔

امتحان کے لئے بریلی شریف دوبارہ حاضر ہوا مگر ہائی کورٹ کی تاریخ اور مسجد گیان باقی بنارس کے معاملے کی الجھاؤ کی وجہ سے فوراً اواپس آنا پڑا اس لئے مجبوری اور زیادہ ہوگئی امید قوی ہے کہ معافی سے نوازا جائے گا۔ عزیزی مولانا موصوف و مولانا وہاج الدین صاحب زید کرمہٗ و دیگر احباب سے بہت بہت سلام فرمادیں بڑا کرم ہوگا بواسطۂ ڈاک تشریف آوری کے مژدہ سے نوازا جائے گا۔ فقط والسلام مع الاکرام

فقیر حبیب الرحمٰن قادری غفرلہٗ

۱۰ر رمضان المبارک ۸۷ھ از بھدرک بالیسر اڑیسہ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۴۲، ۴۳]

مکتوبِ گرامی ۳

بنام: حضور مظہر اعلیٰ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از دھامنگر ۲۳ رمضان المبارک ۷۸ھ

کرم فرما زید کرمکم ! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہ

بحمدہٖ تعالیٰ فقیر بخیر ہے۔ عافیتِ مزاجِ سامی مطلوب۔ ۷؍شوال المکرم ۷۸ھ مطابق ۱۶؍اپریل ۵۹ء بروز پنجشنبہ بھدرک میں جلسہ ہے جس کے لئے عریضہ رجسٹری شدہ ارسالِ خدمت کرچکا ہوں۔ اور سفرِ خرچ کی قلیل رقم بھی ارسالِ خدمت ہوچکی ہے، شدید انتظار کے باوجود اب تک تشریف آوری کے مژدہ سے محروم ہے۔ اڑیسہ کے متصل جو بنگال کا حصہ ضلع مدنی پور ہے اس میں کانتھی (کنٹائی) سب ڈویزن بہت ممتاز ہے۔ وہاں وہابیوں سے ۱۰؍شوال المکرم سنہ رواں مطابق ۱۹؍اپریل ۵۹ء بروز اتوار مناظرہ طے پایا ہے۔ جس کے متعلق بھدرک کے دعوت نامہ میں غالبًا تذکرہ کرچکا ہوں۔ وہابیوں نے ۵۳؍مولویوں کو دعوت دی ہے جس میں قاری طیب مہتمم دارالعلوم دیوبند بھی ہے جو اوائلِ رمضان المبارک سے کلکتہ میں مقیم ہے اگرچہ فقیر کا خیال ہے کہ مناظر مولانا ارشد القادری ہی رہیں وہابیوں کی طرف سے شیخ نجدی ہی کیوں نہ آئے۔ لیکن آپ حضرات کی سرپرستی بہت باعثِ برکت ہوگی۔

وہاں کے دولت مند طبقہ کو وہابیوں نے بہت کچھ توڑ لیا ہے۔ ایسے موقعے پر غرباء کی دلجوئی نہ کی گئی تو مذہب کو سخت نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اسی بنا پر حضرت مولانا ابراہیم رضا صاحب دامت برکاتہم العالیہ کو بھی تکلیف دی ہے اور یہ عرض کیا ہے کہ جب آپ اور فقیر وغیرہ بھدرک سے لوٹ کر کنٹائی روڈ پہنچیں تو اِدھر سے حضرت جیلانی میاں صاحب دامت برکاتہم العالیہ تشریف کنٹائی روڈ لے آئیں۔ پھر سب مل کر کانتھی چلیں تو بڑی آسانی رہے۔ اہل سنت اڑیسہ خصوصًا بھدرک والے عرصہ سے جناب کے خواہشمند ہیں۔ ضرور تشریف لائیں عنایت ہوگی۔ کانتھی کا مناظرہ خدا نے چاہا تو مغربی بنگال اور اڑیسہ کے کچھ حصے پر اثر انداز ہوسکتا ہے۔

تقریباً بارہ چودہ سال سے وہابیوں کی کوشش چلی آرہی ہے اس وقت اگر اس کا لحاظ نہ رکھا جائے حالت خطرناک ہوجانے کا اندیشہ ہے لہٰذا گزارش ہے کہ بھدرک کا جلسہ اور کانتھی کے مناظرہ میں ضرور شرکت فرمائیں۔

کانتھی کھڑگپور سے ہمارے اس مدراس لائن میں بیس پچیس میل پر واقع ہے جہاں کلکتہ، اسنسول اور گوموہ سے کھڑگپور ہوکر آسکتے ہیں بانیانِ مناظرہ نے فارم کی خانہ پُری وکوپن لکھا کرفقیر کے نام سے بھیجنے کے لئے لے گئے ہیں غالباً ارسالِ خدمت کردیا ہوگا۔ بھدرک کا تو سفرِ خرچ ارسالِ خدمت ہوچکا ہے۔ یہ سب کچھ ہوا مگر تشریف آوری کا مژدہ نہ سننے میں آیا۔ بواپسی ڈاک مژدہ سے سرفراز فرمائیں۔

حضرت مولانا وہاج الدین صاحب وعزیزی مولانا مشاہد رضا صاحب، دیگر احباب اہلسنت کی خدمت میں سلام مسنون۔ فقیر کا پتہ: ڈاک خانہ دھامنگر (Dham Nagar) ضلع بالیسر (Distt. Balasore) ہے۔ پتہ انگریزی میں بھی ضرور ہوتو بہتر ہے۔

فقیر حبیب الرحمٰن قادری غفرلہٗ

۲۳ رمضان المبارک ۸ے۳۱ھ مطابق ۲؍اپریل ۵۹ء

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں، صفحہ ۴۴، ۴۵]

مکتوبِ گرامی ۴

بنام: مظہر شیر بیشۂ اہل سنت حضور مشاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از دھامنگر ۱۸؍صفر المظفر ۸۰ھ

محب عزیز زید حبّہٗ! وعلیکم السلام ورحمتہٗ وبرکاتہٗ

بعد سلام مسنون و دعاءِ مقرون واضح ہو کہ طالبِ خیر بخیر ہے۔ محبت نامہ موصول ہوا، کیفیت معلوم ہوئی، فقیر کا خود ہی جی چاہتا تھا کہ حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمۃ والرضوان کے عرس چہلمی میں کسی طرح شرکت کروں۔ اگر چہ اوائقِ کثیرہ وموانعِ متعددہ مجبور کرر ہے ہیں تاہم کوشش یہی ہے کہ شرکت کروں۔ دودن کی شرکت بہت مشکل ہے اگر خدا نے چاہا تو ۲۲؍صفر روز سہ شنبہ کی صبح خدا نے چاہا بریلی شریف پہنچوں گا، آستانۂ عالیہ میں حاضری کے بعد کسی موٹر سے پیلی بھیت حاضر ہونے کا خیال ہے۔ فقیر کوئی ایسا مہمان اور اجنبی نہیں ہے جس کی سہولت کے لئے آپ لوگوں کو کام چھوڑ کر پریشانی جھیلنا پڑے۔ بس سے اُتر کر کسی طرح خدا نے چاہا مکان تک پہنچ جائے گا۔ اپنی والدہ سے سلام، بچوں سے دعا کہہ دینا، احبابِ اہل سنت سے سلام کہہ دینا۔ فقط والدعاء۔

فقیر حبیب الرحمٰن قادری
از: دھامنگر ضلع بالیسر اڑیسہ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں، صفحہ ۴۶]

مکتوبِ گرامی ۵

بنام: مظہر شیر بیشۂ اہل سنت حضور مشاہد ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ
از دھامنگر ۱۸/ صفر المظفر ۸۰ھ

محب عزیز زید حبکم! وعلیکم السلام ورحمتہٗ وبرکاتہٗ

محبت نامہ موصول ہوا کچھ تردُّدات و پریشانیاں اور کچھ کاہلی کی وجہ سے بہت تاخیر ہوگئی جس کا صدمہ ہے۔ عزیزی مولانا عبدالرب صاحب سلمہٗ کو جو خط لکھا جائے بتوسط محبی حاجی سلیمان صاحب محلہ شیخان باڑہ ہندوراؤ دہلی کے پتہ پر لکھیں یا موضع ڈینگر پور ڈاک خانہ کندرکی ضلع مرادآباد کے پتہ پر لکھیں۔

تین چار دن ہوئے حضرت شیر بیشۂ سنت رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا تو عرض کیا کہ عرصہ سے آپ سے کچھ سنا نہیں کچھ سنائیے تو مسکرا کر جلدی سے ممبر پر تشریف لے گئے اور سرکار غوث رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ کی منقبت میں غزل پڑھنا شروع کیا۔ بڑا لطف آیا۔ دو ہی چار شعر پڑھا تھا کہ آنکھ کھل گئی بہت صدمہ ہوا جب آنکھ کھلی ایک شعر یاد رہ گیا تھا وہ بد قسمتی سے بھول گیا۔ دو دن تک بہت یاد آئے، بہت پریشان کیا۔ اب بھی یاد آتی ہے تو پریشانی ہوتی ہے۔ مزار شریف پر فاتحہ کے بعد سلام عرض کر دینا۔ موقع ملا تو جلد حاضر ہو کر سلام عرض کرے گا۔ فقط والدعاء۔

کل پھر ایک کارڈ موصول ہوا ہے آج ہی جواب جا رہا ہے احباب اہل سنت سے سلام عرض کر دینا۔ فقط والدعاء۔

فقیر حبیب قادری غفرلہٗ

۲۱/ جمادی الاولیٰ ۸۴ھ روز سہ شنبہ   از: دھام نگر ضلع بالیسر اڑیسہ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۴۷]

مکتوبِ گرامی

از: خلیفۂ سرکار اعلیٰ حضرت حضور ملک العلماء علامہ مفتی محمد ظفر الدین صاحب قبلہ بہاری علیہ رحمۃ الباری

بملاحظۂ حامئ دین متین ماحئ شر مبتدعین شیر بیشۂ اہل سنت ناصر دین وملت
ابوالفتح مولانا مولوی حشمت علی خان صاحب دَامَتْ فُیُوضُکُمْ وَبَرَکَاتُکُمْ۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کا پوسٹ کارڈ پہنچا اطمینانِ قلبی ہوا۔ جن رسائل کا تذکرہ آپ نے اس پوسٹ کارڈ میں کیا ہے جب چھپ جائیں تو ضرور میرے پاس بھیج دیجئے۔ بنارس کے جلسے ''آل انڈیا سُنّی کانفرنس'' میں مَیں بھی شریک ہوا تھا اُس وقت کی تقریروں اور وعظوں اور آپس کی گفتگو سے میں نے یہی سمجھا کہ ''آل انڈیا سُنّی کانفرنس''، ''کانگریس'' کی مخالف ہے، اُس کی مخالفت کرتی ہے اور ''مسلم لیگ'' کی طرف غیر متوجہ ہے اور یہی سمجھتی ہے کہ مسلم لیگ کانگریس کی معاندت اور مخالفت کی وجہ سے آزاد و حسین احمد و کفایت اللہ واحمد سعید وغیرہ وہابیوں کی خوب خبر لے رہی ہے اور پبلک سے اُن کا وقار مٹا رہی ہے۔ اس لئے اس کو ڈھیل دینا مصلحت ہے اور واقعی دیوبندیوں کے وقار کا تو خاتمہ ہی ہوجاتا اگر شبیر احمد وغیرہ عیاری نہ کرتے اور ''مسلم لیگ'' میں شامل ہوکر دیوبندیوں کو سنبھال نہ لئے ہوتے تو دیوبندیوں کا خاتمہ ہوگیا ہوتا۔ مگر مشیتِ ایزدی کہ یہ لوگ گرتے گرتے ٹھہر گئے۔ اگر واقعی ''آل انڈیا سُنّی کانفرنس''، ''مسلم لیگ'' کی حمایت کرتی ہے تو سخت غلطی کی کہ الگ تھلگ رہتی۔ جمعیت علمائے اسلام اس کو قائم کرکے لوگوں کی لگام اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔ خیر بہرکیف اس میں شک نہیں کہ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت کا مسلک بالکل حق ہے اور جو اُن کے طریقے پر ہے وہی ٹھیک ہے۔ خدا جس کو توفیق دے۔ ''ستر باادب سوالات، اظہار الحق الجمیل، مظاہر الحق الاجلیٰ'' وغیرہ رسائل ضرور روانہ فرمائیے۔ والسلام۔

فقیر محمد ظفر الدین قادری رضوی غفرلہٗ
ظفر منزل ڈاکخانہ مہندرو پٹنہ

(کارڈ کے پتے کی عبارت:۔ بشرف ملاحظہ حامئ دین وملت ماحئ وہابیت ولیگیت ناصر سُنّیت کاسرِ بدعت نمونۂ شدت حضرت عمر واعلیٰ حضرت جناب مولانا مولوی ابوالفتح حشمت علی خان صاحب قادری رضوی دام مجدہٗ)

[فتاویٰ اہل السنۃ لکدِّ اہلِ الفتنۃ]

مداح الحبیب مقبول بارگاہِ اعلیٰ حضرت مولٰینا محمد جمیل الرحمٰن خانصاحب
کی نظر میں حضور مظہر اعلیٰ حضرت قدس سرہما

مداح الحبیب خلیفہ اعلیٰ حضرت مقبول بارگاہِ اعلیٰ حضرت مولٰینا جمیل الرحمٰن خاں صاحب قبلہ رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اُس وقت جب کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان کی عمر پاک تقریباً ۱۸ رسال کی تھی، حضرت کی خدمت میں رسالہ مبارکہ ''تزکِ مرتضوی'' نذر کیا تو رسالہ کے سرورق کی پیشانی پر حضرت کی شان میں یہ عظیم وجلیل القابات وخطابات تحریر فرمائے:

''نذر بحضور سلطان المناظرین سید المکالمین دافع المعاندین ماحی الگاندھویین قامع التھانویین خان بہادر مولٰینا مولوی شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب سنی حنفی قادری برکاتی رضوی لکھنوی زید مجدہٗ وعلمہٗ وفضلہٗ وبرکاتہٗ۔
کتبہٗ مداح الحبیب محمد جمیل الرحمٰن رضوی بریلوی بہاری پوری۔
۲۵ رربیع الآخر ۱۳۳۹ھ بروز پنجشنبہ''۔

خواجہ تاشانِ رضویت ونیازمندانِ بارگاہِ اعلیٰ حضرت میں سے وہ کون ہوگا جو خلیفہ اعلیٰ حضرت مداح الحبیب حضرت مولٰینا محمد جمیل الرحمٰن خاں صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذاتِ بابرکات سے واقف نہیں۔ حضرت مداح الحبیب کو یہ شرف وسعادت وفخر حاصل ہے کہ آپ بارگاہِ اعلیٰ حضرت کے حاضر باش ہونے کے ساتھ ساتھ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے دولت کدے پر منعقد ہونے والی میلاد شریف کی محافل مقدسہ کے خصوصی نعت خواں ومداحِ حبیبِ یزداں جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ ''مداح الحبیب'' کا عظیم لقب اور خطاب بھی آپ کو سرکار اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی بارگاہِ عالی وقار سے عطا ہوا تھا۔

استاذ الاساتذہ حضور حافظ ملت علامہ شاہ مفتی عبد العزیز صاحب محدث مرادآبادی علیہ الرحمۃ والرضوان

مکتوبِ گرامی ۱

محب محترم حضرت مولانا مشتاق احمد صاحب نظامی زید مجدکم! وعلیکم السلام ورحمۃ۔

خط ملا جس میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے وصال پر تاثرات طلب کئے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک کیف ہے جس کے لئے الفاظ نہیں۔ حضرت موصوف کی رحلت کا قلب پر جو اثر ہے زبان و قلم اُس کی ترجمانی سے قاصر ہے۔

حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت سرشکنِ نجدیت سلطان المقررین امام المناظرین شہید ملت حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت الحاج مولانا شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی رحلت وہ سانحۂ عظیمہ ہے جس نے دنیائے سُنّیت میں صفِ ماتم قائم کردی ہے۔ آپ کی وفات اہل سنت پر کوہِ الم سے کم نہیں۔ آپ کی مفارقت قلب و جگر پر ہمیشہ باقی رہنے والا زخم کاری ہے۔ آپ کی جدائی سے بڑا خلا محسوس ہو رہا ہے۔ دنیا سوگوار نظر آتی ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ۔ اَلْعَیْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ یَحْزَنُ وَمَا نَقُوْلُ اِلَّا مَا یَرْضٰی بِہٖ رَبُّنَا۔ [ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اُسی کی طرف لوٹنا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہیں اور دل غمگین ہے اور ہم وہی کہتے ہیں جس میں رب کی رضا ہے] آپ کی شخصیت دنیائے اسلام میں محتاجِ تعارف نہیں۔ آپ کی شخصیت صرف آل انڈیا ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی شانِ امتیاز رکھتی تھی جس نے گورستانِ وہابیت میں سناٹا کردیا، گلستانِ دیوبندیت تاراج کردیا، نجدی قلعوں میں زلزلہ ڈال دیا۔ بڑے بڑے دیوبندی سورماؤں کو آپ سے مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ نجد کے بڑے بڑے وفادار اور منظورِ نظر اس شیرِ سُنّیت کے نام سے کانپتے، لرزتے تھے۔ ہند کی شیخیت کا خواب دیکھنے والوں کا پتّہ پانی ہوتا تھا۔ اس شیرِ سُنت نے جس طرف رخ کردیا حق و صداقت کے ڈنکے بجادیئے۔ باطل کے پرخچے اُڑادیئے۔ حضرت ممدوح نے وہ نمایاں شاندار دینی خدمات انجام دیں جو رہتی دنیا تک آپ کی زرّیں یادگار رہے گی۔

میدانِ تبلیغ و مناظرہ میں آپ خود ہی اپنی مثال تھے۔ پوری زندگی مجاہدانہ، مخلصانہ دینی خدمات میں گزاری۔ فَجَزَاھُمُ اللّٰہُ خَیْرَ الْجَزَاءِ۔ مولیٰ تعالیٰ حضرت موصوف علیہ الرحمہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اپنی آغوشِ رحمت میں جگہ دے۔ جنت الفردوس میں بلند مقام عطا فرمائے۔ آپ کے فرزندوں، عزیزوں اور جملہ متوسلین و معتقدین کو صبرِ جمیل و اجرِ جزیل مرحمت فرمائے۔ اٰمین بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ اَفْضَلُ الصَّلٰوٰتِ وَالتَّسْلِیْم۔

غم نصیب **عبد العزیز عفی عنہ**

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں، صفحہ ۵۲، ۵۳]

مکتوبِ گرامی ۲

حامئ دینِ متین ناصر الاسلام والمسلمین حضرت شیر بیشۂ سنت قاطع نجدیت ودیوبندیت دَامَتْ بَرَکَاتُکُمُ الْقُدْسِیَّۃُ وَعَمَّتْ اِفَادَاتُکُمُ الْقُدْسِیَّہ! السلام علیکم ورحمۃ

کرمنامہ صادر ہوا عزیزی عبدالشکور کو مطالعہ کرایا، مکرمی حافظ عبدالحلیم صاحب وغیرہ مخلصین محبین کو مضمون سے آگاہ کیا۔ جناب والا کی فتح وظفر کے سلسلے میں تہنیت ومبارکبادی کی مجلس منعقد ہوئی، طلبہ واحبابِ اہل سنت شریک تھے، مقدمہ بھدرسہ کی کامیابی پر خوشی منائی گئی، جناب والا کے مناقب وفضائل کا تذکرہ ہوا۔ یہ جلسہ اس دینی خدمت کی کامیابی پر قلبی مسرت کے ساتھ جناب والا کی خدمت میں ہدیۂ تشکر پیش کرتا ہے اور اعتراف کرتا ہے کہ اس نازک دور میں اتنی بڑی زبردست کامیابی حضرت شیر بیشۂ سنت کے اخلاص وایثار کی برکت اور اعلیٰ حضرت قبلہ ومظہر اعلیٰ حضرت کی کرامت ہے۔ دعا کرتا ہے کہ مولیٰ عزوجل آپ کے ظلِ کرم کو ہمارے سروں پر قائم ودائم رکھے اور ہمیشہ مظفر ومنصور فرمائے آمین۔

خادم عبدالعزیز عفی عنہ
۴؍ذی الحجہ ۶۷ھ

(اس کارڈ کے پتے کی عبارت: بشرفِ ملاحظہ عالیہ حامئ سنت قاطع شر نجدیت مظہر اعلیحضرت حضرت شیر بیشۂ سنت مولانا شاہ ابوالفتح محمد حشمت علی خاں صاحب دامت برکاتہم محلہ بھورے خاں پیلی بھیت)

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں، صفحہ ۵۴]

مکتوبِ گرامی ۳

مولانا المکرم مخدومنا الاعظم دامت برکاتہم ! السلام علیکم ورحمۃ

ہدیۂ مسنونہ کے بعد گزارش۔ بفضلہٖ بخیر۔ عوافیٔ مزاجِ گرامی کا طالب۔ یہ وہ وقت ہے جس کا کئی ماہ بے چینی کے ساتھ انتظار کیا۔ جناب کے دیدار فیض آثار کی طرف نظر لگی تھی اُمید تھی کہ ماہِ شوال کے اخیر میں مدرسہ کا جلسہ ہوگا، عالی جناب تشریف لائیں گے مگر اس وقت کئی وجہ سے انتظام نہ ہوا، اراکین نے جلسہ ملتوی کر دیا۔ دیکھئے کب قسمت جاگتی ہے اور قدم بوسی حاصل ہوتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ وہ وقت جلد لائے کہ زیارت وقدم بوسی سے مشرف وفیضیاب ہوسکوں۔

گاہ گاہ خیریت وصحتِ مزاج سے مطلع فرماتے رہیں غایت کرم ہو۔ ماہِ ذی الحجہ میں کم از کم ایک گرامی نامہ روانہ فرمادیں جس میں صحتِ مزاج کے ساتھ جائے قیام بھی تحریر فرمائیں عین بندہ نوازی ہوگی۔ جملہ مدرسین وطلبہ واراکینِ مدرسہ کی جانب سے سلامِ نیاز۔

آپ کا خادم عبد العزیز

ازمبارکپور ۲۴؍شوال ۵۷ھ

[مظہر اعلیٰ حضرت علماء ومشائخ کی نظر میں، صفحہ ۵۵]

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

از قلم: فقیہ عصر استاذ العلماء والمشائخ بحر العلوم حضرت علامہ مفتی عبدالمنان صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان

کہتے ہیں کہ شیر بیشۂ اہل سنت حضرت علامہ حشمت علی خان لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ ۸ رمحرم ۱۳۸۰ھ کو دن میں دس بجے رحلت فرما گئے۔ اُن کے ساتھ ایک قرن ختم ہو گیا، تاریخ کا ایک دور اُن کے آنکھ بند کرتے ہی تمام ہو گیا اور ایک ہنگامہ پرور عالم اُن کے ساتھ ہی ابدی نیند سو گیا۔ محبتِ رسول کی کتنی محفلیں سونی ہو گئیں، معاندینِ رسالت سے مجادلے اور مناظرے کی کتنی بساطیں سرد پڑ گئیں اور دُنیا ملتِ مرحومہ کی پاسبانی کرنے والے ایک چوکس دیدہ ور سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئی۔

آہ! ایک متبحر عالم نہیں رہا، ایک شب زندہ دار عابد نہیں رہا، ایک زبان داں مناظر نہ رہا، ایک زندہ دل صوفی نہ رہا، ایک عندلیبِ زمزمہ سنج نہ رہا، ایک دہاڑنے والا شیر نیستاں نہ رہا۔ بلکہ سچ پوچھو تو وہ کیا گیا آثارِ سلف کا ایک اور تاج محل ڈھے گیا۔ جب تک وہ رہا اپنوں کی سرد مہری، غیروں کی ایذا رسانی، دوستوں کی مہربانی اور دشمنوں کی عداوتوں کے طوفان میں مضبوط چٹان کی طرح جما رہا۔ وقت کا کوئی دھارا اُس کے پائے ثبات میں لغزش نہ لا سکا۔ وہ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دشمنوں سے لڑتا رہا، اُن کی دسیسہ کاریوں کا راز فاش کرتا رہا اور عواقب و نتائج سے بے پرواہ کبھی کفر و طغیان سے صلح نہ کر سکا۔ بجلیاں چمکتی رہیں، بادل گرجتے رہے، طوفان آنکھ دکھاتا رہا اور مصائب و آلام نے بار بار جھنجھوڑا۔ لیکن اُس کی زبانِ حق بیان سے شمعِ حقیقت کی لَو کسی طرح نہ بجھی، نہ تھرتھرائی ؎

ہزار بار نتائج سے ہو کے بے پرواہ
اُسی کا نام لیا جس کا نام لینا تھا

وہ جس کو خلوصِ قلب کے ساتھ حق سمجھتا رہا وہی کہتا رہا، چاہے دوست خفا ہوں یا دشمن ناراض، اپنے ساتھ چھوڑ دیں یا غیر نیزے سنبھالیں، خویش و اقارب سرزنش کریں یا پرائے موت کا جام تیار کریں اور عجب نہیں کہ اس کی اس ادا پر کل میدانِ محشر میں رحمت کو جوش آ جائے اور پکار اُٹھے ع

یہ بندہ دو عالم سے خفا میرے لئے ہے

خدا سمجھے مخالف پریس نے اپنی پوری طاقت صرف کردی ہے اور باہری دُنیا میں ڈھول پیٹ دی ہے طبقۂ اہل سنت و جماعت کا فسادی، مسلمانوں کی جماعت میں آگ بھڑکانے والا، اپنے حلوے مانڈے کی خاطر جلبِ منفعت اور حصولِ زر کے لئے، اپنی ارادت و پیری کی دُکان چمکانے کے لئے مسلمانوں کو ملنے نہیں دیتا اور اُن میں کفر و فسق کی چنگاریوں سے آگ بھڑکاتا رہتا ہے اور اس کے ثبوت میں انہیں شیر بیشۂ سنت حضرت علامہ حشمت علی خان صاحب علیہ الرحمہ کی ذات پر دعویٰ کی دلیل اور ہر جھوٹ کی شاہد بتائی جاتی ہے۔اس پروپیگنڈے کے پیش نظر ہم تو سمجھتے ہیں کہ جب تنہا ایک شخص حصولِ زر کی خاطر غیر منقسم ہند کے تقریباً دس کروڑ، منقسم ہند کے تقریباً چھ کروڑ مسلمانوں کو لڑاتا رہا تو کم از کم نواب حیدر آباد جتنا مالدار ضرور ہو گیا ہوتا، آغا خان یا مُلّا طاہر جتنا سرمایہ دار تو ضرور ہوگا۔اگر حصولِ زر کا یہ طریقہ اتنا ہی کامیاب ہے تو ہر شہر میں اُس کی کوٹھیاں ہوں گی اور ہر علاقے میں اُس کی عشرت گاہیں۔لیکن یہ کتنی دردناک حقیقت ہے کہ جب اُن کا وِصال ہوا تو وہ اپنی معیشت سے تنگ تھے۔وہ اپنے بچوں کو تحریر کرتے ہیں:

عزیزو! طویل علالت کے سبب بالکل تنگ ہو گیا ہوں اور آمدنی محدود سے محدود، تم لوگ کسی طرح گزر بسر کرو اور تعلیم حاصل کرو"

جبکہ دوسری طرف کتنے شیخ الاسلاموں، امن کے علمبرداروں اور ملت کے خیر خواہوں، حکیموں کی موت و حیات میں بغیر کسی مادّی سبب کے روپیوں کی ریل پیل اور سرمایوں کا انبار ہے۔جس کے سہارے عظیم کوٹھیوں اور طویل خانقاہوں کا جال بچھا ہوا ہے اور حضرت کے قدم جہاں پہنچ جاتے ہیں ایک نئی بلڈنگ جنم پالیتی ہے۔نہ معلوم یہ کون سا خفیہ دستِ غیب ہے کہ یہ بدنام فسادی بیچارہ بقولِ معاندین زندگی بھر حصولِ زر کے لئے لوگوں کو لڑاتا رہا،لیکن وفات پائی تو معلوم ہوا کہ ہاتھ خالی ہے۔اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ الزام تراشیوں سے قطع نظر ہم ان کی تحریک کا مُبصّرانہ جائزہ لیں۔آیا واقعی اُن کا پیغام غیر مفید اور باعثِ ضرر تھا یا اسلامی تنظیم کا ایک ناگزیر عمل تنقید ہے جس کے بغیر کوئی جماعت زندہ نہیں رہ سکتی اور کوئی حق باطل کے میل سے نہیں بچ سکتا۔شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ اپنی ساری زندگی مشہور و معروف بُتانِ محراب و ممبر کے خلاف جد و جُہد کرتے رہے، جو تقدیس کے گنبد میں بیٹھ کر ایک طرف تو اسلام کی عزت، اُس کے ناموسِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حرمت سے کھیلتے ہیں، اُن کا قلم مذہبی

عیاشیوں میں مبتلا اور دماغ فکری بے راہ رویوں سے داغدار رہا۔ دوسری طرف بزعمِ خویش مذہبی سربراہی اور قیادتِ دینی کے بھی دعویدار تھے اور بدقسمتی سے عوام وخواص کی ایک بھیڑ بھی اُن کے اِرد گرد جمع ہوگئی تھی، جو اُن کا ہر مصرع اُٹھاتی اور ہر شعر پر گرہ لگاتی۔ شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے اس پورے طائفہ کے خلاف دین ودیانت کی پوری ذمہ داری کے ساتھ ایک مقدس تحریک جاری رکھی اور پوری شدت کے ساتھ یہ ظاہر کرتے رہے کہ دین میں نئی راہ نکال کر لوگ خود دین سے نکل گئے ہیں۔ خدا اور رسول کی بغاوت کر کے اسلام کے دائرے سے الگ ہوگئے ہیں۔ اس لئے مسلمان اُن گمراہوں سے آگاہ رہیں، اُن سے رسم وراہ نہ بڑھائیں، اُن سے تعلقاتِ مہر ومحبت نہ قائم کریں، اُن سے شادی بیاہ نہ کریں، اُن کو اپنے سے الگ رکھیں، کہیں وہ اپنی بیماری صحت مند مسلمانوں میں نہ پھیلا دیں، کہیں یہ لوگ گمراہی کے جراثیم صحیح العقیدہ مسلمانوں میں بھی نہ داخل کردیں۔

مجاہد وہ جہادوں میں گزاری زندگی جس نے　　　مجاہد وہ ہمیشہ ملحدوں سے جنگ کی جس نے

مجاہد وہ عدوئے دین سے کی دشمنی جس نے　　　مجاہد وہ ندائے یارسول اللہ دی جس نے

تو جتنے دیو تھے ایوانِ باطل میں لرز اُٹھے

منافق جل اُٹھے اور وسوسے دل میں لرز اُٹھے

جس کے نقشِ پا پہ جھکتی تھی نگاہیں عشق کی

از: حضور پاسبانِ ملت خطیبِ مشرق علامہ مشتاق احمد نظامی مت قبلہ علیہ الرحمہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

نہ پوچھئے عمرِ ناپائیدار کی فتنہ سامانیاں، مسرتوں اور آرزؤں کے ازدہام میں آتی ہے اور عالمِ آب و گِل سے روٹھ جانے کے بعد ہزاروں کو نوحہ و ماتم میں تڑپتا چھوڑ جاتی ہے۔ دُنیا اسی کا نام ہے کسی کی آمد پر جشنِ چراغاں ہے تو کسی کے جنازے پر آہ و فغاں اور نالہ و شیون کی چیخ و پُکار ہے، آنے کو تو ایک دُنیا آتی ہے مگر اس مادرِ گیتی میں ایسے کم آتے ہیں جو لاکھوں کی آبرو اور کروڑوں کی آرزو بن کر آئیں اور جائیں تو قبیلہ و خاندان، شہر اور ملک نہیں بلکہ عرب و عجم کو اپنا داغِ مفارقت دے جائیں۔ اُنہیں میں سے ایک تھے مناظر اعظم شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ جو قوم و ملت کی آبرو بن کر آئے اور کروڑوں کو اپنے غم میں تڑپتا چھوڑ گئے، کچھ نہ پوچھئے اِس غمزدہ دل کی دردناک داستان جس نے چند برس کی قلیل مدت میں اپنے متعدد اکابر کی رحلت کے غم اُٹھائے ہیں۔

یادِ ماضی عذاب ہے یارب
چھین لے مجھ سے حافظہ میرا

اپنی کتابِ زندگی کے چند اوراق اُلٹئے اور دیکھئے تو سہی کہ گردشِ زمانہ نے کیسے کیسے صاحبِ فضل و کمال ہم سے چھین لئے۔ ابھی کل ہی کی بات ہے ملت اسلامیہ حضرت علامہ حامد رضا خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پردہ فرمانے پر سوگوار تھی۔ اُس غم میں آنسو خشک بھی نہ ہو سکے تھے کہ حضرت علامہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو آسمانِ فضل و کمال کے آفتاب اور ماہتاب تھے پیوندِ خاک ہو گئے۔ یہ ہمارے وہ اکابر ہیں کہ حزبِ مخالف بھی جن کے علم و فن کا لوہا مانتا ہے۔ دنیائے سُنّیت ابھی اس غم میں اشک بار تھی، ابھی ہم جیب و گریباں کی خبر بھی نہ لے سکے تھے کہ آہ! مناظر اعظم شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا حشمت علی خان صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے سانحۂ اِرتحال

نے صبر وضبط کی رہی سہی دُنیا بھی اُجاڑ دی۔ اب تو اپنا عالم یہ ہے ؎

نشیمن پھونکنے والے ہماری زندگی یہ ہے
کبھی روئے کبھی سجدے کئے خاکِ نشیمن پر

شذرات کے زیرِ عنوان یہ جو کچھ بھی حاضر ہے چشم گریاں کے چند آنسو ہیں جو اُن کی بارگاہ میں بطور نذرانۂ عقیدت حاضر ہیں۔

آپ بیتی: ۳۹، ۱۹۳۸ء کی بات ہے استاذ محترم مجاہد ملت حضرت مولانا حبیب الرحمن صاحب قبلہ علیہ الرحمہ کی دعوت پر حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت الہ آباد تشریف لائے یہ میرا طالب علمی دور تھا اور اسی وقت سب سے پہلی بار اُن کا شرف نیاز حاصل ہوا۔ تقریباً دو ہفتے آپ کا تبلیغی پروگرام رہا۔ شہر کے مختلف حلقوں میں آپ کے بیانات ہوئے دماغ کے کسی گوشے میں یہ بات پڑی ہے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے بیانات سے شہر کے وہابیہ، دیابنہ میں بڑی ہلچل مچ گئی۔ اور پولیس داروغہ، کوتوال اور کلکٹر کی دہائی کا سلسلہ شروع ہو گیا مگر مجاہد ملت نے فرمایا کہ آپ بے دھڑک بولئے، جو کچھ ہوگا میں سمجھوں گا۔ یہ دونوں نڈر اور بے باک سرفروش شانہ بشانہ احقاقِ حق اور اِبطالِ باطل کرتے رہے۔ غالباً پندرہ روز کے بعد حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہرِ اعلیٰ حضرت ہمیشہ کے لئے اپنی یادیں چھوڑ کر دوسرے پروگرام پر واپس چلے گئے۔

پھر ۴۵، ۱۹۴۴ء میں آستانۂ غریب نواز شاہجہانی مسجد میں ملاقات کا شرف حاصل ہوا یہ دور وہ تھا جبکہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت لیگ اور اور کانگریس سے الگ تھلگ اور ایک مسلک کے حامل تھے یعنی تقسیم ہند کے مخالف تھے۔[۱] مجھے اس بات کا اچھی طرح علم تھا، مگر میں اپنی اسی عقیدت کیشی کے ساتھ مشرفِ قدم بوس ہوا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حضرت علیہ الرحمہ کی زندگی ''اَلْحُبُّ فِی اللهِ وَالْبُغْضُ فِی اللهِ'' کی آئینہ دار تھی۔ مصافحے ومعانقے کے بعد کچھ دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ آخر مجھے گلے لگا کر انتہائی اخلاص ومحبت سے رخصت کر دیا۔

---

[۱] چونکہ سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا موقف یہی تھا دیکھئے سرکار اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فتاویٰ رضویہ شریف مترجم، جلد ر ۲۱، صفحہ ۱۸۱ پر تقسیم ملک کی خرابیاں بیان فرمائی ہیں۔ تفصیل اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۷ پر ملاحظہ فرمائیں جو ''لیگیوں کا پاکستان اور فتاویٰ رضویہ'' کے عنوان سے ہے۔

اب ملک تقسیم ہو چکا ہے، نعروں کی وہ ہما ہمی جا چکی ہے۔ غالباً ۴۹،۴۸، ۱۹۴۸ء میں احباب فیض آباد کی دعوت پر بسلسلۂ تقریر حاضر ہوا، جامع مسجد ٹاٹ شاہ میں میرا قیام تھا، معلوم ہوا کہ حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت بسلسلۂ مقدمہ تشریف لائے ہیں، جس مقدمے کی روداد مناظرۂ بھدرسہ یا کسی اور نام سے شائع ہو چکی ہے، میں نے اپنی قیام گاہ پر ملاقات کی خواہش کی تو لوگوں نے مجھے روکا، مگر مجھے نہ رکنا تھا نہ رُکا اور ملاقات کے لئے چل کھڑا ہوا۔ میرا اصرار دیکھ کر پیش امام جامع مسجد مولانا عبدالغفور صاحب بھی میرے ساتھ ہو لئے۔

حضرت علیہ الرحمہ کی قیام گاہ پر حاضر ہوا، محبی مولانا وجیہ الدین صاحب نے فرمایا ''مشتاق ہدایت پر آؤ ہدایت پر'' یہ جملہ میرے لئے بڑا ہی دلخراش ثابت ہوا۔ یہاں تک کہ ہم میں اور مفتی وجیہ الدین صاحب میں بڑی تیز باتیں ہونے لگیں۔ حضرت اسی کمرے کے دوسرے گوشے میں حُقّہ نوش فرما رہے تھے، کچھ دیر تو ہم لوگوں کی گفتگو سُنتے رہے۔ مگر رنگ بگڑتا دیکھ کر مفتی وجیہ الدین صاحب پر اپنی برہمی کا اظہار کیا۔ اور مجھے گلے لگا کر فرمایا کہ مشتاق میرا بیٹا ہے مشتاق کو میں اولاد کی طرح عزیز رکھتا ہوں۔

عصر کا وقت آ گیا، ہم اور امام صاحب قیام گاہ پر واپس آ گئے اُس کے کچھ ہی دِنوں بعد بریلی شریف سے ایک پوسٹر آیا جس کی سُرخی تھی ''بشارتِ عُظمیٰ'' اس میں اس امر کا اعلان تھا کہ علمائے اہل سنت اور شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کے درمیان مصالحت ہوگئی۔ پوسٹر کو دیکھتے ہی میں نے مکرمی مولانا الحاج محمد نعیم اللہ خاں صاحب سے درخواست کی کہ اپنی پہلی فرصت میں حضرت شیر بیشۂ اہل سنت کو دعوت دیجئے۔ چنانچہ ہم لوگوں کے دعوت نامے پر حضرت الٰہ آباد تشریف لائے اور گلاب باڑی وحسن منزل میں آپ کی تقریر ہوئی۔

حسن منزل کے جلسے میں شہر کے شر پسند وہابیوں نے اینٹ و پتھر برسائے، مگر اللہ اکبر یہ انہیں کا دل وگردہ تھا کہ بادل کی طرح برستے رہے اور شیر کی طرح للکارتے رہے۔ سلام وقیام پر جلسہ ختم ہوا، دوطرفہ کئی آدمیوں کی گرفتاری ہوئی اور مسلسل کئی ماہ اشتہار بازی اور پوسٹر بازی ہوتی رہی، پھر اس کے بعد متعدد مقامات پر حضرت علیہ الرحمہ کے بیانات میں ساتھ رہا۔ مثلاً بھوجپور، سنبھل، بمبئی، احمد آباد، گورکھپور، تلشی پور، فیض آباد، گھوسی، ایدہا، بڑگانواں اور مغربی بنگال دیناج پور وغیرہ۔ بسا اوقات مجھے استفادہ کا بھی موقع ملا۔ تحذیر الناس اور حفظ الایمان کی عبارت پر مجھے کچھ شکوک وشبہات تھے۔ میں نے اپنے شبہات پیش کئے اور حضرت علیہ الرحمہ نے تسلی بخش جوابات دیئے۔ دماغ مناظرانہ تھا،

طبیعت میں بڑی جودت اور تیزی تھی۔ احمد آباد ہم لوگ بسلسلۂ مناظرہ پہنچے تھے مگر وہابیوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر حکمِ امتناعی نافذ کرا دیا۔ جس پر حضرت علیہ الرحمہ کو انتہائی قلق اور افسوس ہوا۔ بار بار فرماتے اے کاش مناظرہ ہو گیا ہوتا۔ مناظرہ نہ ہونے پر ایسی ہی حالت ہوتی جیسے بھوکے شیر کے سامنے سے شکار غائب کر دیا جائے۔ بہت سے لوگوں نے اُنہیں صرف مناظر سمجھا، اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اُن کا یہ وصف اُن کے بہت سے اوصاف پر غالب تھا، مگر وہ بے پناہ اوصاف ومحاسن کے حامل تھے اور سچ تو یہ ہے کہ کسی کا مناظر ہونا خود اس بات کی دلیل ہے کہ وہ بہت سے علوم وفنون کا ماہر ہے۔ یہ کچھ ضرور نہیں کہ حفظ الایمان کی عبارت پر مناظرہ ہو تو لفظ ''ایسا'' ہی موضوعِ سخن رہے۔ اس کا بھی احتمال ہے حدیث، اصولِ حدیث، فقہ، اصولِ فقہ، تفسیر، ادب، گرامر یا معانی و بیان اور منطق وفلسفہ وغیرہ کے مباحث چھڑ جائیں۔ اگر مناظر کو ان فنون میں دستگاہِ کامل حاصل نہیں ہے تو اُس کو لفاظ و طباع تو کہا جائے گا مگر وہ صحیح معنوں میں مناظر نہیں۔

حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت نے نہ جانے کتنوں کے جبڑے پھاڑ دیئے اور اُن کے بڑے بڑوں کی بولتی بند کر دی، اُن کے اکابر کا ناطقہ بند کر دیا۔ محض اپنی جودتِ طبع اور لفاظی سے نہیں، بلکہ وہ علم وفن کے ٹھاٹھیں مارتے ہوئے سمندر تھے، اُنہیں اپنے علم اور اپنی معلومات پر بھروسہ تھا۔

آج وہ ہم میں نہیں ہیں مگر اپنی حیاتِ ظاہری میں وہ جہاں سے گزر گئے ہوں وہاں جائیں تو آپ کو بھی یہ شعر یاد آجائے۔

پتہ دیتی ہے شوخی نقشِ پا کی
کوئی اس راہ سے ہو کر گیا ہے

جہاں پہنچے سُنّیت کا بول بالا کیا، رضویت کا نام اونچا کیا، فاضل بریلوی کا گن گایا، اپنے بڑوں کا خطبہ پڑھا، غوثِ اعظم کا گیت گایا، غریب نواز کی دہائی دی، پرچمِ توحید بلند کیا اور وقارِ نبوت کی خاطر سر دھڑ کی بازی لگا دی۔

میدانِ مناظرہ میں گالیوں کی بوچھار ہے، اینٹ اور پتھر کی بارش ہے، دشمنوں کی یلغار ہے مگر علم وفن اور صبر واستقلال کا وہ مردِ مجاہد گرج گرج کر شاتمانِ رسول کو للکار رہا ہے۔

کانٹوں میں ہے گھرا ہوا چاروں طرف سے پھول
پھر بھی کِھلا ہی پڑتا ہے کیا خوش مزاج ہے

اُن کا وجود ہمارے لئے باعثِ صد افتخار تھا، اُن کی رحلت نے ایک بڑی جگہ خالی کردی، وہ کیا نہ تھے وہ اپنے وقت کے عالم، فاضل، حافظ، قاری، حاجی، محدث، فقیہ، منطقی، فلسفی، مفسر، ادیب، صوفی، درویش، مجاہد، مناظر، سب ہی کچھ تھے اتنی بڑی شخصیت کا اُٹھ جانا نہ صرف خاص کسی قوم وملت کا نقصان ہے بلکہ یہ ملک کا بھی نقصان ہے۔

فنِ تجوید وقرأت میں بھی وہ اپنے وقت کے امام تھے "وَ لَا الضَّآلِّیْنَ" کے مخرج کی ادائیگی میں اُنہیں جو کمال تھا وہ شاید ہی کسی کو ہو، اپنے بڑوں کے ادب واحترام اور چھوٹوں پر شفیق ومہربان ہونے میں خود اپنی مثال تھے۔ وہ "اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ" کی مکمل تفسیر تھے۔

بعض لوگوں نے مجھے مشورہ دیا کہ حضرت علیہ الرحمہ کے حالاتِ زندگی کی اشاعت پر پرچہ بدنام ہوجائے گا۔ میں نے اُن سے کہا اور کھلے بند اعلان کئے دیتا ہوں کہ "پاسبان" میری تجارت نہیں ہے۔ بلکہ وہ میری عقیدت ومحبت کا ترجمان ہے۔ جس کو "پاسبان" کی پالیسی سے اختلاف ہو وہ خود ہمارے راستے سے الگ ہوجائے، ہماری راہ بدلنے کی کوشش نہ کرے۔

پروردگارِ عالم حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت کے اَمثال پیدا فرمائے اور عزیز گرامی مولانا مشاہد رضا خان صاحب کو اُن کا صحیح جانشین بنائے۔ آمین۔ پُرخلوص دعا ہے کہ ربِّ کریم اس شہید ملت کو جس نے ۸ ؍محرم الحرام ۱۳۸۰ھ مطابق ۳ ؍جولائی ۱۹۶۰ء اتوار کو داعیٔ اجل کو لبیک کہا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اس کی قبر کو اپنی رحمتوں، برکتوں کا خزینہ بنائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

ابر رحمت اُن کے مرقد پر گُہر باری کرے
حشر تک شانِ کریمی ناز برداری کرے

مکتوبِ گرامی

پیرِطریقت رہبرِشریعت عاشق بارگاہِ رسالت حضرت مولانا سید شاہ شاہد حسین صاحب قبلہ علیہ الرحمہ
سجادہ نشین خانقاہِ عالیہ بارگاہِ عشق، پٹنہ، بہار
تاریخ ۴؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ بروز جمعہ — از: تکیہ شریف، پٹنہ سیٹی

بگرامی خدمت فیض موہبت شیر بیشۂ سنت ماحیٔ بدعت قاطع کفر و ضلالت مظہر اعلیٰ حضرت (قدس سرہٗ) مجمع الفضائل منبع الفواضل قدوۃ الواصلین زبدۃ المحققین حضرت مولانا المولوی حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی مجددی دَامَتْ بَرَکَاتُہٗ وَ نَوَالُہٗ وَ اَفْضَالُہٗ۔

الف الف سلام شوق قبول باد

گزارش خدمت فیض درجت اینکہ بفضلہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم آستانہ شریف پر خیریت ہے اور خیریت آنحضور والا شب و روز بہ درگاہ رب بے نیاز نیک مطلوب۔

دیگر اینکہ مولانا مولوی ظفر الدین صاحب مدظلہٗ کا جوابی کارڈ حضور والا کی خدمت اقدس میں موصول ہوا ہوگا۔ اور اس سے پوری کیفیت معلوم ہوگئی ہوگی، لیکن پھر بھی طبیعت نے بہت مجبور کیا کہ میں خود حضور والا مدظلہٗ کی خدمت فیض درجت میں نیاز نامہ روانہ کروں اور حضور والا مدظلہٗ کو قدم رنجہ فرمانے کے لئے مجبور کروں تاکہ مجھے حضور کا نیاز بھی حاصل ہوجائے اور بددینوں گمراہوں کا جو سیلاب بھولے بھالے سُنّیوں کو اپنے رو میں تہ و بالا کرنا چاہتا ہے اس کا اِنسداد بھی ہوجائے اور پھر اس صوبۂ بہار میں لوگوں کے دماغ گلِ گلستانِ رضویت اور گلِ چمنستانِ سُنّیت سے معطر ہوجائے گا تاکہ ان گندہ ذہنوں، گمراہوں، بے دینوں سے قطعی نفرت ہوجائے اور اہل سنت و جماعت کا بعونہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم بول بالا ہوجائے۔ لہٰذا بعونہٖ و بکرمہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وسلم خداوند تعالیٰ نے یہ وقت لایا کہ تاریخ ۲۶؍ فروری ۱۹۵۲ء مطابق ۲۹؍ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ بروز سہ شنبہ ایک جلسہ رحمان پور، ضلع پورنیہ میں منعقد کرنے کے سارے انتظامات مکمل ہوچکے ہیں اب صرف حضور والا کے جواب باصواب کا نہایت بے چینی کے ساتھ انتظار ہے۔ امید کہ آنحضور مدظلہٗ فوراً واپسی ڈاک سے

جواب عنایت فرما کر ہم لوگوں کی بے چینی اور اضطرابی کو دفع فرمائیں گے۔اور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کس پتہ پر حضور والا کی خدمت اقدس میں اخراجات روانہ کردیئے جائیں اور حضور کو کٹیہار جنکشن۔ او۔ٹی۔آر۔لکھنؤ ایکسپریس یا الٰہ آباد پسنجر کے ذریعہ تشریف لانا ہوگا۔لیکن حضور یہ بھی تحریر فرمائیں کہ کس تاریخ اور روز میں تشریف لاتے ہیں تا کہ ہم لوگ کٹیہار جنکشن میں حضور والا کا انتظار کریں۔باقی بوقتِ ملاقات۔فقط والسلام۔

اور تمامی حاضرین کی خدمت میں سلام مسنون فرمادیں۔

خواجہ سید شاہ شاہد حسین غفرلہٗ ذنوبُہٗ

سجادہ نشین بارگاہِ عشق تکیہ شریف، محلہ مِتّن گھاٹ، پٹنہ سیٹی

اور حضور والا کم از کم ایک ہفتہ کے اندر کا کسی کو وعدہ نہ فرمائیں چونکہ حضور کو ایک ہفتہ کم از کم قیام فرمانا ہوگا۔فقط والسلام

واز جانب احقر الناس محمد یوسف غفرلہٗ یکے از غلامانِ آستانہ و جناب ماسٹر محمد قیس صاحب قادری رزاقی۔بی۔اے۔علیگ۔بہت بہت سلام و نیاز قبول باد مضمون واحد ہے۔فقط والسلام

محمد یوسف غفرلہٗ

(مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں۔صفحہ: ۱۱۰،۱۱۱)

حضرت مولانا ماسٹر قیس محمد صاحب علیہ الرحمہ پٹنہ

۴؍جمادی الاولیٰ ۱۳۷۱ھ جمعہ مبارکہ

مکرمی و معظمی مخدومی و محتشمی حضرت مولانا المکرم مدظلہ العالی! السلام علیکم ورحمۃ وبرکاتہٗ

بحمدہٖ تعالیٰ مع الخیر رہ کر عوافی خواہ مزاجِ اقدس کا ہوں۔ مورخہ ۲۶؍فروری ۱۹۵۲ء کو جناب شاہ صاحب دامت برکاتہم العالیہ صاحب سجادہ آستانہ حضرت عشق قدس سرہٗ کے زیر اہتمام کٹیہار کے علاقہ میں نہایت اہم دینی جلسہ ہونے والا ہے جس میں حضور کی شرکت از بس ضروری ہے جس کی تفصیل جناب مولانا مولوی محمد یوسف صاحب حمیدی نے اسی عریضہ میں تحریر کردی ہے۔ خبر ملی ہے کہ حضور والا، حضرت مفتئ اعظم مدفیوضہٗ کی معیت میں گونڈل پھر گجرات کا دورہ فرمارہے ہیں۔ اگرچہ حضور وہاں تشریف فرما ہیں پھر بھی چند دِنوں کے لئے آپ ضرور بالضرور وقت نکال کر کٹیہار تشریف لاویں۔ اسی علاقہ میں اِحیائے سُنّیت کے لئے جناب محدث صاحب قبلہ نے حضور کا ہی ذریعہ جناب شاہ صاحب ممدوح کی خدمت میں خبر بھیجی تھی۔ جناب ملک العلماء نے بھی حضور کی خدمت میں تحریر فرمایا ہے۔ وہ نیز جناب محدث صاحب بھی تاریخ مذکور میں اس جلسہ میں ان شاءَ تعالیٰ شرکت فرمائیں گے۔ لہٰذا واپسی ڈاک سے منظوری تحریر فرماویں کہ اِخراجات کس قدر روانہ کئے جائیں۔ فقط والسلام خیر ختام۔

احقر الزماں

قیس محمد خان قادری رزاقی غفرلہٗ

(مظہر اعلیٰ حضرت علماء و مشائخ کی نظر میں۔ صفحہ: ۱۱۲)

حضرت بابرکت عظیم المرتبت

خواجہ صوفی محمد حسن شاہ چشتی ابوالعلائی علیہ الرحمۃ والرضوان

فیض العارفین حضرت علامہ صوفی شاہ غلام آسی حسنی رامپوری علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ ایک بار اجمیر شریف میں عرس شریف کے موقع پر حضرت صوفی خواجہ محمد حسن شاہ چشتی ابوالعلائی جہانگیری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ فقیر غلام آسی بھی حاضر خدمت تھا اور بہت سارے مریدین و متوسلین بھی حاضر خدمت تھے، باتوں باتوں میں حضرت صوفی خواجہ حسن صاحب قبلہ فرمانے لگے "آج پوری دنیا میں کوئی سچا مولانا ہیں تو میری نگاہ میں مولانا حشمت علی خان پیلی بھیتی ہیں، جنہیں یہ عزت وکرامت اور بزرگی و پذیرائی نیز علم وفضل، ہمت وجرأت، فتح ونصرت، شوکت و عظمت بریلی کے بڑے مولانا احمد رضا خان صاحب کی نسبت سے ملی ہے"۔

[اعلیٰ حضرت ایک عالمگیر شخصیت صفحہ ۲۰۳ بحوالہ مقدمہ تجلیاتِ امام احمد رضا صفحہ ۱۵۶]

مکتوبِ گرامی

محسنِ قوم وملت حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب قبلہ
ناظم اعلیٰ مدرسہ علیمیہ انوار العلوم، دامودر پور، مظفر پور و خانقاہِ تیغیہ سرکاہی شریف

مدرسہ علیمیہ دامودر پور، مظفر پور
تاریخ ۳۱؍مارچ ۵۲ء

بخدمت عالی جناب حضرت مولانا صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مزاج مقدس! دو قطعہ خط ایک جوابی ٹیلیگرام پیلی بھیت کے پتہ سے روانہ کیا گیا تھا۔ پہلے اگر جواب ملتا تو حضور کا نام شائع نہ کرتا، کل ہی خط کا جواب آیا ہے کہ آپ کا ٹیلی گرام کانپور بھیج دیا ہے آپ وہاں سے اپنی دعوت منظور کرائیں۔ لہٰذا حضور سے اِستِدعاء اور عاجزانہ عرض ہے کہ حضور تاریخ ۱۰؍اپریل ۵۲ء مطابق ۶؍شعبان المعظم یومِ شنبہ کو مدرسہ ہٰذا کا سالانہ جلسہ ہونا قرار پایا اور جناب مولانا غلام محی الدین صاحب مدنی پور مظفر پوری کے کہنے کے مطابق حضور کا اسم گرامی اشتہار میں شائع کر دیا گیا ہے اور تمام تقسیم کر دیا گیا ہے وقت بدلنا بھی مشکل ہے۔ تمام اراکینِ مدرسہ حضور سے عرض کرتے ہیں کہ وقتِ مقررہ پر تشریف لاکر جلسہ کو کامیاب بنا دیں۔ اس وقت کی فضایوں کہتی ہے کہ اگر حضور تشریف نہ لائے تو سُنّیت پر کچھ نقصان واقع ہوگا اس لئے کہ کئی سال متواتر کامیاب ہونے سے دیوبندی سب مرجھا گئے ہیں۔ اگر اب کی ناکامی ہوئی تو سب تر و تازہ ہو جائیں گے اس لئے ہم لوگ قوی امید کرتے ہیں کہ حضور کبھی بھی اس دعوت کو نہ ٹھکرائیں گے اور اپنے آنے کی اطلاع جلدی اور ضرور دیں گے۔ والسلام مع الاکرام۔

ناظم مدرسہ محمد ابراہیم
دامودر پور، مظفر پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلّٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَا
وَعَلٰی ذَوِیْہِ وَصَحْبِہٖ اَبَدَ الدُّھُوْرِ وَکَرَّمَا

اَللّٰھُمَّ یَاحَیُّ یَا قَیُّوْمُ یَا فَرْدُ یَاحَکَمُ یَاعَدْلُ یَاقُدُّوْسُ یَاوَدُوْدُ یَاھَادِیْ لَكَ الْحَمْدُ صَلِّ وَسَلِّمْ وَ بَارِكْ علٰی سَیِّدِنَا وَ مَوْلٰنَا وَمَالِکِنَا وَ حَافِظِنَا وَ نَاصِرِنَا وَشَافِعِنَا مُحَمَّدٍ نَّبِیِّكَ الْمُجْتَبٰی وَ رَسُوْلِكَ الْمُرْتَضٰی وَ حَبِیْبِكَ الْمُصْطَفٰی وَ اٰلِہٖ ذَوِی الصِّدْقِ وَ الصَّفَا وَ صَحْبِہٖ اُولِی الْحُبِّ وَالْوَفَا وَ خُلَفَائِہٖ سَادَاتِنَا اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ الْاَکْبَرِ وَ عُمَرَ الْفَارُوْقِ الْاَعْظَمِ وَ عُثْمَانَ الْغَنِیِّ ذِی النُّوْرَیْنِ وَ اَسَدِ اللّٰہِ عَلِیِّ نِ الْمُرْتَضٰی وَ وَلَدِہٖ الْاِمَامِ حَسَنِ نِ الْمُجْتَبٰی وَ سِبْطِہٖ الْاِمَامِ حُسَیْنِ نِ الدَّافِعِ لِلْکَرْبِ وَ الْبَلَاءِ وَ فِلْذَةِ کَبِدِہٖ الْبَتُوْلِ الزَّھْرَاءِ سَیِّدَةِ النِّسَاءِ وَ قُرَّةِ عَیْنِ سَیِّدِ الْاَنْبِیَاءِ وَابْنِہٖ سَیِّدِنَا عَبْدِالْقَادِرِ غَوْثِ الْوَرٰی وَ سِرَاجِ اُمَّتِہٖ سَیِّدِنَا اَبِیْ حَنِیْفَةَ اِمَامِ الْاَئِمَّةِ الْھُدٰی وَ اِمَامِ اَھْلِ سُنَّتِہٖ وَ الْمُجَدِّدِ الْاَعْظَمِ لِدِیْنِہٖ وَمِلَّتِہٖ مُرْشِدِنَا اَحْمَدْ رِضَا وَعَلَیْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ اَھْلِ سُنَّتِہٖ وَجَمَاعَتِہٖ دَائِمًا اَبَدًا اٰمِیْن بِہِمْ وَ لَھُمْ وَ فِیْہِمْ وَ مَعَھُمْ یَارَبَّنَا رَبَّنَا رَبَّنَا رَبَّنَا رَبَّنَا اٰمِیْن بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ وَیَااَکْرَمَ الْاَکْرَمِیْنَ۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَانُوْا یَتَّقُوْنَ ○ یعنی ”آگاہ ہوجاؤ بیشک جولوگ اللہ کے اولیاء اور اس کے دوست ہیں اُن پر نہ کسی قسم کا خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے وہ لوگ جو ایمان لائے اور وہ تقویٰ و پرہیزگاری کرتے تھے“۔ (سورۂ یونس شریف، آیت نمبر ۶۲، ۶۳) اس آیت کریمہ میں اللہ عزوجل اپنے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غلامان خاص ومقربان بااختصاص حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مدح وثنا فرماتا ہے اور ایمان والوں کو ان کے مراتب عالیہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ چونکہ حضرات اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم ظاہر میں انسان ہی ہوتے ہیں مگر باطن میں وہ ہر

وقت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہوتے ہیں ان کے قلوب مصطفیٰ پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے جلوؤں سے معمور ہوتے ہیں تو ایسا نہ ہو کہ لوگ اولیائے الٰہی کی ظاہری شکل وصورت دیکھ کر ان کو اپنی طرح کھاتا پیتا دیکھ کر ان کو اپنا ہی سا انسان سمجھ کر ان کی طرف سے بے پرواہ ہو کر ان کے فیض وبرکات سے محروم ہوجائیں اس واسطے رب عزوجل لفظ ''اَلَاۤ'' فرما کر مسلمانوں کو متنبہ فرماتا ہے کہ غفلت سے دور ہو کر ہوشیار ہو کر اولیائے کرام کی شانیں سنو اور ان کے فیوض وبرکات حاصل کرو۔

کلام عرب میں لفظ ''اِنَّ'' کے ساتھ موٴکد جملہ منکر کے خطاب میں استعمال کیا جاتا ہے، قرآن عظیم جن صحابہٴ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سامنے نازل ہوا ان میں سے تو کوئی ایسا متصور نہیں ہوسکتا جو اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مراتب جلیلہ سے منکر ہو۔ رہ گئے کفار ومشرکین تو جب وہ شان رسالت ہی کے منکر تھے تو ان سے یہ کہنے کے کیا معنی کہ شان ولایت کو مانو۔ پھر آخر یہ لفظ ''اِنَّ'' کے ساتھ موٴکد جملہ کن لوگوں کو خطاب کر کے فرمایا جارہا ہے؟ تو اصل بات یہ ہے کہ قرآن پاک ابدالآباد تک کے لئے نازل ہوا ہے، کسی ایک زمانے کے ساتھ مخصوص نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے علم قدیم سے جانتا تھا اور جانتا ہے کہ آئندہ زمانے میں ایسے بدنصیب لوگ بھی پیدا ہوں گے جو شان رسالت انبیاء پر ایمان رکھنے کے مدعی ہوں گے مگر شان ولایت اولیاء کے منکر ہوں گے تو اس آیت کریمہ میں درحقیقت انہیں منکرین اولیاء مسلمان کہلانے والوں کو مخاطب کر کے لفظ ''اِنَّ'' کے ساتھ موٴکد جملہ ارشاد فرمایا جارہا ہے کہ اے ولایت اولیاء سے انکار کرنے والو! اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ کے ولیوں پر کسی قسم کا خوف نہیں نہ ان کو کسی طرح کا غم ہوگا۔ جب تم میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان رسالت پر ایمان رکھنے کے مدعی ہو تو میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے بندگان خاص اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان ولایت پر بھی ایمان لاؤ۔

پھر اولیاء کی تعریف کیا ہے اور ولی کہتے کسے ہیں؟ کیا جو شخص ہوا پر اڑتا ہو، وہ ولی ہے، کیا جو شخص آگ میں رہتا ہو، اسے ولی سمجھیں، کیا جو شخص دریا پر چلتا ہو اسے ولی جانیں؟ تو قرآن عظیم فرماتا ہے اور ولی کی جامع مانع تعریف بتاتا ہے کہ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ كَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۞ کہ جو شخص مومن کامل اور متقی کامل ہو بس وہی ولی ہے، تو قرآن پاک نے فرمادیا کہ جس کا ایمان کامل اور تقویٰ کامل ہو اسی کو ولی مانو اگرچہ کوئی بات خلاف عادت اس سے ظاہر ہوتے نہ دیکھو، ایمان کسے کہتے ہیں؟ قرآن عظیم کی متعدد

آیتوں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بکثرت حدیثوں نے ارشاد فرمادیا کہ اپنے ماں، باپ، بھائی بند، بیٹے، پوتے، نواسے، بیوی، بچے، کنبے، قبیلے، مال وجان وآبرو غرض دنیا کی ہر ایک محبوب چیز سے زیادہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت رکھنا اور عالم کے ہر ایک معظم سے بڑھ کر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توقیر و تعظیم کرنا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں سے دوستی، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں سے دشمنی رکھنا اسی کا نام ایمان ہے۔

ان چار باتوں میں سے کوئی بات بھی جس میں کم ہو وہ ایمان ہی نہیں رکھتا اگر چہ وہ کیسے ہی زبردست ایمان کا دعویٰ رکھتا ہو۔ ظاہر ہے کہ انسان کے دل میں جس کی محبت وعظمت جاگزیں ہوتی ہے اس کی ہر بات کو بے چون وچرا تسلیم کیا کرتا ہے۔ جب ایمان اسی کا نام ہوا کہ دنیا کی ہر ایک محبوب چیز سے زیادہ اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ساتھ محبت کی جائے، جہان کے ہر ایک معظم سے بڑھ کر اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم کی جائے تو جس قدر باتیں اللہ تبارک وتعالیٰ کے بھیجے ہوئے اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لائے ہوئے دین اسلام میں ضرورتاً و بداہۃً ثابت ہیں اس طرح کہ تمام علمائے اسلام اور ان کے پاس نشست و برخاست رکھنے والے عوام مسلمین بھی ان کو دین کی باتیں جانتے اور مانتے ہوں اور ان تمام ضروری دینی باتوں کا ماننا بھی ضروری ہوا اسی لیے کتب فقہیہ وکتب کلامیہ میں لکھا ہے کہ تمام ضروریاتِ دین کو سچا ماننا ایمان ہے اور کسی ایک مسئلۂ ضروریہ دینیہ کا انکار کفر ہے۔ تو مسلمان تو وہی ہے جو تمام ضروریات دین پر ایمان رکھتا ہو اور جو کسی ایک ضروری دینی بات کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ جو شخص تمام مسائل ضروریہ دینیہ کا انکار کرے وہ بھی کافر ہے اور جو شخص صرف ایک ضروری دینی مسئلہ کا منکر ہو وہ بھی کافر ہے۔ کافر ہونے میں دونوں برابر ہیں۔ یہاں سے ثابت ہو گیا کہ جو شخص لوگوں میں ولی کہلاتا ہو کشف وکرامات دکھاتا ہو لیکن کسی مسئلۂ ضروریہ دینیہ کا منکر یا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوستوں کا دشمن یا اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دشمنوں کا دوست ہو وہ بحکم قرآن عظیم وحدیث کریم وفقہ قویم مومن ہی نہیں اور جب مومن نہیں تو ولی اللہ بھی ہر گز نہیں کیوں کہ قرآن پاک نے ولی اللہ ہونے کے لیے سب سے پہلی سب سے زیادہ ضروری چیز ایمان کامل کو بتایا۔

اب تقویٰ کسے کہتے ہیں؟ تو قرآن پاک نے بتادیا: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللهَ یعنی جو شخص رسول کی اطاعت کرے گا تو بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی''۔ (سورۂ نساء شریف، آیت نمبر ۸۰) اور فرمادیا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللهُ یعنی ''اے محبوب! تم فرمادو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم کو محبوب بنالے گا''(سورۂ آلِ عمران شریف، آیت نمبر ۳۱) ان دونوں مبارک آیتوں اور ان کے مثل دوسری بکثرت آیات الٰہیہ نے نہایت روشن طور پر فرمادیا کہ حضور اقدس پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احکام وفرامین پر عمل کرنے، انہیں کے اتباع کا پابند رہنے کا نام تقویٰ ہے۔ جو مسلمان جس قدر زیادہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی فرمانبرداری، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے احکام کی بجا آوری کرے گا۔ وہ اسی قدر زیادہ متقی ہوگا۔ آیت کریمہ نے فرمادیا کہ جو شخص حضور اکرم پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع کرے گا اس کو اللہ عزوجل محبوب بنالے گا تو وہ خدا کا محبوب اور خدا اس کا محب ہوگا اور کوئی محب ہرگز یہ نہیں چاہتا کہ میرا محبوب ذلیل وخوار ومقہور ہو تو خدا کیوں کر پسند فرمائے گا کہ جن بندوں کو ان کے اتباع رسول کے سبب محض اپنے کرم سے اس نے اپنا محبوب بنالیا ہے وہ رسوا وذلیل ومغلوب ہوں، ایک اور آیت کریمہ میں رب تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَنْ يُّطِعِ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ يَخْشَى اللهَ وَ يَتَّقْهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ۝ یعنی ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا اور اللہ سے ڈرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا تو یہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے''(سورۂ نور شریف، آیت نمبر ۵۲) تو ارشادات قرآنیہ سے کالشّمس فی نصف النہار روشن وآشکار کہ فوزِ دنیا وفلاحِ آخرت کامرانیٔ دنیا وکامیابیٔ آخرت وترقی وآزادی وعزت وشوکت حاصل کرنے کا سچا اسلامی قرآنی راستہ یہی ہے اور صرف یہی ہے کہ مسلمان سچے مسلمان کامل الایمان بنیں اپنے اقوال و افعال واحوال میں حضور اقدس شہنشاہ دوعالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا اتباع کریں پھر دنیا کی سلطنت کا تخت وتاج ان کی ٹھوکروں میں ہوگا اور آخرت کی سلطنت کا تاج ان کے سروں پر رکھا جائے گا۔ مسلمانو! چاہو تو تم مسلم لیگ میں شامل ہو یا کانگریس کے ممبر بنو، چاہو نمازی فوج بناؤ یا غازی فوج سجاؤ۔ کتنی ہی کانفرنسیں، کمیٹیاں گڑھو۔ کیسی ہی زبردست دھواں دھار ریزولیشن پاس کرو۔ یادرکھو تم کو سچی حقیقی اسلامی کامیابی وترقی وآزادی ہرگز نہیں حاصل ہوسکتی جب تک تم قرآن

پاک کے ارشاد پر سچے دل سے عمل پیرانہ ہو گے۔آج مسلمان کہلانے والوں کا یہ حال ہے کہ ساڑ
تیرہ سو برس والے پرانے سچے دین اسلام و مذہب اہل سنت کے خلاف نئے نئے فرقے نکل ر
ہیں۔ایک طرف فرقۂ وہابیہ دیو بندیہ نکلتا ہے جس کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ خدا چوری کر سکتا، شراب پی
ظلم کر سکتا، جاہل ہو سکتا، جھوٹ بول سکتا، جتنے برے اور گندے گھنونے کام بندہ کر سکتا ہے وہ سب کا
خدا بھی کر سکتا ہے۔ (دیکھو وہابیوں دیو بندیوں کے مقتدا و پیشوا مولوی خلیل احمد انبیٹھی کی عبارت بر صفحہ ۸۶)

کتاب: تذکرۃ الخلیل

مصنف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

چنانچہ اصل عبارت اس کتاب کی یہ ہے:

''چوری و شراب خوری و جہل وظلم سے معارضہ بھی کم فہمی سے ناشی ہے کیوں کہ معلوم ہوتا ہے کہ غلام دستگیر کے نزدیک خدا کی قدرت کا بندے کی قدرت سے زائد ہونا اور خدا کے مقدورات کا بندے کے مقدورات سے زائد ہونا ضروری نہیں حالاں کہ یہ کلیہ مُسَلَّمۂ اہل کلام ہے جو مقدور العبد ہے وہ بمقدور اللہ ہے۔''

اصل واقعہ یہ ہے کہ وہابیوں کے امام مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اپنے رسالے ''یک روزی'' میں لکھا تھا کہ معاذ اللہ ''خدا جھوٹ بول سکتا ہے'' اور اس جھوٹے دعوے پر یہ جھوٹی دلیل پیش کی تھی کہ بندہ جھوٹ بول سکتا ہے۔اگر خدا جھوٹ بول سکنے سے بھی پاک ہو تو بندے کی قدرت بڑھ جائے گی خدا کی قدرت گھٹ جائے گی، مناظرہ بھاول پور میں سنیوں کے عالم مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس دلیل پر یہ اعتراض کیا کہ بندہ تو چوری بھی کر سکتا ہے، شراب بھی پی سکتا ہے، ظالم بھی ہو سکتا ہے، جاہل بھی ہو سکتا ہے۔تو کیا خدا بھی یہ سب کام کر سکتا ہے؟ اس پر مولوی انبیٹھی صاحب نے یہ جواب دیا جو ابھی میں نے ''تذکرۃ الخلیل'' صفحہ ۸۶ / سے آپ کو سنایا۔اس عبارت میں انہوں نے صاف بتا دیا کہ مولوی غلام دستگیر صاحب کا یہ اعتراض کم سمجھنے سے پیدا ہوا ہے کیوں کہ جو شخص یوں کہتا ہے کہ خدا چوری نہیں کر سکتا، شراب نہیں پی سکتا، ظالم اور جاہل نہیں ہو سکتا وہ خدا کی قدرت کو بندے کی قدرت سے زائد نہیں مانتا، لہٰذا ضروری ہے کہ خدا چوری بھی کر سکتا ہے، شراب بھی پی سکتا ہے، جاہل وظالم بھی بن سکتا

ہے، جتنے اور جو کچھ اچھے برے کام بندے کر سکتے ہیں وہ سب اچھے برے کام خدا بھی کر سکتا ہے اور اپنے اس کفری عقیدے پر یہ دلیل پیش کر دی کہ اہل کلام کا تسلیم کیا ہوا عقیدۂ کلیہ ہے کہ ''كُلُّ مَقْدُوْرِ الْعَبْدِ مَقْدُوْرُ اللهِ''، یعنی ہر وہ چیز جس پر بندہ قدرت رکھتا ہے اس پر خدا بھی قدرت رکھتا ہے حالاں کہ ہر سنی مسلمان کے نزدیک اس کے صرف یہی معنی ہیں کہ ہر وہ چیز جس کے کرنے پر بندہ قادر ہے اس کے پیدا کرنے پر خدا ہی قدرت رکھتا ہے کیوں کہ اہل سنت و جماعت کا عقیدۂ حقہ یہ ہے کہ بندے کا اور بندے کے ہر ہر کام کا پیدا فرمانے والا صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے لیکن مولوی انبیٹھی صاحب نے اس کلیۂ اہل کلام کے معنی یہ گڑھ دیئے کہ ہر وہ کام جو بندہ خود کر سکتا ہے وہ خود خدا بھی کر سکتا ہے۔

پیارے سنی بھائیو! سوچو اور انصاف کرو بندے کون کون سے کیسے کیسے کام کر سکتے ہیں۔ نکاح کر سکتے ہیں، اپنی بیوی کا حق زوجیت ادا کر سکتے ہیں، جوا کھیل سکتے ہیں، زنا کر سکتے ہیں، اِس عبارت میں مولوی انبیٹھی صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہ سب کام خدا بھی کر سکتا ہے۔

پیارے بھائیو! بتاؤ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیسی زبردست توہین ہے، میں تو خیال کرتا ہوں کہ کوئی عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو، آریہ بلکہ کوئی چمار بھنگی بھی تم کو ایسا نہیں ملے گا کہ جس کو وہ گاڈ یا خدا یا یزداں یا پرمیشور مانتا ہو پھر اسی کو یوں بھی کہتا ہو کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے، چوری کر سکتا ہے، شراب پی سکتا ہے، جاہل و ظالم بن سکتا ہے۔ پھر کیا دیوبندی، وہابیوں کا یہ عقیدہ اسلامی ہو سکتا ہے؟ کیا اللہ تبارک وتعالیٰ کو ایسا کہنے والا مسلمان رہ سکتا ہے؟ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

انہیں وہابیوں، دیوبندیوں کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو کل غیبوں کا علم تو نہیں بخشا البتہ ان کو بعض غیبوں کا علم ضرور دیا ہے مگر اس علم غیب میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وسلم کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے۔ (دیکھو وہابیوں، دیوبندیوں کے مولوی و پیشوا اشرفعلی تھانوی کی کتاب حفظ الایمان، صفحہ ۸)

کتاب: حفظ الایمان

مصنف: مولوی اشرفعلی تھانوی

چنانچہ اصل عبارت اس کتاب کی یہ ہے کہ:

''آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔''

پھر آگے چل کر لکھتے ہیں:

''اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔''

اس عبارت میں مولوی تھانوی صاحب نے علم غیب کی صرف دو ہی قسمیں کیں۔ ایک کل علم غیب جس سے غیب کا ایک فرد بھی خارج نہ رہے اور اس کو عقلی و نقلی دونوں قسم کی دلیلوں سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے باطل بتایا۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے نہ رہا مگر بعض علم غیب یعنی اس قدر علم غیب جو کل نہ ہو خواہ کتنا ہی کم یا کتنا ہی زیادہ ہو۔ اس کو حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کے لیے باطل نہیں بتایا بلکہ یوں کہا کہ اس بعض علم غیب میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم غیب تو زید و عمرو یعنی ہر خاص و عام شخص کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی سب جانوروں اور چار پایوں کے لیے بھی حاصل ہے۔

پیارے سنی بھائیو! انصاف سے کہو کیا کوئی عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یا کوئی یہودی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق یا کوئی پارسی اپنے مذہبی پیشوا زردشت کے متعلق یا کوئی ہندو اپنے کسی اَوتار کے متعلق ایسا کہہ سکتا ہے کہ ان کو خدا کے برابر کل علم تو نہیں تھا، ہاں خدا کے علم سے کم یعنی بعض علوم ان کو تھے لیکن اس میں ان کی کچھ خصوصیت نہیں ایسا علم تو ہر چمار، ہر بھنگی، ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی حاصل ہے، کیا کسی عیسائی یا یہودی یا پارسی یا ہندو کے مذہبی پیشوا یا اَوتار کے متعلق ایسا کہا جائے تو وہ اس کلام کو اپنے مذہبی پیشوا یا اَوتار کی سخت شدید توہین نہیں سمجھے گا؟۔ عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو ہمارے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے لیکن باوجود ایمان نہ لانے کے آج تک کسی عیسائی، یہودی، پارسی، ہندو نے بھی ہرگز ایسا نہیں کہا کہ پیغمبر اسلام علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو معاذ اللہ غیب کی باتوں کا جیسا علم ہے ایسا تو ہر بچے، ہر پاگل، ہر جانور، ہر چار پائے کو بھی ہے۔ آہ۔۔۔۔۔۔آہ! مسلمانوں کا مولوی کہلاتے

ہوئے حضور پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ایسی شدید توہین اور سخت گستاخی کی جارہی ہے اور پھر نہ صرف مسلمان ہونے کا بلکہ مسلمانوں کے مولوی ہونے کا دعویٰ باقی ہے۔

پیارے سنی بھائیو! تم اگر کسی وہابی دیوبندی سے یوں کہدو کہ تمہارے مولویوں اشرفعلی تھانوی، رشید احمد گنگوہی، خلیل احمد انبیٹھی، قاسم نانوتوی، عبدالشکور کاکوروی کو خدا کے برابر تو علم ہرگز نہ تھا، ہاں خدا سے کم یعنی بعض باتوں کا علم تھا تو ان بعض باتوں میں تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، کاکوروی صاحبوں کی کچھ خصوصیت نہیں، ایسا علم تو ہر کتے، ہر سور، ہر بیل، ہر گدھے کو بھی حاصل ہے تو فوراً وہ وہابی، دیوبندی ایسا سن کر بگڑ جائے گا، بکھر جائے گا، لڑنے اور مرنے مارنے پر تیار ہوجائے گا اور شور مچانے لگے گا کہ تم نے ہمارے مولویوں کی توہین کی ہے۔ آہ۔۔۔۔۔۔آہ! افسوس۔۔۔۔۔افسوس! جیسی عبارت میں تھانوی، انبیٹھی، گنگوہی، نانوتوی، کاکوروی صاحبان کی توہین ہے کیا ویسی عبارت میں ہمارے پیارے آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین نہ ہوگی؟ اس سے زیادہ روشن طریقے پر فیصلے کی آسان صورت یہ ہے کہ اگر اس عبارت میں کچھ توہین نہیں ہے تو وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی وپیشوا مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی جو ابھی زندہ موجود ہیں کم از کم اس ضلع فیض آباد کے کلکٹر صاحب بہادر کے لیے یہ مضمون لکھ کر چھاپ دیں کہ کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کو ساری زمین پر تو حکومت ہرگز حاصل نہیں، ہاں زمین کے بعض حصے پر ان کو حکومت حاصل ہے تو اس حکومت میں کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی کیا تخصیص ہے، ایسی حکومت تو ہر چمار کو اپنے گھر پر، ہر بھنگی کو اپنے مکان پر، ہر اُلو کو اپنے ٹھنٹھ پر بھی حاصل ہے۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کو کاکوروی صاحب کی اس عبارت پر اطلاع ہوگئی تو پہلے تو کاکوروی صاحب کے دماغ کا ڈاکٹری معائنہ ہوگا۔ اگر ڈاکٹر نے پاس کردیا تو کاکوروی صاحب کو پاگل خانے کی ورنہ جیل خانے کی سیر فرمانی ہوگی۔ اللہ اکبر! جیسی عبارت میں ایک ضلع کے کلکٹر صاحب کی توہین ہے۔ کیا ویسی ہی عبارت میں حضور پرنور سلطانِ دارین شہنشاہِ کونین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سخت شدید توہین نہ ہوگی؟۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وہابیوں دیوبندیوں کا تیسرا عقیدہ یہ کہ شیطان کے علم کا زیادہ اور وسیع ہونا تو آیت وحدیث سے ثابت ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کا وسیع اور زائد ہونا کسی آیت و حدیث

سے ثابت نہیں۔شیطان کوتو ایسا علم حاصل ہے جوتمام زمین کے ایک ایک ذرے کومحیط ہے،مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں،شیطان کے علم کووسیع اورزائد ماننے تو مسلمان ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم کو زائد اور وسیع ماننے والا ایسا مشرک ہے جس میں ایمان کا کچھ بھی حصہ نہیں۔

(دیکھو وہابیوں،دیوبندیوں کے مولویوں،پیشواؤں رشید احمد گنگوہی کی مُقَرَّظ خلیل احمد انبیٹھی مُصَنَّف کتاب ''براہین قاطعہ'' صفحہ/ ۵۱)

کتاب: براہین قاطعہ
مصنف: خلیل احمد انبیٹھی
مُقَرِّظ: مولوی رشید احمد گنگوہی

چنانچہ اس کتاب کی اصل عبارت یہ ہے جو میں آپ حضرات کو پڑھ کر سناتا ہوں۔

''شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔شیطان وملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے کہ جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔''

''علم محیط'' کے معنی گھیر لینے والا علم۔''نص'' کے معنی قرآن شریف کی آیت یا رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی حدیث۔''قطعی'' کے معنی یقینی جس میں شک وشبہ نہ ہو۔''قیاس'' عقلی دلیل خواہ شرعی باتوں سے مرکب ہو یا محض عقلی باتوں پر مبنی ہو۔''فاسد'' کے معنی بگڑا ہوا یعنی غلط۔''وسعت'' کے معنی وسیع یعنی زائد ہونا۔''وسعت علم'' کے معنی علم کا زیادہ ہونا۔''نص کی جمع نصوص''۔''نص قطعی'' کی جمع نصوص قطعیہ۔''شرک'' کے معنی اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں یا اس کی ذات میں کسی دوسرے کو شریک اور ساجھی بنانا۔اب اس عبارت کے عربی الفاظ کی جگہ اگر عام فہم کلمات رکھ دئے جائیں تو عبارت یوں ہو جائے گی۔شیطان وملک الموت کا حال دیکھ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لیے ساری زمین کا ایسا علم ثابت کرنا جو ساری زمین کو گھیر لے،بے دلیل ہے،غلط قیاس پر

مبنی ہے، قرآن وحدیث کے یقینی ارشادات کے خلاف ہے، اس میں ایمان کا کوئی حصہ نہیں۔ شیطان اور ملک الموت کے لیے علم کا یہ وسیع اور زائد ہونا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم کا وسیع اور زائد ہونا کسی آیت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔ شیطان وملک الموت کے علم کو وسیع وزائد کہنے والا تو قرآن وحدیث کے مطابق کہتا ہے یعنی وہ مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم کو وسیع وزائد ماننے والا مشرک و بے ایمان ہے کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا شریک اور ساجھی بنا رہا ہے۔

پیارے سنی بھائیو! تم سب جانتے ہو کہ ملک الموت حضرت عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے یعنی موت کا فرشتہ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمام روحوں کے قبض کرنے پر انہیں کو مقرر فرمایا ہے۔ شیطان کو ہر مذہب وملت والا انسان جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے بدتر وگمراہ تر، سب سے اکفر شیطان ہی کی ہستی ہے۔ اللہ اکبر! یوں کہنا کہ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کے علم کا وسیع اور زائد ہونا تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم کا وسیع اور زیادہ نہ ہونا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کے علم کو وسیع وزائد ماننے والا تو مؤمن مسلمان ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کو وسیع اور زائد ماننے والا مشرک، بے ایمان ہے۔ یہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جناب پاک میں کیسی زبردست وشدید گستاخی ہے۔ پھر مولوی انبیٹھی صاحب نے ایسے علم کو جو ساری زمین کو گھیر لے، اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاص صفت بتایا اسی لیے جو شخص ساری زمین کو گھیر لینے والا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے مانے اُسے مشرک بتایا اور اسی عبارت میں ساری زمین کے گھیر لینے والے اسی علم کو ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کے لیے قرآن وحدیث سے ثابت مان لیا تو حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کو اسی علم محیط زمین میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا شریک اور ساجھی بنا دیا۔ تو اس عبارت میں مولوی انبیٹھی صاحب نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بھی شدید توہین کی اور اس کے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سرکار میں بھی زبردست گستاخی کی۔

پیارے سنی بھائیو! کسی مذہب وملت والا انسان اپنے مذہبی پیشوا یا اپنے بانیٔ مذہب، یا اپنے

اوتار کو شیطان کے برابر علم رکھنے والا کہنا بھی اپنے مذہبی پیشوا، اپنے بانیٔ مذہب، اپنے اوتار کی سخت توہین سمجھے گا، پھر ہمارے اور تمہارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مبارک کو شیطان کے برابر نہیں بلکہ شیطان سے بھی کم بتانا کس قدر زبردست اہانت اور بے ادبی ہوگی۔ کیا کوئی وہابی، دیوبندی یوں کہنا پسند کرے گا کہ تھانوی، گنگوہی، انبیٹھی، نانوتوی، کا کو صاحبان علم میں شیطان کے برابر، شیطان کے ہمسر ہیں۔ نہیں نہیں، ہرگز نہیں، بلکہ ایسا کہنے پر لڑنے مرنے مارنے کے لیے فوراً آمادہ ہو جائے گا پھر جب وہابیوں، دیوبندیوں کے مولوی صاحبان کے علم کو شیطان کے علم کے برابر بتانا ان مولوی صاحبان کی توہین ہے تو کیا حضور اعلم الخلق سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم اقدس کو شیطان کے علم سے بھی کم بتانا حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی زبردست توہینِ شدید نہ ہوگی۔ کوئی وہابی دیوبندی کسی ضلع کے کلکٹر صاحب بہادر کو یہ لکھ کر کہ آپ کا علم شیطان کے برابر ہے چھاپ دے تو پھر بھی کیا وہ جیل خانے یا پاگل خانے دونوں کی سیر و تفریح کرنے سے قانوناً محروم رہ سکتا ہے۔ العظمة لله۔

وہابی دیوبندی صاحبوں کے نزدیک کسی ضلع کے کلکٹر صاحب بہادر کی اہانت جیسی عبارت میں ہو جاتی ہے ویسے ہی بلکہ اس سے زیادہ سخت عبارت میں بھی حضور سلطان عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین نہیں ہوتی، اے وہابیو، دیوبندیو! اپنی حالت پر رحم کرو، اپنی ہڈیوں، بوٹیوں کو جہنم کے بھڑکتے ہوئے انگاروں سے بچاؤ۔

حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے امتی کہلاتے ہو، آقا و مولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا کلمہ پڑھتے ہو، خدا کے واسطے اس پیارے کلمے کی لاج تو رکھو۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزّت و عظمت کو اپنے مولویوں یا اپنے ضلع کے کلکٹر صاحب بہادر کی عزّت و آبرو سے تو کم نہ سمجھو۔ قیامت آنے سے پہلے نہیں نہیں، بلکہ توبہ کا دروازہ بند ہونے سے پہلے نہیں نہیں، بلکہ زبان بند ہونے سے پہلے اس وہابی دیوبندی فرقے کے ایسے کفری عقیدوں سے توبہ کر کے ازسرنو کلمہ طیبہ پڑھ کر اسلام لا کر ہمارے دینی مذہبی ایمانی اسلامی بھائی بن جاؤ، میرے اس بیان سے ناراض نہ ہو، وہابی دیوبندی فرقے کی کتابوں کی کفری عبارتیں سنانے پر بُرا نہ مانو۔ خوب سمجھ لو میرا مقصود تمہاری توہین کرنا یا تمہارا دل دُکھانا یا تم کو ذلیل کرنا ہرگز نہیں بلکہ میرا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ میں

آپ حضرات کو آپ کے عقیدوں کی کتابیں دِکھا کر، اُن کی عبارتیں سُنا کر آپ صاحبان کو سمجھاؤں، اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تکذیب وتوہین سے بچاؤں، جنّت کا اور اللہ ورسول جل جلالہ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خوشی ورضا کا سچا راستہ بتاؤں اور اگر آپ لوگ میری اس نصیحت کو نہ مانیں تو آپ صاحبوں کی صحبت سے دور رہنے کے قرآنی شرعی احکام اپنے بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمان بھائیوں کو سناؤں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معاذ اللہ تعالیٰ ایسے عقیدے والوں کی صحبت سے متأثر ہو کر کوئی سنی مسلمان بھی ایسے کفری عقیدے اختیار کر کے دین ومذہب سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

میں اپنے اس مقصد پر اللہ تبارک وتعالیٰ کو شہید وبصیر اور اس کے حکم سے اس کے پیارے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو حاضر وناظر مانتے ہوئے انہیں کو گواہ وشاہد بناتا ہوں۔

کتاب: تحذیر الناس

مصنف: مولوی قاسم نانوتوی

انہیں وہابیوں، دیوبندیوں کے ایک اور مقتدا وپیشوا مولوی قاسم صاحب نانوتوی اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' صفحہ ۳ پر فرماتے ہیں:

''عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنیٰ ہے کہ آپ کا زمانہ انبیائے سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخر نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تأخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں '' وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ '' فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہوسکتا ہے''

اس عبارت میں ''اہل فہم'' کے مقابلے میں ''عوام'' کا لفظ بولا گیا ہے اور اہل فہم کے معنیٰ ہیں سمجھدار لوگ تو عوام سے مراد ناسمجھ لوگ ہوئے۔ تو مولوی نانوتوی صاحب کی اس عبارت کا صاف مطلب یہی ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو آیت کریمہ میں جو خاتم النبیین فرمایا گیا ہے اس کے معنیٰ ناسمجھ لوگوں کے خیال میں تو یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں لیکن سمجھدار لوگوں کے نزدیک سب سے پچھلا نبی ہونا اپنی ذات کے اندر کوئی فضیلت اور خوبی کی بات نہیں اور آیت کریمہ ''وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ '' (سورۂ احزاب شریف، آیت

نمبر ۴۰) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدح وثنا کے مقام میں فرمائی گئی ہے۔لہٰذا اگر اس لفظ ''خاتم النبیین'' کے معنیٰ سب سے پچھلا نبی ہوں گے تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدح وثنا کے مقام میں اللہ تعالیٰ کا حضور کو ''خاتم النبیین'' فرمانا غلط ہو جائے گا۔

پھر کئی سطروں میں ''خاتم النبیین'' سے آیت کریمہ میں سب سے پچھلا نبی مراد ہونے کو غلط و باطل بتاتے ہوئے صفحہ ۴ پر لکھتے ہیں:

''سو اسی طور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاتمیت کو تصور فرمایئے یعنی آپ موصوف بوصف نبوت بالذات ہیں اور سوا آپ کے اور نبی موصوف بوصف نبوت بالعرض ہیں اوروں کی نبوت آپ کا فیض ہے پر آپ کی نبوت کسی اور کا فیض نہیں آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے''

خاتم النبیین کے معنیٰ سب سے پچھلا نبی مراد ہونے کو غلط اور باطل بتا کر اس عبارت میں مولوی نانوتوی صاحب نے خاتم النبیین کے معنیٰ گڑھے کہ تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نبوت حضور کا فیض ہے، اور حضور کی نبوت کسی اور نبی کا فیض نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں اور حضور کے سوا دوسرے تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور کے واسطے سے نبی ہیں۔

پھر ملاحظہ فرمایئے اسی ''تحذیر الناس'' کے صفحہ ۱۴ پر لکھتے ہیں:

''اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے''۔

اس عبارت میں مولوی نانوتوی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ جب خاتم النبیین کے یہ معنیٰ ہوں کہ حضور سب سے پچھلے نبی ہیں تو ضرور حضور کے زمانے میں کہیں اور کسی نبی کا ہونا غلط اور باطل ہے لیکن جب کہ یہ معنیٰ خود ہی غلط و باطل ہیں اور خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ٹھہرے کہ حضور خود بخود اپنی ذات سے نبی ہیں اور حضور کے سوا ہر ایک نبی حضور کے واسطے سے نبی ہے تو اب حضور کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نیا نبی پیدا ہو تب بھی حضور اسی طرح خاتم النبیین باقی رہیں گے کیونکہ حضور کے زمانے میں پیدا ہونے والا نبی بھی حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوگا۔

پھر ملاحظہ فرمایئے اسی ''تحذیر الناس'' کے صفحہ ۲۸ پر لکھتے ہیں:

''بلکہ اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا''

اس عبارت میں مولوی نانوتوی صاحب نے صاف بتا دیا کہ اگر خاتم النبیین کے معنیٰ سب سے

پچھلا نبی ہوں تو ضرور حضور کے بعد کسی اور نبی کے پیدا ہونے سے حضور کے خاتم النبیین ہونے میں فرق پڑ جائے گا لیکن جب کہ یہ معنیٰ غلط و باطل ہو چکے اور خاتم النبیین کے معنیٰ یہ ہو گئے کہ حضور اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں اور حضور کے سوا ہر ایک نبی حضور کے واسطے سے نبی ہے تو اب حضور کے بعد بھی اگر اور نبی پیدا ہو جائیں تو پھر بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ کیونکہ حضور اپنی ذات سے خود بخود نبی رہیں گے اور حضور کے بعد پیدا ہونے والے نبی سب حضور ہی کے واسطے سے نبی ہوں گے حالانکہ ہر سنی مسلمان کا اس پر ایمان و اعتقاد ہے کہ آیت کریمہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو جو خاتم النبیین فرمایا اس کے صرف یہی معنیٰ ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں بھی کوئی اور نبی شرعاً ہرگز پیدا نہیں ہوسکتا، اسی طرح بحکم شریعت مطہرہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی ہرگز کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے وصف کریم ختم نبوت کے صرف یہی ظاہری معنیٰ مراد ہونا جو لفظ خاتم النبیین سے سمجھ میں آتے ہیں ضروریات دین میں سے ہیں بکثرت احادیث مبارکہ میں خود حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے صرف یہی معنیٰ بتائے تمام صحابۂ کرام وتابعین عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس کے صرف یہی معنیٰ مانتے چلے آئے، تمام مفسرین اعلام و متکلمین ذوی الاحترام وفقہائے عالی مقام نے اس کے صرف یہی معنیٰ ارشاد فرمائے، لغات قرآن عظیم ولغات حدیث کریم کی کتابوں نے اس کے صرف یہی معنیٰ سنائے اس لفظ سے اس کے صرف یہی معنیٰ مراد ہونے کے روشن ثبوت اجماع امت وتواتر سے آئے۔ میں اس وقت آپ حضرات کو صرف دو حدیثیں اور ایک عبارت عقائد سناتا ہوں۔

امام ابو داؤد وامام ترمذی رحمہم اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يُبْعَثَ دَجَّالُوْنَ كَذَّابُوْنَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ اَنَّهٗ نَبِيٌّ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوسکتی جب تک بہت سے دجّال وکذّاب پیدا نہ کئے جائیں جن میں سے ہر ایک یہ گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ امام احمد وامام طبرانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا: وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ یعنی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ختم النبوۃ فی القرآن صفحہ ۶۰)

دوسری حدیث شریف جس کو امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ نے بھی سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّ مَثَلِيْ وَمَثَلَ الْاَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى بَيْتًا فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَيَعْجَبُوْنَ لَهٗ وَيَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ قَالَ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ یعنی میری اور مجھ سے پہلے کے نبیوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص نے کوئی گھر بنایا اور اس کو آراستہ پیراستہ کیا مگر ایک گوشے میں ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی لوگ اس کے آس پاس چکر لگاتے ہیں اور اس کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ بھی کیوں نہیں رکھ دی گئی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میں وہ آخری اینٹ ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں۔

(ختم النبوۃ فی القرآن ص ۶۱)

اس مضمون کی ایک سو سے زیادہ مبارک احادیث نبویہ علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصلوٰۃ والتحیۃ آپ حضرات کو حضور پُرنور اعلیٰ حضرت مرشد برحق امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت مولانا شاہ عبد المصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کتاب مستطاب مسمیٰ بنام تاریخی ''جَزَاءُ اللّٰهِ عَدُوَّهٗ بِاِبَائِهٖ خَتْمَ النُّبُوَّةِ'' میں ملیں گی۔

خود وہابیوں دیوبندیوں کے معتمد علیہ و مستند الیہ مفسر محمود آلوسی بغدادی اپنی تفسیر روح المعانی جلد ۷ صفحہ ۶۰ پر لکھتے ہیں:

''وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ خَاتَمُهُمْ اِنْقِطَاعُ حُدُوْثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِيْ اَحَدٍ مِّنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحَلِّيْهِ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِهَا فِيْ هٰذِهِ النَّشْأَةِ'' یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے سے یہ مراد ہے کہ اس عالم میں وصف نبوت کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے متصف ہونے کے بعد جن وانس میں سے کسی کے لیے بھی وصف نبوت کا پیدا ہونا بالکل منقطع ہو گیا۔

(ختم النبوۃ فی القرآن صفحہ ۷۶)

اب میں وہ زبردست شاندار عبارت سناتا ہوں جس کا ابھی وعدہ کر چکا ہوں حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مبارک کتاب ''اَلشِّفَا بِتَعْرِیْفِ حُقُوْقِ الْمُصْطَفیٰ'' (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم) میں فرماتے ہیں:

''مَنِ ادَّعیٰ النُّبُوَّۃَ لِنَفْسِہٖ اَوْ جَوَّزَ اِکْتِسَابَہَا وَ الْبُلُوْغَ بِصَفَاءِ الْقَلْبِ اِلیٰ مَرْتَبَتِہَا کَالْفَلَاسِفَۃِ وَ غُلَاۃِ الْمُتَصَوِّفَۃِ وَ کَذٰلِکَ مَنِ ادَّعیٰ مِنْہُمْ اَنَّہٗ یُوْحیٰ اِلَیْہِ وَاِنْ لَّمْ یَدَّعِ النُّبُوَّۃَ اَوْ اَنَّہٗ یَصْعَدُ اِلیَ السَّمَاءِ وَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ وَ یَأکُلُ مِنْ ثِمَارِھَا وَ یُعَانِقُ الْحُوْرَ الْعِیْنَ فَھٰؤُلَاءِ کُلُّھُمْ کُفَّارٌ مُکَذِّبُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلیَّ اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّمَ لِاَنَّہٗ اَخْبَرَ اَنَّہٗ صَلیَّ اللہُ تَعَالیٰ عَلَیْہِ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَلَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ وَ اَخْبَرَ عَنِ اللہِ تَعَالیٰ اَنَّہٗ خَاتَمُ النَّبِیِّیْنَ وَاَنَّہٗ اُرْسِلَ اِلیٰ کَافَّۃِ النَّاسِ وَاَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلیٰ حَمْلِ ھٰذَا الْکَلَامِ عَلیٰ ظَاھِرِہٖ وَاَنَّ مَفْھُوْمَہٗ الْمُرَادُ بِہٖ دُوْنَ تَاوِیْلٍ وَلَا تَخْصِیْصٍ فَلَاشَکَّ فِیْ کُفْرِ ھٰؤُلَاءِ الطَّوَائِفِ کُلِّھَا قَطْعاً اِجْمَاعاً وَ سَمْعاً''

یعنی جو شخص اپنے لیے نبوت کا دعویٰ کرے یا صفائے قلب کے ذریعے سے نبوت کے مرتبے تک پہونچنے اور اس کے حاصل کرنے کو جائز سمجھے جیسے فلاسفہ اور حدود شریعت سے تجاوز کر جانے والے مدعیان تصوف اور ایسے ہی وہ شخص جو یہ دعویٰ کرے کہ اس پر وحی آتی ہے اگر چہ نبوت کا دعویٰ نہ کرے یا یہ کہے کہ وہ آسمان پر چڑھتا ہے اور جنت میں داخل ہوتا ہے اور اس کے میوے کھاتا اور حور عین سے معانقہ کرتا ہے تو یہ سب کے سب کفار ہیں، نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جھٹلانے والے ہیں کیوں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی ہے کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور حضور کے بعد کوئی نبی نہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دی کہ حضور خاتم النبیین ہیں اور یہ کہ حضور تمام عالم کے انسانوں کی طرف رسول ہیں اور تمام امت نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اس کے ظاہر ہی پر حمل کیا جائے اور اس بات پر کہ جو معنے اس آیت سے سمجھ میں آتے ہیں وہی مراد ہیں بغیر کسی تاویل و تخصیص کے تو ان تمام فرقوں کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں بلکہ ان سب کا کافر ہونا قطعی یقینی طور پر بحکم شریعت مطہرہ اجماعاً ثابت ہے۔ (ختم النبوۃ فی القرآن صفحہ ۷۹)

عربی زبان کی کتب لغات بھی ایک قاعدہ بتاتی ہیں کہ لفظ ''خاتِم'' یا لفظ ''یا خاتَم'' کی اضافت جب قوم یا جماعت کی طرف کی جاتی ہے تو اس کے معنیٰ صرف آخر اور ختم کرنے والا ہوتے ہیں اور آیت مبارکہ میں بھی ''خاتَم'' کی اضافت جماعت نبیین کی طرف ہے، اس لیے اس کے معنیٰ آخر النبیین اور نبیوں کے ختم کرنے والے کے علاوہ اور کچھ نہیں ہو سکتے۔ (ختم النبوۃ فی القرآن ص ۴۸)

از روئے لغت عرب آیت مذکورہ میں ''خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کے معنیٰ آخر النبیین کے سوا کچھ اور نہیں ہو سکتے اور لفظ ''خَاتَم'' کے معنیٰ آخر اور ختم کرنے والے کے علاوہ ہرگز مراد نہیں بن سکتے غرض یہ کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے کلام ''وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ'' کے معنیٰ بکثرت آیات کریمہ میں بتا دیتا ہے کہ اس کے حقیقی معنے سب سے پچھلا نبی ہونا ہی اس سے مراد ہے پھر اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جن پر یہ کلام نازل ہوا اسی معنے کی انتہائی توضیح فرما دیتے ہیں پھر اُس رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شاگردان عظام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور پھر تمام علمائے سلف رحمہم اللہ تعالیٰ اسی معنے کو بیان فرماتے ہیں، روشن تصریحیں فرماتے ہیں کہ یہ کلام اپنے ظاہری اور حقیقی معنے پر محمول ہے نہ اس میں کوئی مجاز یا مبالغہ ہے اور نہ تاویل و تخصیص۔ (ختم النبوۃ فی الآثار ص ۶۰)

معنیٰ: لفظ جس معنیٰ کے بتانے کے لیے بنایا گیا ہو وہ اس لفظ کے حقیقی معنے کہلاتے ہیں۔

مجازی معنیٰ: لفظ سے اس کے حقیقی معنیٰ کو چھوڑ کر اس کے علاوہ کوئی اور معنیٰ مراد لیے جائیں تو اس معنیٰ کو اس لفظ کے مجازی معنیٰ کہا جاتا ہے۔

مبالغہ: سب یا تمام یا کل وغیرہ کے الفاظ جو سب اور سارے کے معنیٰ بتاتے ہیں بول کر سب مراد نہ لیے جائیں بلکہ بہت اور کثیر مراد ہوں تو اس کو مبالغہ کہتے ہیں۔

تاویل: کسی لفظ کے ظاہری معنیٰ کو چھوڑ کر اس سے کوئی پوشیدہ معنیٰ مراد لینا تاویل ہے۔

تخصیص: کسی قسم کی سب چیزوں کے لیے کوئی بات ثابت کر کے کہا جائے کہ ان میں سے مخصوص طور پر فلاں چیز کے لیے وہ بات ثابت نہیں اس کو تخصیص کہتے ہیں۔

آیت کریمہ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝ کا ترجمہ یہ ہے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور سب نبیوں سے پچھلے نبی ہیں اور اللہ ہر شئے کا

جاننے والا ہے۔ (سورۂ احزاب شریف، آیت نمبر ۴۰) اس آیت کریمہ میں لفظ ’’خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ کے معنیٰ بتانے کے لیے یہ سب عبارتیں میں نے آپ کو دیوبند کے مفتی مولوی محمد شفیع صاحب کی کتاب ’’ختم النبوۃ فی القرآن‘‘ اور انہیں کی کتاب ’’ختم النبوۃ فی الآثار‘‘ ہی سے اس وقت سنائی ہیں لیکن آپ سن چکے کہ آیت کریمہ میں ’’خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ کے وہ معنیٰ جو ضروری دینی ہیں جن پر تواتر ہے جن پر اجماع امت ہے جو معنیٰ بقول مفتی دیوبند کے خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہی نے بتائے جو معنیٰ خود رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمائے جو معنیٰ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم وتابعین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم وتبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اور تمام علمائے سلف حضرات محدثین وفقہا ومفسرین ومتکلمین وصوفیہ عارفین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے ہر ہر زمانے ہر ہر طبقے میں امت تک پہونچائے جس معنیٰ کو آج تک جملہ اہل اسلام مانتے چلے آئے وہ صرف یہی ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مبعوث ہوجانے کے بعد بحکم شریعت مطہرہ کسی اور کو ہرگز ہرگز نبوت نہیں مل سکتی یہاں مجاز بھی نہیں یعنی اس آیت کریمہ میں لفظ ’’خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ سے اس کے حقیقی معنے سب سے پچھلا نبی کے سوا اس کے کوئی اور مجازی معنیٰ ہرگز مراد نہیں اس میں مبالغہ بھی نہیں یعنی اس مبارک لفظ سے صرف یہی مراد ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سب نبیوں سے پیچھے دنیا میں مبعوث ہوئے لفظ ’’النبیین‘‘ سے تمام انبیاء، جمیع انبیاء، سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مراد ہیں یہ نہیں کہ نبی کی جمع مُحلّٰی باللّام ’’النبیین‘‘ فرما کر سب نبی مراد نہ لئے ہوں بلکہ مبالغے کے طور پر بہت سے نبیوں سے پیچھے تشریف لانے والے کو سب نبیوں سے پیچھے تشریف لانے والا فرما دیا گیا ہو۔

اس میں تاویل بھی نہیں یعنی لفظ ’’خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ‘‘ سے ظاہری طور پر جو اس کے معنیٰ سمجھ میں آتے ہیں سب سے پچھلا نبی وہی آیت کریمہ میں مراد ہیں اس لفظ مبارک کے اس ظاہری معنیٰ کے سوا اس کے کوئی اور پوشیدہ معنے ہرگز مراد نہیں۔ اس میں تخصیص بھی نہیں یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اس آیت مبارکہ میں جن نبیوں کا ختم کرنے والا جن نبیوں کے بعد تشریف لانے والا فرمایا ہے ان میں اللہ تعالیٰ کا ہر ایک نبی داخل ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کا بھیجا ہوا کوئی نبی اس حکم سے ہرگز خارج نہیں یہ نہیں کہ کسی دوسری جگہ اللہ عزوجل کے کسی نبی کو مخصوص طور پر اس حکم سے علیحدہ کر لیا گیا ہو۔ لیکن افسوس

اور ہزار افسوس کہ مولوی نانوتوی صاحب نے صفحہ ۳؍ پر اس معنیٰ کو عوام کا خیال بتا کر تمام صوفیہ ذوی الاحترام تمام متکلمین عالی مقام تمام محدثین کرام تمام فقہائے اعلام تمام مفسرین کلامِ رب الانام سلف وخلف کے تمام علمائے عظام بلکہ جملہ اہل اسلام بلکہ جمیع تبع تابعین وتابعین وصحابہ فخام رضی عنہم اللہ العلام کو بلکہ معاذ اللہ خود حضور خاتم الانبیاء علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو بلکہ خود حضرت رب العزت ذوالجلال والاکرام کو عیاذاً باللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نا سمجھ بتا دیا اور ان سب کے بتائے ہوئے سکھائے ہوئے سمجھائے ہوئے تواتراً واجماعاً نقل فرمائے ہوئے معنیٰ کو سمجھدار لوگوں کے نزدیک غلط وباطل ٹھہرا دیا اور صفحہ ۴؍ پر اس کے یہ معنیٰ گڑھ دیئے کہ حضور اپنی ذات سے خود بخود نبی ہیں اور حضور کے سوا ہر ایک نبی حضور کے واسطے سے نبی ہے، ہر نبی کی نبوت حضور کا فیض ہے لیکن حضور کی نبوت کسی اور نبی کا فیض نہیں پھر لفظ ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' سے سب سے پچھلا نبی مراد ہونے کو غلط وباطل بتاتے ہوئے صفحہ ۱۴؍ وصفحہ ۲۸؍ پر صاف کہہ دیا کہ جو معنیٰ خود میں نے صفحہ ۴؍ پر گڑھے ہیں یہی اگر مراد لیے جائیں تو حضور کے زمانے میں بلکہ حضور کے بعد بھی اگر اور نبی پیدا ہو جائیں تو پھر بھی حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہیں پڑے گا۔ کیوں کہ حضور کے زمانے میں اور حضور کے بعد جس قدر بھی نبی پیدا ہوں گے وہ سب حضور ہی کے فیض سے نبی بنیں گے اور ''خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ'' کے معنیٰ صفحہ ۴؍ پر یہی گڑھے ہیں کہ جو شخص اپنی ذات سے خود بخود نبی ہو اور دوسروں کو اپنے فیض سے نبی بنانے والا ہو۔

اب میں آپ کو یہ بھی سنائے دیتا ہوں کہ پہلے مولوی نانوتوی صاحب نے یہ کفری سبق پڑھایا اور پھر بعد کو مولوی نانوتوی صاحب سے مرزا قادیانی نے یہی کفری سبق سیکھا چنانچہ مولوی نانوتوی صاحب کے تحذیر الناس لکھ دینے کے بعد مرزا قادیانی نے الٰہ بخش پریس قادیان سے بھی ایک رسالہ چھپوا کر شائع کیا پہلے پہل اسی میں نبی ورسول ہونے کا دعویٰ کیا۔ اس کا نام ''ایک غلطی کا ازالہ'' رکھا اس کے صفحہ ۳؍ اور ۴؍ پر لکھتا ہے:

یہ آیت کہ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اس کے معنیٰ یہ ہیں ''لَيْسَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِ الدُّنْيَا وَلٰكِنْ هُوَ اَبُ رِجَالِ الْاٰخِرَةِ لِاَنَّهٗ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَلَا سَبِيْلَ اِلٰى فُيُوْضِ اللّٰهِ مِنْ غَيْرِ تَوَسُّطِهٖ''

یعنی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دنیا کے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ

آخرت کے مردوں کے باپ ہیں اس لیے کہ وہ خاتم النبیین ہیں اور بغیران کے واسطے کے اللہ تعالیٰ کے فیوض نبوت تک پہونچنے کا کوئی راستہ نہیں“۔

دیکھئے! مرزا قادیانی بھی یہی کہہ رہا ہے کہ وہ حضور کے واسطے ہی سے نبی ورسول بن گیا ہے وہ بھی خاتم النبیین کے معنیٰ یہی بتارہا ہے کہ حضور کے فیض سے دوسرے نبی بنتے ہیں خاتم النبیین کے معنیٰ سب سے آخری نبی ہونے کا جس طرح مرزا قادیانی نے انکار کیا اسی طرح مولوی نانوتوی صاحب نے بھی انکار کیا خاتم النبیین کی جو تاویل مرزا قادیانی نے گڑھی بالکل بعینہٖ وہی تاویل مولوی نانوتوی صاحب نے بھی گڑھی تو بحکم شریعت مطہرہ دونوں کے کافر مرتد بے دین ہونے میں ہرگز کچھ فرق نہیں، فرق جو کچھ ہے وہ صرف یہی ہے کہ مولوی نانوتوی صاحب کفر سکھانے والے استاذ ہیں اور مرزا قادیانی کفر سیکھنے والا شاگرد ہے، دوسرا فرق یہ ہے کہ مولوی نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے آخرالانبیاء ہونے کا انکار کیا مگر خود نبی ورسول ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور مرزا قادیانی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے آخرالانبیاء ہونے کا انکار بھی کیا، اور مولوی نانوتوی صاحب کی تاویل سے فائدہ اُٹھا کر حضور کے فیض سے خود نبی ورسول بن جانے کا دعویٰ بھی کرلیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

نانوتوی صاحب کی ان عباراتِ ”تحذیر الناس“ کی بہت کچھ تاویلیں دیوبندی وہابی مولوی صاحبان گڑھا کرتے ہیں مگر آپ حضرات یہ بات یقیناً جانتے ہیں کہ کسی قول کا وہ مطلب ہرگز صحیح نہیں ہوسکتا جو خود اس قول کے قائل کے بتائے ہوئے مطلب کے خلاف ہو بشرطیکہ اس قول کے وہ معنیٰ بن سکتے ہوں، مولوی تھانوی صاحب کی عبارتِ ”حفظ الایمان“ کی تو جس قدر تاویلیں خود انہوں نے گڑھی ہیں یا ان کے ماننے والے مولویانِ وہابیہ نے گڑھیں ان کی تو اس عبارت میں قطعاً کچھ گنجائش ہی نہیں اور جو کوئی تاویل بھی تسلیم کرلی جائے ہر تاویل پر عبارتِ ”حفظ الایمان“ کا کفر ہی واضح ہوتا ہے۔ اس مضمون کو آپ حضرات کے سامنے کسی اور محفل میں بیان کرچکا ہوں، عباراتِ ”براہین قاطعہ“ میں مولوی انبیٹھی صاحب نے یہ تاویل گڑھی کہ وسعتِ علم سے علم ذاتی مراد ہے یعنی مولوی انبیٹھی صاحب نے شیطان وملک الموت کے لیے تو عطائی وسعتِ علم کا اقرار کیا ہے لیکن حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے ذاتی وسعتِ علم کا انکار کیا ہے۔

حالانکہ یہ تاویل اس عبارت میں قطعاً نہیں چل سکتی۔ وہابیوں، دیوبندیوں کے مولوی عبدالجبار عمر پوری نے عطائی وسعت علم ہی کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے انکار کیا ہے صاف کہتے ہیں:

''حضرت کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا کہ جہاں مولود پڑھا جاتا ہے وہاں تشریف لاتے ہیں یہ شرک ہے، ہر جگہ موجود خدا تعالیٰ ہے اللہ نے اپنی صفت دوسرے کو عنایت نہیں فرمائی''۔

دیکھئے! عنایت فرمانے ہی کا انکار کررہے ہیں یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے عطائی وسعت علم کا ہی انکار کیا۔ سنی مسلمانوں کے عالم مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جواب میں فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کردیا ہے''۔

پونے تین سطر بعد فرماتے ہیں:

''پس اسی طرح سمجھو کہ جب سورج سب جگہ موجود ہو کر وہ چوتھے آسمان پر ہے روح نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو ساتویں آسمان پر علیین میں موجود ہے، اگر وہاں سے آپ کی نظر مبارک کل زمین یا زمین کے چند مواضع ومقامات پر پڑ جائے اور ترشحِ انوارِ فیضان محمدی سے کل مجالس مطہرہ کو ہر طرف سے مثل شعاع شمس محیط ہوجائے کیا محال اور کیا بعید ہے''۔

دیکھئے! ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان کے لیے تمام روئے زمین کا علم محیط بعطائے الٰہی ثابت کر کے پس اس طرح کہہ کر اسی بعطائے الٰہی علم محیط زمین ہی کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے ماننے کو شرک نہ ہونا ثابت کررہے ہیں، پھر مولوی انبیٹھی صاحب جواب دیتے ہیں کہ شیطان وملک الموت کے لیے علم کی وسعت وزیادت تو قرآن وحدیث سے ثابت ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے علم کی وُسعت وزیادت آیت وحدیث سے ثابت نہیں تو جس عطائی وُسعتِ علم کو شیطان اور ملک الموت کے لئے ثابت کیا قطعاً اُسی عطائی وُسعتِ علم کا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے انکار کیا۔ پھر صفحہ ۵۲/ پر لکھتے ہیں:

''اُن اولیاء کو حق تعالیٰ نے کشف کردیا کہ ان کو یہ حضور وعلم حاصل ہوگیا اگر اپنے فخر عالم علیہ السلام کو

بھی لاکھ گُنا اس سے زیادہ عطا فرمادے ممکن ہے مگر ثبوت فعلی اس کا کہ عطا کیا ہے کس نص سے ہے کہ اس پر عقیدہ کیا جاوے"۔

دیکھئے! اس عبارت میں صاف صاف مولوی انبیٹھی صاحب نے کہہ دیا کہ ممکن تو ضرور ہے کہ اولیاء سے بھی لاکھ گُنا زیادہ حضور و علم اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ عطا فرمادے مگر اس امر کا ثبوت کسی آیت یا کسی حدیث سے نہیں کہ اُن اولیاء کے برابر بھی حضور و علم اس نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا فرمادیا ہے، لہٰذا یہ عقیدہ نہیں رکھ سکتے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ان اولیاء کے برابر بھی علم و حضور حاصل ہے، دو کفر تو مولوی انبیٹھی صاحب کے ان کی صفحہ ۵۱ والی عبارت میں تھے کہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے زیادہ ہے۔

تیسرا کفر صفحہ ۵۲ روالی اس عبارت میں انہوں نے اور بک دیا کہ اولیاء کے علم و حضور سے لاکھ گنا علم و حضور اگر چہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے عطا ہونا ممکن ہے لیکن اولیاء کے حضور و علم کے برابر بھی حضور و علم اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عطا نہیں فرمایا ہے، تو اس عبارت میں اولیاء کے حضور و علم کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضور و علم سے زائد کہہ دیا حالانکہ علامہ خفاجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مبارک کتاب "نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض" میں فرماتے ہیں:

"مَنْ قَالَ فُلَانٌ اَعْلَمُ مِنْهُ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَسَلَّمَ فَقَدْ عَابَهٗ وَنَقَّصَهٗ فَهُوَ سَابٌّ وَالْحُكْمُ فِيْهِ حُكْمُ السَّابِّ مِنْ غَيْرِ فَرْقٍ لَانَسْتَثْنِيْ مِنْهُ صُوْرَةً وَهٰذَا كُلُّهٗ اِجْمَاعٌ مِّنْ لَّدُنِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ"

یعنی جو شخص کسی مخلوق کے علم کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والے کا ہے، اصلاً فرق نہیں اس میں سے ہم کسی صورت کا استثناء نہیں کرتے، اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانے سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔

نسیم الریاض شریف اس جلسے میں میرے پاس نہیں ہے، اس کتاب کی یہ عبارت میں نے آپ

حضرات کو کتاب مستطاب ''حسام الحرمین'' شریف سے پڑھ کر سنائی لیکن اس مضمون کا اقرار خود مولوی انبیٹھی صاحب نے اپنی کتاب ''المھند'' میں کیا ہے، المھند یہاں اس وقت میرے پاس موجود ہے، اگر کسی وہابی دیوبندی صاحب کو اس عبارت میں کچھ بھی شک ذرا سا بھی شبہ ہو تو فوراً فرمادیں، میں یہی مضمون المھند سے پڑھ کر سنادوں۔

خیر کہنا یہ ہے کہ مولوی انبیٹھی صاحب نے بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے اسی عطائی وسعتِ علم ہی کا انکار کیا ہے ذاتی وسعت علم جو خود بخود بغیر عطائے خداوندی کے ہو اس سے اس عبارت میں ہر گز بحث نہیں تو مولوی انبیٹھی صاحب کی اس عبارت میں یہ تاویل قطعاً نہیں چل سکتی کہ انہوں نے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان کے لیے عطائی وسعت علم کا اقرار کیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے صرف ذاتی وسعت علم کا انکار کیا ہے۔ ان کی عبارت میں اس دھینگا مشتی کی تاویل ہر گز ہر گز چل نہیں سکتی اسی طرح مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی نے اس عبارت براہین قاطعہ کی ایک یہ تاویل گڑھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے صرف شیطانی علوم کا انکار کیا ہے۔

حالانکہ یہ تاویل بھی اس میں ہر گز نہیں چل سکتی کیونکہ نہ مولوی عبدالجبار عمر پوری وہابی مولوی کی عبارت میں شیطانی علوم کی بحث ہے نہ مولوی عبدالسمیع صاحب رامپوری سنی عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ''انوار ساطعہ'' میں شیطانی علوم کی بحث ہے نہ مولوی انبیٹھی صاحب نے ''براہین قاطعہ'' میں شیطانی علوم سے کچھ بحث کی ہے بلکہ مولوی عبدالجبار صاحب نے صرف اسی اعتقاد کو شرک لکھا کہ جہاں مجلس میلاد شریف ہوتی ہے وہاں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تشریف لاتے ہیں، مولانا عبدالسمیع صاحب نے اسی اعتقاد کا شرک نہ ہونا اس دلیل سے ثابت کیا کہ اللہ تعالیٰ کی کسی صفت میں کوئی دوسرا ہر گز شریک نہیں ہوسکتا۔

اگر ہر جگہ موجود ہونا اللہ تعالیٰ کی خاص صفت ہوتی تو کوئی اور ہر جگہ موجود نہیں ہوسکتا حالانکہ ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے ہر جگہ موجود ہونے کی قدرت دے دی ہے، جب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان کو ہر جگہ موجود ماننے والا مشرک کافر نہیں بلکہ خاصہ مسلمان ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی

قدرت سے ہر جگہ موجود ماننے والا کیونکر مشرک کافر ہوسکتا ہے۔
اسی کے جواب میں مولوی انبیٹھی صاحب نے لکھا ہے کہ شیطان اور ملک الموت کے علم کا زیادہ ہونا تو نص یعنی آیت وحدیث سے ثابت ہے لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے علم کا زیادہ ہونا کسی آیت یا حدیث سے ثابت نہیں بلکہ آیت وحدیث سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کا زیادہ نہ ہونا ثابت ہے تو ان سب مضامین میں کسی جگہ شیطانی علوم کا ہرگز قطعاً کچھ بھی تذکرہ نہیں تو اس عبارت میں شیطانی علوم مراد لینے کی ہرگز گنجائش نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ صفحہ ۵۱ روصفحہ ۵۲ رکی ان عبارتوں میں صرف شیطان ہی کے علم کو علم نبوی سے زائد نہیں کہا گیا ہے بلکہ اولیاء کے لیے بھی حضور علم ثابت کر کے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لئے حضور علم عطا ہونے کا صاف انکار کیا ہے۔
کیا کوئی وہابی دیوبندی یہ کہنے کے لیے تیار ہے کہ اولیاء کو بھی اللہ تعالیٰ معاذ اللہ علوم شیطانی عطا فرماتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اسی صفحہ ۵۱ روالی عبارت میں شیطان کے ساتھ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے بھی وسعت علم ثابت کر کے حضور فخر دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے وسعت علم کا انکار کیا ہے۔ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام ملائکہ مقربین میں سے ہیں اور رُسلِ ملائکہ میں سے ہیں، اگر اس عبارت میں وسعت علم سے شیطانی علوم مراد لیے جائیں تو معاذ اللہ حضرت سیدنا عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علوم کو بھی شیطانی علوم ماننا پڑیگا، کاکوروی صاحب کی ''نصرت آسمانی''، صفحہ ۴۷، ۴۸ والی اس تاویل کی بنا پر یہ ثابت ہوگا کہ مولوی انبیٹھی صاحب نے حضرت سیدنا ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو بھی شیطانی علم بتایا ہے، یہ مولوی انبیٹھی صاحب کا ایک اور نیا کفر ہوگا۔
کیا کوئی وہابی دیوبندی کہہ سکتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی پیارے رسول کے علوم کو شیطانی علوم کہنے والا کافر مرتد بے دین نہیں ہے۔ بہر حال میرے اس بیان سے آپ صاحبان بخوبی سمجھ لیے ہوں گے کہ مولوی تھانوی ومولوی انبیٹھی صاحبان دونوں کی عبارتوں میں نہ خود ان کی گڑھی ہوئی کسی تاویل کی گنجائش ہوسکتی ہے نہ کسی اور وہابی دیوبندی مولوی کی ڈھالی ہوئی کوئی تاویل چل سکتی ہے۔ لیکن اگر بفرض غلط ان عبارتوں میں تاویلات کی گنجائش ہوتی تو مولوی تھانوی صاحب کی عبارت ''حفظ الایمان'' میں خود انھیں تھانوی صاحب کی بتائی ہوئی تاویل کے مقابل کسی اور کی کوئی اور تاویل اور مولوی

انبیٹھوی صاحب کی عبارت براہین قاطعہ میں خود انھیں انبیٹھوی صاحب کی بتائی ہوئی تاویل کو چھوڑ کر کسی دوسرے کی کوئی دوسری تاویل ہرگز نہیں مانی جاسکتی تھی۔ کیوں کہ کسی قول کے صرف وہی معنی مراد ہو سکتے ہیں جو خود اس کے قائل نے بیان کیے ہوں بشرطیکہ اس قول میں اس معنی کی گنجائش ہو۔

کتاب: تصفیۃ العقائد

مصنف: مولوی قاسم نانوتوی

مطبوع: خواجہ برقی پریس دہلی

شائع کردہ: کتب خانہ امداد الغربا سہارنپور

اب سنئے! اور وہ بات سنئے جو آج تک کبھی آپ حضرات نے نہ سنی ہوگی۔ اس وقت میرے ہاتھ میں مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی یہ کتاب ''تصفیۃ العقائد'' مطبوع خواجہ برقی پریس دہلی، شائع کردہ کتب خانہ امداد الغرباء سہارنپور ہے۔ یہ اس کا صفحہ ۳۰ وصفحہ ۳۱ ہے۔ سنئے مولوی نانوتوی صاحب فرماتے ہیں:

''ملحوظ رہے کہ لفظ ''خاتم النبیین'' سے یہ بات بالیقین سمجھنی ضرور ہے کہ عالم میں اس زمین میں کوئی نبی ہو یا کسی اور زمین میں سب آفتاب ذات محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح مستفیض ہیں جیسے آفتاب سے آئینہ مستفیض یا قمر منیر یا نیرات افلاک یا ذرات خاک۔ یعنی جیسے در و دیوار مقابل آئینہ مستنیرہ کے نور معدن کی تجسس کرتے ہیں تو فرض کرو کہ آئینے پر نظر پڑتی ہے اور اس کے نور کے بعد معدن کو ڈھونڈتی ہے تو آفتاب تک پہونچتے ہیں اور پھر آفتاب پر سیر ختم ہوجاتی ہے یہ نہیں کہہ سکتے کہ آفتاب کا نور کہیں اور سے اسی طرح آیا ہے ایسے ہی اور انبیاء کی نبوت تو آپ کی نبوت کا پَرتَو ہے پر آپ کی نبوت پر قصہ ختم ہوجاتا ہے اور اس بات کو آپ کے دین کا ناسخ الادیان ہونا اسی طرح لازم ہے جیسے آفتاب کے نور کا اور انوار کو محو کر دینا یا کھیتی میں بال کا سب میں پیچھے ظاہر ہونا اس بات کی تحقیق زیادہ مطلوب ہو تو رسالہ ''تحذیر الناس'' مؤلف احقر مطبع صدیقی بریلی سے منگا کر دیکھئے اس وقت اور نبیوں میں جو انبیاء آپ کے مشابہ ہوں گے ان کی مشابہت ایسی ہوگی جیسے عکس آفتاب جو آئینے میں ہوتا ہے ہو بہو آفتاب کے مشابہ ہوتا ہے اور پھر سب جانتے ہیں کہ آفتاب اصل ہے اور عکس آفتاب اسی کا پرتو''۔

اس عبارت میں مولوی نانوتوی صاحب نے اسی مضمون کو مختصر طریقے سے بیان کردیا ہے جس کو ''تحذیر الناس'' میں بیگھوں کے اندر پھیلا کر بیان کیا ہے کہ جس طرح در و دیوار پر روشنی پڑتی ہوئی دیکھ کر ڈھونڈتے ہیں کہ یہ روشنی کس چیز سے آئی تو پتہ چلتا ہے کہ آئینہ روشن ہے اسی آئینہ کا پرتوَ در و دیوار پر پڑ رہا ہے پھر تلاش کرتے ہیں کہ آئینے میں یہ روشنی کس چیز سے آئی تو معلوم ہوتا ہے کہ آئینے کے مقابل چاند روشن ہے اسی چاند کا پرتوَ آئینے پر پڑ رہا ہے پھر تجسس کرتے ہیں کہ چاند میں یہ روشنی کس چیز سے آئی تو ثابت ہوتا ہے کہ چاند کے مقابل آفتاب روشن ہے اسی آفتاب کا نور چاند کو روشن کر رہا ہے اور پھر معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب خود بخود اپنی ذات سے روشن ہے، آفتاب کی روشنی کسی اور چیز سے نہیں آئی لفظ ''خاتم النبیین'' کے بھی اسی طرح یہی معنیٰ ہیں کہ اور نبیوں کی نبوت کو دیکھ کر جب ہم تلاش کرتے ہیں کہ ان کی نبوت کہاں سے آئی تو پتہ چلتا ہے ان کہ نبوت اولوالعزم رسولوں میں سے کسی رسول کی نبوت کا پرتو ہے پھر جب اولوالعزم رسولوں کی نبوت و رسالت کو دیکھ کر ہم ڈھونڈھتے ہیں کہ ان کی نبوت و رسالت ان میں کس سے آئی تو ثابت ہوتا ہے کہ تمام اولوالعزم رسولوں کی نبوت و رسالت حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی نبوت و رسالت کا پرتو اور اسی کا عکس ہے جس طرح آفتاب پر اس تفحص اور تجسس کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے کیوں کہ آفتاب بغیر کسی اور چیز کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود روشن ہے اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک پہنچ کر بھی اس جستجو اور تلاش کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی بغیر کسی اور نبی کے واسطے کے اپنی ذات سے خود بخود نبی و رسول ہیں۔

''تحذیر الناس'' کی عبارت صفحہ ۴ر کے اس فقرے کا کہ آپ پر سلسلۂ نبوت مختتم ہو جاتا ہے، صرف یہی مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تک پہنچ کر اس جستجو اور تجسس کا قصہ ختم ہوتا ہے جیسے آفتاب جو بالذات روشن ہے اس کے طلوع ہونے پر ستاروں اور چاند کی روشنیاں مٹ جاتی ہیں اسی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی چونکہ بالذات نبی و رسول ہیں اسی لیے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مبعوث ہو جانے کے بعد بھی دوسرے تمام نبیوں اور رسولوں کی لائی ہوئی شریعتیں منسوخ ہو گئیں، جس طرح کھیتی میں درخت کے ہر جزو کے پیدا ہونے کے بعد بال سب سے پیچھے پیدا ہوتی ہے اور پھر اسی بال کے دانوں سے آئندہ کھیتی پیدا ہوتی ہے اسی طرح درخت نبوت کے ہر جزو یعنی

ہر نبی کے پیدا ہونے کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم جو درخت نبوت کی بال کی طرح ہیں سب سے پیچھے پیدا ہوئے اور اب پھر حضور ہی کے واسطے اور فیض سے آئندہ نبی بنیں گے۔

اس وقت اور اس زمانے میں جو اور نبی پیدا ہوں گے ان میں جو حضرت سیدنا نوح یا حضرت سیدنا ابراہیم یا حضرت سیدنا موسیٰ یا حضرت سیدنا عیسیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مشابہ ہوں گے وہ تو انہیں کا پَرتو اور عکس ہوں گے لیکن ان میں جو نبی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مشابہ ہوں گے وہ سب حضور ہی کے پَرتو اور عکس ہوں گے، جیسے آفتاب کا عکس اور پَرتو جو آئینے پر پڑتا ہے، بالکل بعینہٖ آفتاب ہی کے مثل ہوتا ہے پھر بھی وہ آفتاب ہی کا پَرتو اور عکس ہوتا ہے اور اس کی اصل وہی آفتاب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس وقت اس زمانے میں جو انبیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا پَرتَو اور عکس ہوں گے وہ سب بالکل بعینہٖ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے مثل ہوں گے، پھر بھی ان کی نبوتیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی نبوت کا پَرتَو اور عکس ہوں گی اور ان سب کی نبوتوں کی اصل حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی نبوت ہوگی۔

اور پھر مولوی نانوتوی صاحب نے بکمال مہربانی یہ بھی صاف فرمادیا کہ یہ وہی بات ہے جس کی مفصل تحقیق وہ اپنے رسالے ''تحذیر الناس'' میں لکھ چکے ہیں، ظاہر ہے کہ آئینے میں آفتاب کا جو عکس اور پَرتَو نظر آتا ہے اس کو بھی مجازاً آفتاب کہہ سکتے ہیں، عام طور پر بولتے ہیں کہ آئینے میں آفتاب دکھائی دے رہا ہے، حالانکہ ہر سمجھدار یقیناً جانتا ہے کہ اصل آفتاب آسمان پر ہے آئینے میں ہرگز نہیں۔ اسی طرح بروز کے معنیٰ ظہور ہیں اور اس کے مقابل اِسْتِتَار کے معنیٰ خفا یعنی پوشیدگی ہیں۔ آفتاب کا بروز ظہور در و دیوار و زمین میں ہرگز ایسا نہیں ہوتا جیسا کہ آئینے میں ہوتا ہے تو آئینے والا پَرتَوِ آفتاب ''بروزی آفتاب'' بھی کہا جاسکتا ہے۔ اسی طرح آئینے میں آفتاب کا وہ عکس اور پَرتَو اُسی آفتاب ہی کے طفیل میں نظر آتا ہے تو اس کو ''طفیلی آفتاب'' بھی کہہ سکتے ہیں۔ یوں ہی پَرتو اور عکس کو ''ظل'' بھی کہا جاتا ہے۔ تو آئینے والے اس پَرتَوِ آفتاب کو ''ظلی آفتاب'' کہنا بھی صحیح ہے تو بقول نانوتوی صاحب کے اس وقت اس زمانے میں جو انبیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مشابہ ہوں گے وہ سب مولوی نانوتوی صاحب کے نزدیک ''مجازی نبی، بروزی نبی، ظلی نبی، طفیلی نبی'' ہوں گے۔

مرزا قادیانی نے صرف تنہا اپنے ہی آپ کو مجازی نبی، بروزی نبی، ظلی نبی، طفیلی نبی کہا تھا اس پر تمام

چھوٹے بڑے وہابی غیر مقلد دیو بندی مولویوں نے فتوے دے کر چھاپ دیئے کہ مرزا قادیانی کافر مرتد بے دین ہے اور جو شخص اس کے اس قول پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کو کافر مرتد بے دین نہ کہے یا اس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک رکھے وہ بھی کافر مرتد بے دین ہے اور بے شک بلا شبہ ہمارے تمام علمائے اہل سنت عرب و عجم کا بھی مرزا قادیانی اور اس کے متبعین پر یہی فتویٰ شرعیہ ہے آپ حضرات ان فتوؤں کو کتاب مستطاب ''حسام الحرمین'' شریف و کتاب لاجواب ''الصوارم الہندیہ'' میں ملاحظہ فرماسکتے ہیں، یہ دونوں کتابیں اس وقت اس جلسے میں میرے پاس موجود ہیں تو مولوی نانوتوی صاحب نے جو ''تحذیر الناس'' اور ''تصفیۃ العقائد'' میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بے گنتی بیشمار لاتعداد مجازی نبی، بروزی نبی، ظلی نبی، طفیلی نبی مان لیے اب وہابی دیوبندی حضرات انصاف فرمائیں کہ مولوی نانوتوی صاحب بھی اپنے اس قول کی بنا پر بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد بے دین ہوئے یا نہیں؟ حضرات! غصہ فرمانے کی ضرورت نہیں، برا ماننے کی بات نہیں، للہ! اپنا دین و ایمان سنبھالئے، اپنے دلوں سے خدا و رسول جل جلالہ، وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا پیارا کلام جھٹلانے والوں کی دینی محبت، مذہبی عظمت نکالئے ورنہ خوب یاد رکھئے کہ اللہ واحد قہار حسیب ہے اور قیامت قریب ہے اور عذاب جہنم سخت وعصیب ہے اور توفیق اللہ عزوجل ہی کے ہاتھ ہے۔

اخبار ''النجم''

ایڈیٹر: مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی

اسی طرح وہابیوں دیوبندیوں کے ایک مقتدا و پیشوا مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی جو ابھی زندہ موجود ہیں اپنے اخبار ''النجم'' جلد ۱۳/ نمبر ۱۱/ مورخہ ۲۳/ ربیع الاول ۱۳۵۲ھ مطابق ۶/ جولائی ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۶/ کالم ۲/ سطر ۴۴/ سے سطر ۴۷/ تک لکھتے ہیں:

''تعریف کے تمام افراد اللہ کے لیے ثابت ہیں کسی طرح کی تعریف کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی تعریف کرنا حرام ہے۔ جتنی تعریفیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں''

پھر اسی کالم کی سطر ۵۴/ سے سطر ۵۷/ تک لکھتے ہیں:

''اگر کوئی دوسرا ہمارا ناخون ہی بنا دیتا تو ہم کہتے کہ بھائی اس کی بھی تعریف کرنا چاہئے تھی، اسی نے ہمارا ناخون بنایا اسی نے آنکھیں دیں اسی نے زبان دی سب چیزیں اسی نے دی ہیں پھر دوسرے کی تعریف کا حق ہی کیا ہے''۔

ان دونوں عبارتوں میں مولوی کاکوروی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ تعریف و مدح وثنا کرنا صرف اسی کا حق ہے جس نے ہمارے ناخن، ہماری آنکھیں، ہماری زبان اور ہماری سب چیزیں بنائی ہیں۔ سب چیزوں کے بنانے والے اس رب جل جلالہٗ کے سوا کسی دوسرے کی کسی طرح کی بھی تعریف کرنا ناجائز ہے، حرام ہے ناحق یعنی ظلم ہے ہر ادنیٰ سمجھ والا مسلمان جانتا ہے مانتا ہے کہ علماء اولیاء نے صوفیہ وائمہ نے صحابہ واہل بیت نے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین) انبیاء ومرسلین نے ملائکہ مقربین نے (علیہم الصلوٰۃ والسلام) بلکہ خود حضور سید المرسلین نے (صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہٗ علیہ وعلیہم وعلیٰ آلہٖ اجمعین) ہرگز ہرگز ہرگز نہ کسی کی زبان بنائی نہ کسی کا ناخون بنایا نہ کسی کی آنکھ بنائی نہ کسی کی کوئی اور چیز پیدا فرمائی، تو مولوی کاکوروی صاحب نے اس عبارت میں تمام اولیائے کرام وائمہ اہل اسلام جملہ علمائے عظام وصوفیۂ عالی مقام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کی بلکہ تمام صحابۂ واجب الاکرام واہل بیت لازم الاحترام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بلکہ تمام انبیاء ومرسلین وملائکہ مقربین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ خود حضور سید العٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدح وتعریف اور ثنا وتوصیف کو صاف صاف ناحق اور ناجائز اور حرام بتا دیا۔

وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

انہیں وہابیوں دیوبندیوں کے وہی مقتدا وپیشوا مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی اپنی اس کتاب ''اعمال قرآنی'' حصہ سوم، مطبوع مطبع رزاقی کانپور کے صفحہ ۹/ پر لکھتے ہیں:

''دیگر: برائے اِمساک: انگور کے پتے پر لکھ کر بائیں ران میں باندھ دے۔ اَبْجَدْ ھَوَّزْ حُطِّیْ کَلِمَنْ سَعْفَصْ قَرْشَتْ ثَخَّذْ ضَظَّغْ وَقِیْلَ یٰاَرْضُ ابْلَعِیْ مَآءَ کِ وَیٰسَمَآءُ اَقْلِعِیْ وَغِیْضَ الْمَآءُ وَقُضِیَ الْاَمْرُ کُلَّمَا اَوْقَدُوْا نَارًا لِّلْحَرْبِ اَطْفَأَ ھَا اللّٰہُ۔ اَمْسِكْ اَیُّھَا الْمَآءُ النَّازِلُ مِنْ صُلْبِ فُلَانِ بْنِ فُلَانَۃ بِلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

مولوی تھانوی صاحب نے امساک کا جو تعویذ بتایا اس میں اوّل تو حروف تہجی ہیں پھر ایک آیت

سورۂ ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہے پھر ایک آیت سورۂ مائدہ شریف کی ہے پھر تھانوی صاحب کی اضافہ کی ہوئی ایک عربی عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے فلانی عورت کے بیٹے فلاں کی پیٹھ سے اترنے والے پانی ٹھہر جا۔ اللہ اکبر! اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس ومطہر کلام انگور کے پتے پر لکھا جائے اور بائیں ران پر باندھا جائے اور پھر اپنا فعل مخصوص شروع کیا جائے تو زیادہ دیر تک ٹھہرے۔

میری سنی مسلمان بہنیں بھی اس وقت میرا بیان سن رہی ہیں اس لیے لفظ امساک کی صاف تشریح کرنا حیا وشرم کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑے دیتا ہوں اَلْعَظَمَۃُ لِلّٰہِ اس عبارت میں قرآن عظیم کی آیات مقدسہ کی کیسی زبردست توہین اپنے مریدین ومعتقدین سے مولوی تھانوی صاحب کرا رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

کتاب: فتاویٰ رشیدیہ حصہ سوم

مصنف: مولوی رشید احمد گنگوہی

وہابیوں، دیوبندیوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے جو معجزے دکھائے ان سے کمال وقوت میں بڑھے ہوئے جادو اور تماشے جادوگر اور بھان متی بھی دکھا سکتے ہیں (دیکھو وہابیوں دیوبندیوں کے مقتدا و پیشوا، رشید احمد گنگوہی کی کتاب "فتاویٰ رشیدیہ" حصہ سوم صفحہ ۲۰) چنانچہ ملاحظہ فرمائیے اُنکی اصل عبارت یہ ہے:

"اَمّا خرق عادت پس بیانش آنکہ حق جلّ وعلا بقدرت کاملہ خود بنا بر تصدیق انبیاء علیہم السلام چیزے اظہار می نماید صدُ ورِ آں چیز بہ نسبت ایشاں ممتنع می نماید"۔

یعنی خرق عادت کا بیان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے انبیاء علیہم الصلاۃ السلام کی سچائی ظاہر فرمانے کے لیے ایسی چیز ظاہر فرما دیتا ہے جس کا ان سے ظاہر ہونا ناممکن نظر آتا ہے۔

اس عبارت میں خرق عادت کی وہی تعریف کی جو معجزے کی ہے، اس سے معلوم ہو گیا کہ اس بیان میں معجزے کا نام خرق عادت رکھا ہے۔ اب سنئے سات سطر کے بعد اسی صفحہ ۲۰ پر لکھتے ہیں:

"بسیار چیز ست کہ ظہور آں از مقبولین حق از قبیل خرق عادت شمردہ می شود حالانکہ امثال ہماں افعال بلکہ اقویٰ واکمل ازاں از ارباب سحر واصحاب طلسم ممکن الوقوع باشد"۔

یعنی بہت سی ایسی چیزیں ہیں جن کا ظاہر ہونا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کے معجزوں میں سے گنا جاتا ہے۔ حالانکہ ویسے ہی بلکہ قوت وکمال میں ان معجزوں سے بڑھے ہوئے کام تو جادوگروں اور بھان متیوں سے بھی ہو سکتے ہیں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ۔

ہر سنی مسلمان جانتا ہے کہ انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزوں کو جادو بتانا صرف کافروں مشرکوں ہی کا کام ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ یعنی جب ان کے پاس اللہ کا رسول روشن معجزے لایا تو کافروں نے کہا کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے (سورۂ صف شریف، آیت نمبر ۶) مثنوی شریف میں حضرت مولانا جلال الدین عارف رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ

سنگہا اندر کفِ بوجہل بود گفت اے احمد بگو ایں چیست زود
گر رسولی چیست در دستم نہاں چوں خبر داری ز رازِ آسماں

ابوجہل ملعون پتھر کے کچھ ٹکڑے اپنی مٹھی میں چھپائے ہوئے لاتا ہے عرض کرتا ہے کہ اگر آپ سچے رسول اور آسمان کے رازوں سے خبردار ہیں تو زمین کا یہ غیب بھی بتا دیجئے کہ میرے ہاتھ میں کیا چیز چھپی ہوئی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابوجہل اگر چہ کافر ومشرک تھا اگر چہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے رسول ہونے پر ایمان نہیں رکھتا تھا لیکن اتنا وہ بھی جانتا تھا کہ جو خدا کا سچا رسول ہوتا ہے اس کو علم غیب ضرور ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے غیب کا علم حاصل ہونا اللہ کے سچے رسول کی نشانی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جواب میں یہ نہیں فرماتے کہ غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر بلکہ۔

گفت احمد من بگویم کاں چہ است ☆ یا بگویند آں کہ ما حقیم در راست

حضور آقائے دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں کہ میں بتادوں کہ تیری مٹھی میں کیا ہے یا جو چیز تیری مٹھی میں ہے وہ بتادے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سچے رسول برحق ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے علم غیب عطا ہونا تو ہر نبی ہر رسول کی شان ہے۔ لیکن ہم تو امام الانبیاء سید المرسلین یعنی تمام نبیوں کے پیشوا سب رسولوں کے سردار بھی ہیں ہم کو ہمارے رب کریم جل جلالہ نے یہ قدرت بھی عطا فرمادی ہے کہ اگر چاہیں تو اسی کے حکم سے پتھروں میں جان ڈال کر اُن کو زندہ اور بولنے والا بھی فرمادیں۔

گفت بوجہل ایں دوم نادر تر ست ☆ گفت آرے حق ازاں قادر تر ست

ابوجہل کہتا ہے کہ یہ دوسری بات کہ جو چیز میری مٹھی میں ہے وہ حضور کی سچائی اور حقانیت کی گواہی دینے لگے یہ تو بہت ہی عجیب وغریب ہے، سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ہاں اللہ تعالیٰ اس سے بھی زیادہ قدرت والا ہے یعنی پتھروں کو زندہ کردینے کی قدرت تو اللہ تعالیٰ نے مجھ کو عطا فرمادی ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جو ذاتی قدرت ہے وہ تو اس سے بھی بدر جہا زیادہ بلکہ بے شمار درجوں زیادہ بڑھی ہوئی ہے کہ تیری اور تمام عالم کی عقل اور سمجھ سے بھی بلندو بالا ہے۔

گفت شش پارہ حجر در دست تست ☆ بشنو از ہر یک تو تسبیح درست

سلطان دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں تیرے ہاتھ میں پتھر کے چھ ٹکڑے ہیں یعنی نبی کا نشان اللہ تعالیٰ کی سرکار سے علم غیب عطا ہونا ہے وہ تو میں نے دِکھا دیا۔ اب میرے امام الانبیاء سید المرسلین ہونے کا نشان بھی دیکھ کہ اللہ عزوجل نے مجھ کو اپنے کرم سے کیسی کامل اور زبردست قدرت عطا فرمائی ہے اور پتھر کے ہر ایک ٹکڑے سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیح سُن۔

لا الٰہ گفت والا اللہ گفت ☆ گوہر احمد رسول اللہ سُفت

یعنی وہ پتھر کے چھوں ٹکڑے ابوجہل کی مٹھی کے اندر سے لاَ اِلٰہ اِلاّ اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے لگے۔ ابوجہل طیش اور غضب میں آکر ان پتھروں کو پھینک دیتا ہے، مولانا رومی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں۔

گفت نبود مثل ساحر دگر ☆ ساحراں را سر توئی وتاج سر

یعنی ابوجہل غصے میں مبہوت ہو کر کہتا ہے کہ آپ کے مثل کوئی دوسرا جادوگر بھی نہ ہوگا۔ آپ تو تمام جادوگروں کے بھی سردار وسرتاج ہیں۔ آہ آہ! ابوجہل جیسا ملعون کافر اکفر بھی اگرچہ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر ایمان نہیں لاتا لیکن حضور کا معجزۂ قاہرہ دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ تمام جادوگروں کا سردار وسرتاج کہہ دیتا ہے۔ لیکن افسوس اور صد ہزار افسوس کہ آج مسلمانوں کے مولوی اور پیشوا کہلانے والے یوں کہیں کہ کمال وقوت میں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزوں سے بھی بڑھے ہوئے جادو اور تماشے جادوگر اور بھان متی بھی دِکھا سکتے ہیں۔

سنی مسلمان بھائیو! انصاف کرو یہ ہمارے اور تمہارے مالک وآقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی زبردست توہین وتنقیص ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کتاب: تقویت الایمان

مصنف: مولوی اسمٰعیل دھلوی

مطبوع: مطبع مجیدی کانپور

وہابیوں، دیوبندیوں کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ

''ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے''۔

(دیکھو وہابیوں دیوبندیوں کے مقتداو پیشوا اسمٰعیل دہلوی کی کتاب ''تقویت الایمان'' مطبوع مطبع مجیدی کانپور صفحہ ۱۳)

مسلمانوں کا ایمان ہے کہ ساری مخلوقات میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے سب سے بڑا اپنے نبیوں اور رسولوں کو بنایا علیہم الصلوٰۃ والسلام اور پھر ان سب نبیوں اور رسولوں میں اپنے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سب سے بڑا نبی ورسول بنایا۔

اب مولوی اسمٰعیل دہلوی کہتے ہیں کہ اللہ کی مخلوقات میں جو سب سے بڑے مخلوق ہیں یعنی سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہ بھی اللہ کے سامنے چمار سے زیادہ ذلیل ہیں۔ چمار کی جتنی عزّت اللہ کے سامنے ہے۔ سب سے بڑے مخلوق محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدا کے سامنے اتنی عزت بھی نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ تو فرماتا ہے کہ وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ۝ یعنی اور اللہ ہی کے لیے عزت ہے اور اس کے رسول کے لیے عزت ہے اور ایمان والوں کے لیے عزت ہے لیکن منافق لوگ نہیں جانتے۔ (سورۂ منافقین، آیت نمبر ۸) مگر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اس فرمانِ الٰہی کو جھٹلا کر اللہ کے ہر بڑے اور چھوٹے بندے کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتا رہے ہیں۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! انصاف سے کہو امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اس عبارت میں کلام الٰہی کو بھی جھٹلایا یا نہیں؟ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام پیارے اور معزز نبیوں اور اس کے سب محبوب و معظّم رسولوں کی بھی اہانت کی یا نہیں؟ اور امام الوہابیہ صاحب کے یہ دو کھلے ہوئے کفر ہوئے یا نہیں؟

کتاب: صراطِ مستقیم

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی

مطبوع: مطبع قیومی کانپور

یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی اپنی کتاب ''صراط مستقیم''، مطبوع مطبع قیومی کانپور صفحہ ۸۶ر۸۷ر پر لکھتے ہیں:

''بمقتضائے ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ از وسوسۂ زنا خیالِ مجامعتِ زوجۂ خود بہتر ست وصرفِ ہمت بسوئے شیخ و اَمثالِ آن از معظّمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتراز استغراق درصورتِ گاؤ وخرِ خوداست کہ خیالِ آں باتعظیم واجلال بسویداے دلِ انساں می چسپد بخلافِ خیالِ گاؤ وخرکہ نہ آں قدر چسپیدگی می بود ونہ تعظیم بلکہ مُہان ومُحقّر می بود وایں تعظیم واجلالِ غیرکہ درنماز ملحوظ ومقصود می شود بشرک می کشد۔

یعنی تاریکیاں تو بہت ہیں لیکن سب برابر نہیں بلکہ ایک اندھیری دوسری اندھیری سے بڑھ کر ہے اسی بنا پر نماز میں زنا کے خیال سے اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال بہتر ہے اوراپنے پیر یا کسی اور بزرگ کی طرف خواہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف خیال لے جانا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بدر جہا زیادہ بُرا ہے۔ کیوں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیال تعظیم وتوقیر کے ساتھ انسان کے دل کے اندر جم جائے گا اور گدھے بیل کا خیال اس کے خلاف ہے کہ نہ اس قدر دلچسپی ہوگی اور نہ تعظیم ہوگی بلکہ توہین وتحقیر کے ساتھ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یا اپنے پیر کی یہ تعظیم وتوقیر جو نماز میں ملحوظ ومقصود ہوگی شرک تک کھینچ لے جائے گی۔

آہ صد آہ! کہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی نے اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ نماز کے اندر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیال لانا اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کے خیال سے بلکہ رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کے تصور سے بلکہ اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بھی بدر جہا زیادہ بدتر ہے اور اس کی وجہ یہ گڑھی کہ اپنی بیوی کے ساتھ جماع کرنے کا خیال یا رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کا تصور یا بیل اور گدھے کا خیال جو نماز میں آئے گا وہ تعظیم وتوقیر کے ساتھ نہ ہوگا

بلکہ توہین وتحقیر کے ساتھ ہوگا لیکن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیال جو نماز میں آئے گا وہ تعظیم وتوقیر کے ساتھ ہوگا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ تعظیم وتوقیر جو نماز پڑھنے والا اپنے دل میں کرے گا یہ اس کو مشرک وکافر بنادے گی۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خیال مبارک کو جو نماز میں لایا جائے اس کو رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کے تصور سے اور بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بھی بدر جہا بدتر بتانا حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی گندی گھنونی توہین ہے اور جب مشرک ہوجانے کی علت یہی بتائی کہ نماز کے اندر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعظیم وتوقیر دل میں کیے جانے ہی سے نمازی فوراً مشرک وکافر ہوجاتا ہے تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیالِ مبارک بغیر اس کے کہ نمازی اس کا ارادہ کرے خود بخود ہی آجانا اور نمازی کا اس پیارے پیارے خیال مقدس کو خود قصد وارادہ کر کے اپنے دل میں لانا دونوں برابر ہیں، کیوں کہ دونوں صورتوں میں اگر اس خیال مبارک کی تعظیم وتوقیر کی جائے گی تو نماز میں اُس خیال مبارک کی تعظیم وتوقیر کرنے والا مشرک وکافر ہوجائے گا اور وہ خیال مبارک معاذ اللہ رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کے تصور سے اور بیل گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بدر جہا زیادہ بدتر ہوجائے گا اور ہر مسلمان جب نماز میں التحیات پڑھے گا تو اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ ضرور ہی پڑھے گا۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں۔ اے نبی حضور پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں۔ تو اس مبارک جملے کے پڑھتے وقت لامحالہ اس کے دل میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مبارک خیال آئے گا، نماز میں جب قرآن عظیم پڑھے گا تو قطعاً اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ یہ قرآن پاک اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمارے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی پر نازل فرمایا، جب نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کرے گا کہ میرا منھ کعبہ شریف کی طرف تو یقیناً اُس کے دل میں خیال آئے گا کہ یہ وہی کعبہ معظّمہ ہے جس میں مشرکوں نے تین سو ساٹھ بُت رکھ لیے تھے، یہ میرے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کا صدقہ ہے کہ کعبۂ مقدسہ بتوں سے پاک ہو کر اللہ تعالیٰ کی افضل ترین عبادت نماز کا قبلہ بن گیا، بلکہ بالکل ابتدا ہی میں جب نماز کی نیت کرے گا تو بلاشبہ اس کے دل میں یہ خیال آئے گا کہ یہ نماز کی بہترین نعمت ہمارے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی

اپنے رب جل جلالہٗ کے حضور سے شب معراج میں اپنے غلاموں کے واسطے لائے، غرض یہ ہے کہ نماز شروع سے آخر تک حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیارے پیارے خیال سے گھری ہوئی ہے اور نماز پڑھنے والا جب مسلمان ہے تو قطعاً یقیناً بیشک بلا شبہ اس کے دل میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مقدس ومبارک خیال تعظیم وتوقیر ہی کے ساتھ آئے گا اور عین نماز کے اندر اس کا دل جو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر کرے گا تو امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے فتوے سے اس کے دل کا حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تعظیم وتوقیر کرنا ہی معاذ اللہ اس کو مشرک بنا دے گا، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارک سے لے کر اب تک کے سب نمازی مسلمان جن کے دلوں میں برابر اپنے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیال مبارک عین نماز کے اندر تعظیم وتوقیر کے ساتھ آتا رہا اور اس وقت سے لے کر قیامت تک تمام ایماندار نماز پڑھنے والے جن کے دلوں میں اُنکے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیال مبارک تعظیم وتوقیر کے ساتھ عین نماز کے اندر آئے گا۔

ان سب کو امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی نے اس عبارت میں مشرک و کافر بنا ڈالا۔ اور ''شفا شریف'' میں حضرت امام قاضی عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

وَ كَذٰلِكَ نَقْطَعُ بِتَكْفِيْرِ كُلِّ قَائِلٍ قَالَ قَوْلاً يُتَوَصَّلُ بِهٖ اِلٰى تَضْلِيْلِ الْاُمَّةِ وَتَكْفِيْرِ جَمِيْعِ الصَّحَابَةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمْ ۔ یعنی اور اسی طرح ہم اُس کو بھی قطعی طور پر کافر کہتے ہیں جو ایسی بات کہے جس سے تمام اُمت کو گمراہ بتانے یا تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو کافر کہنے کی طرف راہ نکلے۔ (شفا شریف مطبوع دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر صفحہ ۲۴۷)

پیارے سنّی مسلمان بھائیو! اپنے پیارے آقا اپنے پیارے مولیٰ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پیاری عزّت سچی عظمت مقدس وجاہت کے حضور اپنے سروں کو جھکا کر اپنے مالک اپنے داتا سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سچی محبت سچی الفت اپنے دلوں میں جما کر سوچو اور غور کرو کہ نماز کے اندر حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے خیال مبارک کی دل میں تعظیم وتوقیر کرنے کو رنڈی کے ساتھ زنا کرنے کے تصور سے اور اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں قصداً ڈوب جانے سے بھی بدر جہاز یادہ بدتر بتانے والا کیا مسلمان رہ سکتا ہے۔ وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

پیارے سُنّی مسلمان بھائیو! ایک ضروری بات اور بھی سنادوں۔ آپ حضرات بخوبی جانتے ہیں کہ ہندو اپنے آپ کو ہندو، پارسی اپنے آپ کو پارسی، عیسائی اپنے آپ کو عیسائی، یہودی اپنے آپ کو یہودی، شیعہ اپنے آپ کو شیعہ کہتے ہیں۔ ہندو کو ہندو، پارسی کو پارسی، عیسائی کو عیسائی، یہودی کو یہودی، شیعہ کو شیعہ کہنے سے کوئی ہندو، کوئی پارسی، کوئی عیسائی، کوئی یہودی، کوئی شیعہ ہرگز نہیں چڑھتا۔ لیکن دیوبندی وہابی صاحبان اپنے آپ کو وہابی نہیں کہتے بلکہ جو شخص کسی ناواقف کو بتائے کہ یہ دیوبندی صاحبان وہابی ہیں تو ناراض ہوجاتے ہیں اور اپنے آپ کو سُنّی حنفی چشتی نقشبندی مجددی صابری بتاتے ہیں حالانکہ یہ دیوبندی لوگ قطعاً یقیناً عقیدے کی رُو سے وہابی ہیں۔ اِن کا اپنے آپ کو سُنّی حنفی چشتی صابری نقشبندی مجددی بتانا اپنے وہابی ہونے سے انکار کرنا، اپنے آپ کو وہابی کہے جانے سے چڑھنا محض فریب وتقیہ ہے کیونکہ اگر کوئی پیر یا مولوی اپنے آپ کو کُھلّم کُھلّا وہابی کہتا ہوا سُنّی مسلمانوں کی کسی بستی میں پہنچ جائے تو کسی گاؤں کا جاہل سا جاہل سُنّی مسلمان بھی ہرگز نہ اُس کا مرید بنے گا نہ اُس کا وعظ سُنے گا بلکہ اپنی بستی میں کسی وہابی پیر یا وہابی مولوی کا ٹھہرنا بھی ہرگز گوارا نہ کرے گا۔ اِسی لئے یہ دیوبندی صاحبان اپنے آپ کو ہرگز وہابی نہیں کہتے بلکہ سُنّی حنفی ہونے کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہیں تاکہ بے پڑھے جاہل، سیدھے سادے، بھولے بالے سُنّی مسلمانوں کو آہستہ آہستہ وہابی بنایا جاسکے حتّٰی کہ مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی جن سے بڑھ کر وہابیت کا مُبلّغ شاید کوئی اور نہ ہوگا۔ لیکن وہ بھی اہل سنت و جماعت ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو امام اہل سنت بھی لکھواتے، چھپواتے، کہلواتے ہیں حالانکہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے ''فتاویٰ رشیدیہ'' حصّہ اوّل صفحہ ۱۱۹/ پر لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اُن کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب اُن کا حنبلی تھا البتہ اُن کے مزاج میں شدت تھی مگر وہ اور اُن کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ہیں اُن میں فساد آگیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں اعمال میں فرق حنفی شافعی مالکی حنبلی کا ہے۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔''

اس عبارت میں مولوی گنگوہی صاحب نے صاف صاف کہہ دیا کہ وہابیوں کے عقائد اچھے اور عمدہ ہیں باوجوداس کے کہ ان کے مزاج میں سختی تھی پھر بھی وہابی لوگ اچھے ہیں اگر چہ جو وہابی حد سے بڑھ گئے ہیں اُن میں خرابی آگئی ہے، لیکن عقیدوں میں وہابی اور دیوبندی دونوں متحد، دونوں ایک ہیں دیوبندی اور وہابی دونوں میں صرف اعمال ہی کا فرق ہے دیوبندیوں اور وہابیوں کے عقیدوں میں کچھ فرق نہیں۔

مولوی گنگوہی صاحب نے اس عبارت میں عقیدۃً اپنا وہابی ہونا اور تمام عقائد میں وہابیوں کے ساتھ بالکل متحد ہونا کھلم کھلا بیان فرمادیا تو اسی عبارت سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری و مولوی منظور سنبھلی و مولوی حبیب الرحمٰن مئوی وغیرہم تمام وہ دیوبندی علما و جہلا جو عقائد میں مولوی گنگوہی صاحب کے ساتھ متحد ہیں وہ سارے کے سارے دیوبندیہ بھی عقائد میں وہابیوں کے ساتھ متحد اور سب کے سب عقیدۃً وہابی ہیں، خود مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری جن کو مولوی اشرفعلی تھانوی نے لاہور کے تاریخی مناظرے میں اپنی کفری عبارت حفظ الایمان کی تفہیم کے لیے اپنا وکیل بنا کر بھیجا تھا اور انہیں کے ساتھ مولوی منظور سنبھلی و مولوی اسمٰعیل سنبھلی و مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر دیوبند کو بھی وکیل مناظرہ نہیں بلکہ محض وکیل تفہیم بنادیا تھا اور اس بنا پر کہ مولوی اشرفعلی تھانوی کو نہ تو خود میدان مناظرہ میں آنے کی ہمت ہوسکی نہ کسی کو کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر مناظرے کے لیے وکیل مطلق بنا کر بھیجنے کی ان کو جرأت ہوسکی۔ بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی المولیٰ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میرے مقابلہ میں جملہ اکابر واصاغر دیوبندیہ کو فضیحت انگیز شکست مبین اور رسواکن ہزیمت مہین حاصل ہوچکی ہے۔

کتاب: بَرَاءَۃُ الْاَبْرَارِ عَنْ مَکَائِدِ الْاَشْرَار

وہی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری اپنے فتوے میں جو عبدالرؤف ٹیچر جگنپوری کی چھپوائی ہوئی کتاب ''براءۃ الابرار عن مکائدالاشرار'' کے صفحہ ۳۰۰ر سے ۳۱۰ تک گیارہ صفحوں پر شائع ہوا ہے۔

صفحہ ۳۰۱ر پر لکھتے ہیں کہ:

''وہابی دراصل وہ لوگ ہیں جو اپنے آپ کو محمد بن عبدالوہاب نجدی کی جانب منسوب کرتے ہیں جو تیرہویں صدی کی ابتدا میں نجد (عرب) سے ظاہر ہوا تھا جو اہل سنت والجماعت کا سخت دشمن تھا جس

نے اہل سنت بلکہ اہل حرمین تک کا قتل وقتال کیا اور سخت سے سخت انہیں ایذائیں پہنچائیں جو عقائد باطلہ فاسدہ کا علمبردار تھا''

کتاب ''برأۃ الابرار'' میرے ہاتھوں میں موجود ہے جس کسی سنی مسلمان کا جی چاہے کتاب اپنے ہاتھوں میں لے کر اپنی آنکھوں سے خود یہ عبارت دیکھے، اپنی زبان سے خود پڑھے اب یہ انصاف آپ حضرات کے ہاتھ میں ہے کہ مقتدا مولوی گنگوہی تو وہابیوں کے عقائد کو عمدہ اور وہابیوں کو اچھا بتا رہے ہیں اور مولوی گنگوہی کے مقتدی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری وہابیوں کی بُرائیاں اور مذمتیں بیان فرمارہے ہیں، وہابیوں کے عقائد کو باطل اور فاسد ٹھہرا رہے ہیں تو ان دونوں میں سے کون سچا ہے اور کون جھوٹا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ گنگوہی مقتدا نے تو اپنا عندیہ اور مافی الضمیر صاف صاف ظاہر فرما دیا لیکن ان کے شاہجہانپوری مقتدی صاحب نے وہابیوں کے ساتھ اپنی نیازمندی وعقیدت کیشی کو سنی مسلمانوں کے ڈر سے تقیے کے پردے میں چھپا دیا۔

پھر یہ انصاف بھی آپ ہی حضرات فرمائیں کہ مولوی گنگوہی صاحب کے فتویٰ سے تمام دیوبندیوں کا عقیدۃً وہابی ہونا اور جملہ عقائد میں وہابیوں کے ساتھ بالکل متحد ہونا ثابت وباہر ہوا، اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری کے فتوے سے وہابیوں کے عقائد کا باطل وفاسد ہونا واضح وظاہر ہوا تو دونوں عبارتوں کے ملانے سے خود دیوبندیوں کے عقائد کا بھی باطل وفاسد ہونا ثابت ہوا یا نہیں۔

کیا لطف جو غیر پردہ کھولے ☆ جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

اسی فتوے میں مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے وہابیوں کے سات مخصوص عقیدے لکھے ہیں:

(۱) اپنے فرقے کے سوا تمام اہل اسلام کو کافر سمجھتا تھا۔ (صفحہ ۳۰۱)

(۲) حیاۃ الدنیا بعد وصالِ حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روحی وقلبی فداہ کا انکار۔ (صفحہ ۳۰۲)

(۳) زیارتِ افضل البقاع گنبدِ خضراء نفس زیارت قبر شریف کے واسطے سفر کرنا۔

(۴) امید شفاعت وغیرہا کو بدعت وحرام ومحظور وممنوع قرار دیتا تھا۔ (صفحہ ۳۰۲)

(۵) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی، اپنے کو عیاذاً باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ سمجھنا۔ (صفحہ ۳۰۲)

(۶) تقلید شخصی کو شرک جانتا تھا۔ (صفحہ ۳۰۳)

(۷) بیعت صوفیائے کرام ان کے اشغال واذکار وغیرہ کو حرام و بدعت و محظور وغیرہ سمجھنا۔ (صفحہ ۳۰۳)

کتاب: فتاویٰ رشیدیہ حصہ اوّل

مصنف: مولوی رشید احمد گنگوہی

اب سنئے! دیوبندیوں ہی کے وہی مولوی رشید احمد گنگوہی ''فتاویٰ رشیدیہ'' حصہ اوّل کے صفحہ ۲۱ / پر لکھتے ہیں:

''کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور ردِ شرک و بدعت میں لاجواب ہے استدلال اُس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اُس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے''

''عین اسلام'' اُس چیز کو کہتے ہیں کہ اگر وہ چیز موجود ہے تو اسلام بھی موجود ہے۔ اور اگر وہ چیز موجود نہیں تو اسلام بھی موجود نہیں۔ یعنی درحقیقت اُسی چیز کا نام اسلام ہو اُس کے سوا کسی اور چیز کا نام اسلام نہ ہو۔ مسلمانانِ اہل سنت کے دین و مذہب میں قرآنِ پاک پر تمام و کمال ایمان لانا تو ضرور عینِ اسلام ہے کہ جو شخص پورے قرآنِ عظیم پر کامل ایمان رکھتا ہے اُس کے پاس عینِ اسلام ہے یعنی وہ مومن مسلمان ہے۔ اور جو شخص قرآنِ حکیم کے کسی ایک ارشاد کا بھی منکر ہے وہ عینِ اسلام سے محروم ہے یعنی وہ مسلمان نہیں، کافر ہے۔ مگر قرآنِ عظیم کا اپنے پاس رکھنا برکت و سعادت تو ضرور ہے لیکن عینِ اسلام نہیں۔ اسی طرح قرآنِ پاک کے فرامین و احکام پر عمل کرنا لازم و ضروری تو ہے لیکن عینِ اسلام ہرگز نہیں۔ قرآنِ عظیم کو پڑھنا ضرور افضل و اعلیٰ عبادتوں میں سے ہے لیکن عینِ اسلام ہرگز نہیں۔ یعنی جو مسلمان قرآنِ عظیم کی تلاوت نہ کرے وہ اعلیٰ درجے کی ایک عبادت سے ضرور محروم ہے لیکن عینِ اسلام سے ہرگز محروم نہیں بلکہ بلاشک و شبہہ مسلمان ہے۔ جو مسلمان اپنے گھروں میں قرآنِ پاک نہیں رکھتا اُس کا گھر اللہ عزوجل کی ایک نعمتِ جلیلہ سے ضرور خالی ہے مگر وہ عینِ اسلام سے ہرگز محروم نہیں بلکہ یقیناً مسلمان ہے۔ یونہی جو مسلمان قرآنِ پاک پر مکمل ایمان تو رکھتا ہے لیکن احکامِ قرآنیہ پر عمل نہیں کرتا وہ حسبِ مراتب بے عملی گناہگار فاسق فاجر ضرور ہے لیکن عین اسلام سے وہ بھی ہرگز محروم نہیں بلکہ قطعاً مسلمان ہے۔ مگر مولوی گنگوہی صاحب نے ''تقویۃ الایمان'' کے رکھنے، اُس کے

پڑھنے، اُس پر عمل کرنے کو بھی عین اسلام بتادیا۔ تو جو شخص ''تقویۃ الایمان'' نہ رکھے یا نہ پڑھے یا اس پر عمل نہ کرے تو مولوی گنگوہی کے اس فتوے کی بنا پر وہ عین اسلام ہی سے محروم ہے یعنی کافر و بے ایمان ہے۔ خلاصہ یہ ہوا کہ دیوبندیوں میں تقویۃ الایمان کا مرتبہ معاذ اللہ قرآن عظیم سے بھی بدرجہا زیادہ بڑھا ہوا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! للہ انصاف! کیا ایسے عقیدوں کو معاذ اللہ ایک سکنڈ کے کروروں حصے کے لیے بھی اسلامی عقیدے کہہ سکتے ہو؟ مولوی گنگوہی کے اس فتوے سے تو جو وہابی دیوبندی اپنے پاس تقویۃ الایمان نہ رکھتا ہو وہ بھی کافر، مولوی گنگوہی کے اس فتوے کی بنا پر جو وہابی دیوبندی تقویۃ الایمان نہ پڑھتا ہو وہ بھی کافر، مولوی گنگوہی کے اس جزلی حکم کی بنا پر جو وہابی دیوبندی تقویۃ الایمان کے کسی ایک ہی حکم پر عمل کرنے سے محروم ہو وہ بھی کافر۔ وَ لاَ حَوْلَ وَ لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔

عجب مضحکہ انگیز فتویٰ ہے جس کی بنا پر ہر وہابی دیوبندی کو اس کے حکم کے مطابق مسلمان رہنے کے لیے ہر گھڑی ہر آن ہر جگہ تقویۃ الایمان کا اپنے ساتھ رکھنا، ہر آن ہر جگہ تقویۃ الایمان پڑھتے رہنا، ہر جگہ ہر وقت تقویۃ الایمان پر عمل کرتے رہنا لازم و ضروری ہو گیا کہ جو وہابی دیوبندی سوتے جاگتے، چلتے پھرتے، اُٹھتے بیٹھتے، کھاتے پیتے، اپنے اہل وعیال کے حقوق ادا کرتے، قضائے حاجت سے فارغ ہوتے وقت کسی طرح، کسی جگہ، کسی ایک آن کے لیے بھی تقویۃ الایمان کو اپنے پاس رکھنے یا اس کو پڑھنے یا اس پر عمل کرنے سے قاصر رہا تو مولوی گنگوہی صاحب کے اس فتوے کی بنا پر فوراً وہ عین اسلام سے محروم ہو کر کافر و بے ایمان ہو گیا، کیا کوئی بڑے سے بڑا چھوٹے سے چھوٹا وہابی دیوبندی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ وہ مولوی گنگوہی کے اس فتوے کی بنا پر کسی وقت بھی عین اسلام سے محروم ہو کر کافر و بے ایمان نہیں ہو جاتا ہے یہی کہ ان دیوبندی مولویوں نے دین اسلام و مذہب اہل سنت کو لہو و لعب بنا لیا ہے۔

کتاب: تقویۃ الایمان
مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی

بہر حال وہابیہ دیوبندیہ کے سب سے بڑے مولوی اسمٰعیل دہلوی اپنی اسی ''تقویۃ الایمان'' میں جو

دیوبندی وہابیوں کا عین اسلام ہے صفحہ ۷؍ پر لکھتے ہیں:

''پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی اپنے بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کا مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت نہیں کرتے تھے مگر یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا یہی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ کا بندہ و مخلوق ہی سمجھے سو ابو جہل اور وہ شرک میں برابر ہے''۔

پھر پانچ سطر بعد لکھتے ہیں:

''اس بات میں اولیاء اور انبیاء میں اور جن و شیطان میں اور بھوت و پری میں کچھ فرق نہیں یعنی جس سے کوئی یہ معاملہ کرے گا وہ مشرک ہو جاوے گا خواہ انبیاء و اولیاء سے، خواہ پیروں و شہیدوں سے، خواہ بھوت و پری سے''۔

یہ تو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی کا اللہ عزوجل کے محبوبوں کے ساتھ ادب ہے کہ جابجا جنوں، شیطانوں، بھوتوں، پریوں کے ساتھ انبیاء و اولیاء کو پیروں اور شہیدوں کو ملاتا جاتا ہے۔ اسی امام الوہابیہ سے یہی اندازِ گفتگو سیکھ کر اگر کوئی شخص یوں کہتا پھرے کہ اللہ کا بندہ و مخلوق ہونے کے لحاظ سے تھانوی اور سور میں، گنگوہی اور کتّے میں، نانوتوی اور گدھے میں کاکوروی اور الّو میں انبیٹھی اور بیل میں کچھ فرق نہیں جو کوئی ہے اللہ کا بندہ و مخلوق ہے، خواہ تھانوی، گنگوہی، نانوتوی، کاکوروی انبیٹھی ہوں، خواہ سور، کتّے، گدھے، الّو، بیل ہوں۔ تو کیا ایسا کہنا ان دیوبندی وہابیوں کے نزدیک تھانوی، گنگوہی، نانوتوی، کاکوروی، انبیٹھی کی شان میں توہین و گستاخی نہ ہوگا۔ آہ آہ صد ہزار آہ! ان وہابیوں دیوبندیوں کو کیا ہو گیا ہے کہ جس طرز کے کلام کو اپنے مولویوں کے لیے توہین و گستاخی ٹھہراتے ہیں اسی طرح کے کلام کو حضور آقائے دوعالم مالک کونین شہنشاہِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شانِ ارفع و اعلیٰ میں جائز و درست بتاتے ہیں۔ والعیاذ باللہ سبحٰنہٗ وتعالیٰ۔

آپ حضرات کو اتنی بات اور بتا دوں کہ عربی میں ''شفاعت'' اور فارسی میں ''سفارش'' دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ یوں ہی جس کو عربی میں ''شفیع'' کہتے ہیں اُسی کو فارسی میں ''سفارشی'' کہتے ہیں۔ شفاعت اور سفارش میں یا شفیع اور سفارشی میں عربی اور فارسی کے سوا ہرگز کچھ اور فرق نہیں۔ چنانچہ اسی ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۶؍ پر ''شُفَعَاؤُنَا'' کا ترجمہ ''ہمارے سفارشی'' اور صفحہ ۲۶؍ پر

''اَلشَّفَاعَۃُ'' کا ترجمہ ''سفارش'' کیا ہے بلکہ صفحہ ۷۲/ پر صاف لکھ دیا کہ:

''شفاعت کہتے ہیں سفارش کو''۔

اب ملاحظہ فرمائیے اس عبارت صفحہ ۷/ میں صاف صاف کہہ دیا کہ جو شخص کسی ولی یا نبی کو، کسی پیر یا شہید کو پکارے وہ ابوجہل کے برابر مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کو، کسی پیر یا شہید کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ ابوجہل کے برابر مشرک ہے، جو شخص کسی ولی یا نبی کی، کسی پیر یا شہید کی نذر و نیاز کرے، وہ ابوجہل کے برابر مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کو، کسی پیر یا شہید کو شفاعت کرنے والا مانے وہ ابوجہل کے برابر مشرک۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ ابوجہل اس امت کا فرعون اور بدترین کافر و مشرک اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اشد ترین دشمن تھا اور یہ بھی ہر مسلمان مانتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا حبیب جمیل اور وجیہ و جلیل بنایا اور گنہگارانِ امت کا شفاعت وسفارش کا دنیا ہی میں اذن عطا فرمایا۔

حضور اقدس سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس سے لے کر اب تک جس قدر سنی مسلمان ۱۳۶۵/ برس کے اندر ہوتے چلے آئے اور جس قدر سنّی مسلمان دنیا بھر میں اس وقت ہیں ان سب کا اس عقیدۂ حقہ مبارکہ پر بھی ایمان تھا اور ہے کہ حضور اقدس اَوْجَہُ الشُّفَعَاء اَحَبُّ الشَّافِعِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اپنے رب کریم جل جلالہٗ کے فضل وکرم سے شافع روز جزا و شفیع محشر ہیں اور قیامت تک جس قدر سنّی مسلمان پیدا ہوں گے ان سب کا بھی اس عقیدۂ حمیدہ پر اعتقاد و ایمان ہوگا کیونکہ عقیدۂ شفاعت مسلمانانِ اہل سنت کے عقائد ضروریہ مذہبیہ میں سے ہے۔ شفاعت اور سفارش کے معنیٰ یہ ہیں کہ کوئی شخص کسی کے لیے اپنے سے بڑے مرتبے والی ہستی سے گناہوں کی بخشش یا کسی منصب و نعمت کی داد و دہش طلب کرے۔ حضرات محبوبانِ خدا علیٰ سیدہم وعلیٰ آلہٖ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام والثنا کا اللہ عزوجل کی حضرت عزت میں گناہگاروں کے لیے باذنہٖ تعالیٰ شافع و مشفع ہونا خود اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے قرآن عظیم میں جا بجا ارشاد فرمایا ہے۔ اللہ جل جلالہٗ فرماتا ہے: لَا یَمْلِكُوْنَ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ۝ یعنی لوگ شفاعت کے مالک نہیں مگر وہی جنہوں نے رحمٰن کے پاس قرار کر رکھا ہے۔ (سورۂ مریم شریف، آیت نمبر ۸۷) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَلَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ

يَعْلَمُوْنَ ○ یعنی اور جن کو یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مالک نہیں ہاں شفاعت کے مالک وہی ہیں جنھوں نے حق کی گواہی دی اور وہ علم رکھتے ہیں۔ (سورۂ زخرف شریف، آیت نمبر ۸۶) اور فرماتا ہے اللہ عز وجل: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآؤُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ○ یعنی اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں پھر اللہ سے بخشش چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے، تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں گے۔ (سورۂ نساء شریف، آیت نمبر ٦٤) اور اللہ جل وعلا فرماتا ہے: وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مُتَقَلَّبَكُمْ وَ مَثْوٰكُمْ ○ یعنی اور اے محبوب! اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو اور اللہ جانتا ہے دن کو تمہارا پھرنا اور رات کو تمہارا آرام کرنا۔ (سورۂ محمد شریف، آیت نمبر ۱۹)

اِن آیاتِ قرآنیہ مبارکہ نے عقیدۂ شفاعت صاف طور پر واضح و روشن فرما دیا کہ دنیا ہی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ایمان والے گنہگار مردوں عورتوں کی شفاعت کا اذن وحکم دے دیا بلکہ دنیا میں بھی توبہ قبول ہونے گناہوں کے بخشے جانے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ جو مسلمان اپنی جانوں پر ظلم کریں وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب جمیل محبوب جلیل صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے حضور حاضر ہوں۔ اگر دربار محبوب میں یہ حاضری حساً وجسماً نصیب نہ ہو تو حضور علمی و قلبی ہی سہی کہ ایمان والا اپنے آقا ومولیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی طرف اپنے قلب سے متوجہ ہو کر یہ یقین کر لے کہ میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیش نظر انور ہوں اور حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام اپنے رب کریم جل جلالہٗ کی عطا فرمائی ہوئی طاقت وسماعت وبصارت سے مجھے دیکھ رہے ہیں، میری باتوں کو سُن رہے ہیں، میرے قلب کے خطرات وعزائم ونیات اور میرے جملہ حالات پر مطلع ہیں۔ پھر اس حاضری دربار محبوب سے مشرف ہونے کے بعد اللہ عز وجل سے اپنے گناہوں کی معافی مانگیں پھر اللہ کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی اپنے چاہنے والے اپنی ناز برداری فرمانے والے رب جل جلالہٗ سے عرض کرے کہ تیرے یہ گنہگار بندے تیرے محبوب کے دامن رحمت کی پناہ میں آ گئے ہیں، اب تو ان کے گناہوں کو معاف فرما دے، اللہ عز وجل نے اپنے محبوب بندوں کو اپنے فضل و کرم سے اپنے گنہگار بندوں کی شفاعت کا مالک بنا دیا ہے، انہوں نے اپنے بے انتہا رحمت والے رب

عزوجل کے فضل وکرم سے ایمان والے گنہگاروں کی شفاعت کا قول وقرار کررکھا ہے۔

ظاہر ہے کہ بحکم شریعت مطہرہ حقیقتاً مسلمان تو صرف وہی ہے جو قرآن عظیم کے تمام ارشاداتِ مبارکہ پر تمام وکمال ایمان رکھے اور قرآن عظیم ہی کے یہ ارشاداتِ کریمہ بھی ہیں جو اللہ عزوجل کے محبوبوں کا شافعِ مُذنباں شفیعِ مجرماں ہونا صاف صاف فرمارہے ہیں تو وہابیوں، دیوبندیوں کے عین اسلام "تقویۃ الایمان" کی اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانۂ مبارک سے اب تک ۱۳۶۵ر برس کے تمام مسلمانانِ اہل سنت کو جو ارشاداتِ قرآنیہ کے مطابق عقیدۂ شفاعت پر ایمان رکھتے چلے آئے اور اب سے قیامت تک پیدا ہونے والے مہاسنکھ ہوں مہاسنکھ سنی مسلمانوں کو جو فرمانِ قرآنی کے مطابق اس عقیدۂ شفاعت پر ایمان رکھیں گے ان سب اوّلین وآخرین سابقین ولاحقین کو معمولی اور ہلکے درجے کا مشرک وکافر نہیں بلکہ ابوجہل کے برابر کافر ومشرک بنادیا اور وہابیوں، نجدیوں کا پہلا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے بتایا کہ "اپنے فرقے کے سوا تمام اہل اسلام کو کافر سمجھنا" تمام وہابیوں، دیوبندیوں کا بھی قطعی عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام "تقویۃ الایمان" کی اسی عبارت نے حضور اقدس سید الشافعین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے یا کسی اور نبی یا ولی کسی اور پیر یا شہید سے شفاعت کی امید رکھنے کو صرف بدعت وحرام ومحظور وممنوع ہی نہیں بلکہ ابوجہلی کفر وشرک قرار دے دیا، تو وہابیوں، نجدیوں کا چوتھا عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے بتایا کہ "امید شفاعت کو بدعت وحرام ومحظور وممنوع قرار دینا" تمام وہابیوں دیوبندیوں کا بھی یقینی عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا۔

کتاب: تقویۃ الایمان

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی

پھر وہابیوں، دیوبندیوں کے اسی عینِ اسلام "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۱۰ر پر امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں:

"کوئی کسی پیر وپیغمبر کو یا بھوت وپری کو یا کسی سچی قبر کو یا جھوٹی قبر کو یا کسی کے تھان کو یا کسی کے چلّے کو یا کسی کے مکان کو یا کسی کے تبرک کو یا نشان کو یا تابوت کو سجدہ کرے یا رُکوع کرے یا اس کے نام کا

روزہ رکھے یا ہاتھ باندھ کر کھڑا ہووے یا جانور چڑھاوے یا ایسے مکانوں میں دور دور سے قصد کر کے جاوے یا وہاں روشنی کرے غلاف ڈالے، چادر چڑھاوے یا ان کے نام کی چھڑی کھڑی کرے، رُخصت ہوتے وقت اُلٹے پاؤں چلے، اُن کی قبر کو بوسہ دیوے، مورچھل جھلے، اس پر شامیانہ کھڑا کرے، چوکھٹ کو بوسہ دیوے، ہاتھ باندھ کر التجا کرے، مراد مانگے، مجاور بن کر بیٹھ رہے، وہاں کے گرد و پیش کے جنگل کا ادب کرے اور ایسی قسم کی باتیں کرے تو اُس پر شرک ثابت ہوتا ہے، اُس کو اشراک فی العبادۃ کہتے ہیں، یعنی اللہ کی سی تعظیم کسی کی کرنی پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ آپ ہی اس تعظیم کے لائق ہیں یا یوں سمجھے کہ اُن کی اس طرح کی تعظیم کرنے سے اللہ خوش ہوتا ہے اور اس تعظیم کی برکت سے اللہ مشکلیں کھول دیتا ہے، ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے''۔

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۹/ و ۱۰/ پر:

''ایسی قسم کی باتوں میں اس کے نام پر مال خرچ کرنا، ایسی صورت بنا کر چلنا کہ ہر کوئی جان لیوے کہ یہ اس گھر کی زیارت کو جاتے ہیں، راستے میں اُس کا نام پکارنا نامعقول باتیں کرنے سے اور شکار سے بچنا، طواف کرنا، اس کی طرف جانور لے جانا، منتیں ماننا، اس کی دیوار سے اپنا منہ اور چھاتی ملنا، فرش بچھانا، وضو یا غسل کا سامان لوگوں کے لیے درست کرنا، اس کے کوئیں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پینا، بدن پر ڈالنا، آپس میں بانٹنا، غائبوں کے واسطے لے جانا، وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، گھاس نہ اُکھاڑنا، مویشی نہ چُگانا بھی گنا دیا ہے۔

امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی نے وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۷/ پر شرک کے معنیٰ بھی بتادیئے کہ:

''شرک کے معنیٰ یہ ہیں کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے واسطے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمے نشان بندگی ٹھہرائی ہیں وہ چیزیں کسی اور کے واسطے کرنی''

پہلے تو یہی ملاحظہ فرمایئے کہ اس عبارتِ صفحہ ۱۰/ میں بھی پیر و پیغمبر کو بھوت اور پری کے ساتھ ملایا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بہر حال مولوی اسمٰعیل دہلوی نے ان عبارتوں میں صاف صاف بتادیا کہ جو شخص کسی پیر یا پیغمبر یعنی

کسی ولی یا نبی کوثواب پہنچانے کے لیے اُن کے نام پر اللہ تعالیٰ ہی کو راضی کرنے کے واسطے کسی نیک کام میں مال خرچ کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کوثواب پہنچانے کے لیے ان کے نام کا روزہ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کے لیے اور اللہ کو خوش کرنے کے واسطے رکھے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر کو دُور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مکانوں کو دور سے سفر کر کے جائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر یا اُن کے مکان کو جاتے ہوئے راستے میں اُن کا نام پکارے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر یا مکان کو جاتے ہوئے راستے میں نامعقول باتوں سے بچے یعنی نامعقول باتیں نہ کرے وہ مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کی قبر یا مکان کو جاتے ہوئے راستے میں شکار نہ کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر یا مکان کو جاتے ہوئے ساتھ میں جانور لے جائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کو ثواب پہنچانے کی منت مانے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان کی دیوار سے اپنا مُنھ ملے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان کی دیوار سے اپنی چھاتی ملے وہ مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کے مزار پر یا مکان میں لوگوں کے بیٹھنے کے لیے فرش بچھائے وہ مشرک، جو شخص کسی نبی یا ولی کے مزار پر یا مکان میں جانے والوں کے نماز پڑھنے کے لیے وضو کا سامان کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان کی زیارت کے لیے آنے والوں کے نماز پڑھنے کے لیے غسل کا سامان کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے کنویں کے پانی کو تبرک سمجھ کر پیئے وہ مشرک، جو اس پانی کو تبرک سمجھ کر اپنے بدن پر ڈالے وہ مشرک، جو اس پانی کو تبرک سمجھ کر لوگوں کو بانٹے وہ مشرک، جو اس پانی کو تبرک سمجھ کر ان لوگوں کے لیے جو وہاں حاضر نہیں ہیں، لے جائے وہ مشرک، جو کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان پر پہنچ کر وہاں کے درخت نہ کاٹے وہ مشرک، جو کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان پر پہنچ کر وہاں کی گھاس نہ اُکھاڑے وہ مشرک، جو کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان پر پہنچ کر وہاں چار پائے جانور نہ چرائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کو ثواب پہنچانے کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی خوشی حاصل کرنے کے واسطے اللہ ہی کے نام پر جانور ذبح کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان میں تعظیم کے لیے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو وہ مشرک، جو کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان پر روشنی کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار پر غلاف ڈالے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر پر شامیانہ لگائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار یا مکان کی چوکھٹ کو بوسہ دے وہ مشرک،

جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار پر ہاتھ باندھ کر ان سے کچھ التجا کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے مزار پر اُن کا وسیلہ پیش کر کے اللہ تعالیٰ سے اپنی مراد مانگے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر پر چادر چڑھائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے نام کی چھڑی کھڑی کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر سے رُخصت ہوتے وقت ادب کے لیے اُلٹے پاؤں چلے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر کو بوسہ دے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر پر مورچھل جھلے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کی قبر کا مجاور بن کر وہیں قیام کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کو یا کسی ولی یا نبی کی قبر کو انہیں اللہ تعالیٰ کا پیارا بندہ سمجھ کر ان کی تعظیم کے لئے سجدہ کرے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے آگے یا کسی ولی یا نبی کی قبر کے آگے اُن کو اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کا محبوب بندہ سمجھ کر ان کی تعظیم کے لیے جھک جائے وہ مشرک، جو شخص کسی ولی یا نبی کے گرد یا کسی ولی یا نبی کی قبر کے گرد اُن کو اللہ عزوجل ہی کا بندہ اور اسی کا پیارا سمجھ کر اُن کی تعظیم کے لیے طواف کرے وہ مشرک۔

یہ تو آپ حضرات نے وہابیوں، دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے شرکی فتوے سُن لیے لیکن ہم مسلمانانِ اہل سنت کے نزدیک جو شخص کسی ولی یا نبی کو اپنا خدا یا معبود سمجھ کر معاذ اللہ اس کو یا اس کی قبر کو سجدہ یا رکوع یا اس کا طواف کرے وہ تو بے شک کافر و مشرک ہے لیکن جو شخص اللہ عزوجل ہی کو اپنا اور سارے جہان کا خدا اور معبود وحدہٗ لاشریک لہٗ مانتا ہو، ہر ولی اور ہر نبی اور ہر فرشتے کو اسی اللہ تعالیٰ ہی کا مملوک و مخلوق و بندہ جانتا ہو، پھر بھی کسی ولی یا نبی کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیارا بندہ مانتے ہوئے محض اس کی تعظیم کے لیے اس کو یا اس کی قبر کو سجدہ یا رکوع یا اس کے گرد طواف کرے وہ گنہگار مرتکب حرام تو ضرور ہے مگر کافر مشرک ہرگز نہیں کیوں کہ شرک کسی شریعت میں کبھی جائز نہیں ہوسکتا اور اللہ عزوجل کے معظم و محبوب بندوں کو تعظیمی سجدہ کرنا حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام و حضرت سیدنا یعقوب و حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہما الصلوٰۃ والسلام کی شریعتوں میں جائز تھا جسے ہمارے مالک و مولیٰ سرور و آقا سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت مطہرہ نے ہمارے لیے منسوخ فرما کر حرام فرما دیا۔

البتہ اگر کوئی مسلمان کسی ولی یا نبی کی قبر اقدس کا صرف اس نیت سے طواف کرے کہ اس مزار مبارک سے اس کو فیوض وانوار و برکات حاصل ہوں، اُس طواف سے اس کو اس قبر کی تعظیم قطعاً مقصود نہ

ہوتو اس کو طوافِ استفاضہ کہتے ہیں۔ تو مسلمانانِ اہل سنت کے دین و مذہب میں معاذ اللہ کسی ولی یا نبی کو یا ان کی قبر کو سجدۂ عبادت یا رکوعِ عبادت یا طوافِ عبادت کرنے والا قطعاً یقیناً کافر و مشرک ہے اور سجدۂ تعظیم رکوعِ تعظیم یا طوافِ تعظیم یا سجدۂ استفاضہ یا رکوعِ استفاضہ کرنے والا عاصی و عاصم اور گنہ گار اور حرام کا مرتکب ہے۔ ''استفاضہ'' کے معنیٰ ہیں فیض حاصل کرنا۔ ہم سنی مسلمانوں کی مبارک شریعت مطہرۂ محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہ الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ میں کسی ولی یا نبی کے گرد یا ان کے مزار پُر انوار کے گرد صرف یہی طوافِ استفاضہ جائز ہے۔

ہمارے پیارے سنّی مسلمان بھائی دیر سے بار بار مشرک مشرک سنتے سنتے گھبرا گئے ہوں گے لیکن میں کیا کروں مجبور ہوں تقویۃ الایمان کی ان عباراتِ صفحہ ۹/ و ۱۰/ نے ایک ہی سانس میں سارے جہان کے مسلمانوں کو مشرک بنا ڈالا ہے۔

جب ان عبارات کی تفصیل آپ حضرات کو سنائی جائے گی تو مجبوراً اتنی ہی بار لفظ مشرک بولنا پڑے گا جتنی باتوں کو ان عبارتوں میں شرک بتایا ہے۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! آپ حضرات اس امر پر بھی غور فرمائیں کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے اس عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' نے کسی پیر یا پیغمبر، کسی بھوت یا پری کے مکان کو جاتے ہوئے راستے میں نامعقول باتوں سے پرہیز کرنے کو بھی شرک بتا دیا۔ ''نامعقول باتوں'' کے معنیٰ گالم گلوج، پھکڑ چھکڑ، لڑنا جھگڑنا، دھینگا مشتی ہی تو ہیں۔ لہٰذا اب مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی ابوالوفا شاہجہاں پوری و مولوی منظور سنبھلی و مولوی حسین احمد ٹانڈوی جو لکھنؤ و شاہجہاں پور و سنبھل و دیوبند وغیرہا دور دراز کے مقامات سے بھدرسہ ضلع فیض آباد کے کسی وہابی دیوبندی کے مکان کا قصد کر کے سفر کرتے ہیں ان سب پر ان کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے فتوے سے فرض اعظم ہے کہ شرک سے بچنے کے لیے راستے میں ڈھول ڈھپا، گالم گلوج، پھکڑ چھکڑ کرتے چلیں۔ اگر کسی سفر میں بھی انہوں نے ایسا کرنے سے پرہیز کیا تو اپنے ہی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے فتوے سے مشرک ہو گئے۔

پھر یہ بات بھی آپ حضرات کے ملاحظہ فرمانے کی ہے کہ وہابیہ دیوبندیہ کے اس عین اسلام کا صفحہ ۹/ تو کہہ رہا ہے کہ کسی پیر و پیغمبر کے مزار یا مکان کو جاتے ہوئے جو شخص جانور لے جائے وہ مشرک اور اسی کا صفحہ ۱۰/ بتا رہا ہے کہ جو شخص وہاں پہونچ کر چار پائے جانور نہ چرائے وہ مشرک، اب اگر کوئی

وہابی دیوبندی صاحب جانور لے جائیں تو صفحہ ۹؍ کے فتوے سے مشرک اور اگر جانور نہ لے جائیں تو وہاں پہونچ کر جانور چرا نہیں سکتے تو صفحہ ۱۰؍ کے فتوے سے مشرک۔ غرض وہابیوں، دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' نے ان کے اگلے پچھلے دونوں راستے بند کردیئے۔ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا۔

پھر یہ بات بھی آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۱۰؍ وصفحہ ۱۱؍ میں کسی کی قبر پر روشنی کرنا، شامیانہ لگانا، مورچھل جھلنا، جھاڑو دینا، فرش بچھانا، پیاسوں کو پانی پلانا، نمازیوں کے لیے وضو وغسل کا سامان درست کرنا کسی کی قبر کو چومنا بھی شرک بتادیا، اور اسی کے صفحہ ۷؍ پر شرک کے معنیٰ یہ بتائے کہ جو چیزیں اللہ نے اپنے لیے خاص کی ہیں اور اپنے بندوں کے ذمے نشانِ بندگی ٹھہرائی ہیں ان کو کسی اور کے واسطے کرنا۔ تو ثابت ہوا کہ وہابی دیوبندی عقیدے میں چومنا، روشنی کرنا، شامیانے لگانا، مورچھل جھلنا، جھاڑو دینا، فرش بچھانا، پیاسوں کو پانی پلانا، نمازیوں کے لیے وضو وغسل کا سامان درست کرنا یہ سب کام خدا نے صرف اپنی ہی قبر کے لیے خاص کئے ہیں جب ہی تو یہ سب کام کسی اور کی قبر پر کرنے شرک ہیں۔ تو کسی کی قبر پر ان کاموں میں سے کسی کام کا شرک ہونا اسی وقت صحیح و درست ہوسکتا ہے جب کہ وہابی دیوبندی عقیدے میں خدا کی معاذ اللہ موت بھی واقع ہو، پھر معاذ اللہ خدا کی قبر بھی بنے پھر معاذ اللہ یہ سب باتیں خدا نے اپنی ہی قبر کے ساتھ خاص بھی کی ہوں۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! غور اور انصاف فرماؤ ان وہابیہ دیوبندیہ نے دین و مذہب کو مسخ کرکے ایسی مکروہ پلید کفری صورت میں پیش کیا ہے کہ آریوں کے پنڈت اور عیسائیوں کے پادری بھی اس صورت کو دیکھ کر پیارے دین اسلام اور مہذب مذہب اہل سنت پر اعتراض کررہے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

بہرحال وہابیوں، دیوبندیوں کے اس عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۹؍ وصفحہ ۱۰؍ کی عبارتوں نے بھی ان تمام مسلمانوں کو مشرک بنادیا جنھوں نے ان کاموں میں سے کسی ایک کام کو بھی کیا ہے تو وہابیوں نجدیوں کا پہلا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے بتایا ''اپنے فرقے کے سوا تمام اہل اسلام کو کافر سمجھنا'' پھر دوبارہ تمام وہابیوں، دیوبندیوں کا قطعی عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ مکہ معظمہ میں زمزم شریف اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایک جلیل پیغمبر حضرت سیدنا اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا کنواں ہے جو اُن کی شیر خواری کے وقت زمین پر اُن کی مقدس ایڑیوں کے رگڑنے سے اللہ جل جلالہ نے پیدا فرمادیا تھا جو انہیں کی ملک انہیں کے تصرف میں رہا پھر کونسا مسلمان ہے جس نے حج بیت اللہ شریف کے موقع پر زمزم شریف کا پانی تبرک سمجھ کر نہیں پیا یا اپنے بدن پر نہیں ڈالا یا دوسرے مسلمانوں کے لیے وہاں سے نہیں لے گیا۔ پھر کونسا مسلمان ہے جس نے کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی حاجی کا لایا ہوا آب زمزم شریف تبرک سمجھ کر نہیں پیا۔ تو وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' نے سب حاجیوں کو اور تمام مسلمانوں کو جنہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے پیغمبر حضرت سیدنا اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کنویں زمزم شریف کا پانی تبرک سمجھ کر پیا یا اپنے بدن پر ڈالا یا مسلمانوں کو بانٹا یا دوسرے مسلمانوں تک پہنچایا سب کو کھلم کھلا مشرک بنادیا۔ معاذ المولیٰ تعالیٰ

کتاب: تذکرۃ الرشید حصہ اوّل

مصنف: مولوی عاشق الٰہی میرٹھی

مطبوع: بلالی سیٹم پریس، سادھوڑہ، ضلع انبالہ

اسی کے ساتھ وہابیوں دیوبندیوں کا ایک یہ عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیے۔ یہ کتاب ''تذکرۃ الرشید'' حصہ اوّل ہے جو بلالی سیٹم پریس سادھوڑہ، ضلع انبالہ کی چھپی ہوئی ہے۔ یہ وہابیوں دیوبندیوں کے پیشواؤں مولوی مسعود احمد گنگوہی، مولوی محمود حسن دیوبندی، مولوی عبد الرحیم رائپوری، مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحبان کے حکم سے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے خلیفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صاحب نے تصنیف کی ہے۔ یہ اس کا صفحہ ۱۱۳ر ہے، اس کی سطر ۱۶ر میں یہ عبارت ہے:

''واللہ العظیم مولانا تھانوی کے پاؤں دھوکر پینا نجات اخروی کا سبب ہے۔''

سنّی مسلمان بھائیو! انصاف کرو! یہ ہے وہابی، دیوبندی صاحبوں کا عقیدہ کہ کسی ولی یا نبی کے کنویں کا پانی تبرک سمجھ کر پینے والا تو مشرک جہنمی ہے لیکن مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کے پاؤں کا دھون پینے والا مسلمان جنتی ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اتنا اور سُن لیجئے کہ یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کہ شرک کرنے والا بھی مشرک، شرک کا حکم دینے والا بھی

مشرک، شرک پر راضی رہنے والا بھی مشرک اور ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدۂ تعظیمی کریں، تمام فرشتوں نے بلا استثناء حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدۂ تعظیمی کیا، حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس تعظیمی سجدے پر راضی رہے، انہوں نے اس سجدۂ تعظیمی پر کچھ بھی اعتراض و انکار ہرگز نہ فرمایا، نیز حضرت سیدنا یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کی اہلیہ محترمہ اور ان کے گیارہ صاحبزادوں نے حضرت سیدنا یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعظیمی سجدہ فرمایا، حضرت سیدنا یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سجدۂ تعظیمی پر راضی رہے۔ تو وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے اصولِ شرک کی بنا پر تمام ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سجدۂ تعظیمی کر کے مشرک ہوئے۔

حضرت یعقوب علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعظیمی سجدہ کر کے مشرک ہوئے۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت یوسف علیہ الصلوٰۃ والسلام دونوں اس تعظیمی سجدہ پر راضی رہ کر مشرک ہوئے اور خود اللہ رب العزت جل جلالہٗ سجدۂ تعظیمی کا حکم دے کر مشرک ہوگیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ آہ! کیسا ناپاک عقیدہ ان وہابیوں دیوبندیوں نے گڑھا ہے کہ اپنے فرقے کے سوا تمام اہلِ اسلام کو کافر بنانے کے شوق میں ایسے اصول شرک گڑھ ڈالے جنہوں نے معاذ اللہ تمام فرشتوں کو حضرت آدم و حضرت یعقوب و حضرت یوسف جیسے جلیل القدر پیغمبروں کو بلکہ خود اللہ تبارک و تعالیٰ کو بھی مشرک ٹھہرا دیا۔ جل جلالہٗ و علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ اچھا اب ذرا غور سے دیکھئے وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے اس فتوئے شرک سے کوئی بچا بھی ہے؟ تو آپ کو معلوم ہوگا کہ ابلیس اس شرک سے محفوظ رہا وہ شرک کرنے والے فرشتوں سے شرک پر راضی رہنے والے پیغمبر سے۔ شرک کا حکم دینے والے خدا سے قطعاً بیزار ہو کر الگ کھڑا ہو گیا اور بنہایت تکبر و غرور کہنے لگا: اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ یعنی میں تو آدم سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور آدم کو تو نے گیلی مٹی سے پیدا فرمایا۔ (سورۂ اعراف شریف، آیت نمبر ۱۲۔ سورۂ صاد شریف، آیت نمبر ۷۶) کہیں آگ بھی مٹی کے آگے جھک سکتی ہے پھر بھلا میں آدم کو سجدۂ تعظیمی کیوں کر کر سکتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت بھی فرمائی، اس کو جنت سے بھی نکالا، اس کو سنگسار بھی فرمایا، اس پر کفر کا فتویٰ بھی دیا: اِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ۝

[اور بیشک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک] (سورۂ ص شریف، آیت نمبر ۷۸) اُخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ o [تو جنت سے نکل جا کہ تو مردود ہے۔] (سورۂ حجر شریف، آیت نمبر ۳۴۔ سورۂ ص شریف، آیت نمبر ۷۷) كَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ o [کافر ہو گیا] (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۳۴) لیکن ابلیس بھی وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کا اتنا زبردست پابند، ایسا پکا پیرو تھا کہ اس نے اللہ واحد قہار جل جلالہٗ کے سارے عذابات گوارا کر لیے لیکن حضرت سیدنا آدم صفی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تعظیمی سجدہ نہ کرنا تھا نہ کیا۔ چونکہ ''تقویۃ الایمان'' کی تصنیف سے بلکہ اس کے مصنف کی پیدائش سے بھی ہزارہا برس پیشتر ابلیس نے وہابیوں، دیوبندیوں کے اس عین اسلام کے مطابق عمل کر کے اس کی لاج رکھ لی تھی اور ایک اکیلا تنِ تنہا وہی ایسا من چلا بہادر تھا جو اس شدید العذاب جل جلالہٗ کے قہر وغضب کی بھی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے اس وہابیانہ شرک سے قطعاً پرہیز کر کے تقویۃ الایمانی توحید پر ثابت قدم رہا تھا، لہٰذا وہابیوں دیوبندیوں نے بھی اس کے اس بے مثل احسان کے بدلے میں اس کے ساتھ یہ بے مثل احسان کیا کہ اس کے علم کو حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم اقدس سے بھی زیادہ وسیع بتا دیا، ابلیس کے علم کو جو وسیع مانے اس کو مؤمن مسلمان ٹھہرا دیا لیکن حضور اکرم سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم اقدس کو جو وسیع مانے اس کو مشرک، بے ایمان بنا دیا، اسی لیے مکہ معظّمہ ومدینہ طیبہ کے علمائے کرام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اِن وہابیوں، دیوبندیوں کو حزب الشیطان یعنی ابلیس کا گروہ تحریر فرمایا ہے ابلیس کا گروہ وہی لوگ ہیں جو ابلیس کی اطاعت وفرمانبرداری کریں اور ابلیس کی اطاعت وفرمانبرداری اس سے بڑھ کر کیا ہوگی کہ معاذ اللہ کمال علم میں اس کو حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بھی افضل واعلیٰ بتا دیا اور ابلیس کی اطاعت وفرمانبرداری کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ابلیس کی پوجا فرمایا حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے چچا آزر سے جو اُن کا پرورش کنندہ اور منہ بولا باپ بھی تھا۔ ارشاد فرمایا تھا: يٰٓاَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ط اِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا o یعنی اے میرے باپ شیطان کی پوجا نہ کر بے شک شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔ (سورۂ مریم شریف، آیت نمبر ۴۴) ظاہر ہے کہ آزر ہرگز شیطان کی پوجا نہیں کرتا تھا بلکہ اس کا شرک بت پرستی وستارہ پرستی ونمرود پرستی ہی تھا لیکن چونکہ باطل پرستی حقیقت شیطان کی اطاعت وفرمانبرداری ہے اس لیے قرآن عظیم نے اپنے پیارے خلیل علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی زبان پاک سے فرمادیا کہ شیطان کی اطاعت وفرمانبرداری درحقیقت شیطان کی پوجا اور پرستش ہے۔تو یہ وہابیہ دیوبندیہ درحقیقت شیطان کے پجاری ہیں اور فارسی میں شیطان کو''دیو'' کہتے ہیں اور''بندہ'' بزبانِ فارسی مشترک ہے مملوک اور پجاری دونوں اس کے معنیٰ ہیں تو شیطان کے پجاری کا ترجمہ فارسی میں''بندۂ دیو'' ہوا۔لہٰذا یہ وہابیہ دیوبندیہ درحقیقت دیو کے بندے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُمْ بِشَرٍّ مِّنْ ذٰلِكَ مَثُوْبَةً عِنْدَ اللّٰهِ ط مَنْ لَّعَنَهُ اللّٰهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوْتَ ط أُولٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَّأَضَلُّ عَنْ سَوَاءِ السَّبِيْلِ۝ وَإِذَا جَاءُوْكُمْ قَالُوْآ اٰمَنَّا وَقَدْ دَّخَلُوْا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوْا بِهٖ ط وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا كَانُوْا يَكْتُمُوْنَ۝

یعنی''(اے محبوب!) تم فرماؤ کیا میں تمہیں بتادوں وہ لوگ جو اللہ کے یہاں اس سے بدتر درجے میں ہیں وہ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر غضب فرمایا اور ان میں سے کردیئے بندر اور سور اور شیطان کے پجاری (یعنی دیو کے بندے) وہ ٹھکانے کے اعتبار سے بہت بدتر اور سیدھی راہ سے بہت زیادہ بھکے ہوئے ہیں اور (اے ایمان والو) جب وہ تمہارے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں ہم مسلمان ہیں اور وہ آتے وقت بھی کافر تھے اور جاتے وقت بھی کافر تھے اور اللہ خوب جانتا ہے جو وہ چھپارہے ہیں۔

(سورۂ مائدہ شریف، آیت نمبر ۶۰، ۶۱)

اس آیت کریمہ نے صاف فرمادیا کہ جو لوگ اپنے عقائد کی بنا پر بحکم شریعت مطہرہ کافر ہوں پھر بھی مسلمانوں کے سامنے آکر تقیہ کرکے اپنے کفر کو چھپائیں اپنے آپ کو مسلمان بتائیں وہ دیو کے بندے ہیں وہ بحکم قرآن عظیم بندروں اور سوروں سے بھی زیادہ بدتر ہیں اور ان سے بھی زیادہ گمراہ ہیں، ان پر اللہ کی لعنت اور اللہ کا غضب ہے اللہ کی لعنت اور اس کے غضب سے اسی کی پناہ جَلَّ جَلَالُهٗ وَ عَلٰى حَبِيْبِهٖ وَاٰلِهٖ صَلَّى وَسَلَّمَ اللّٰهُ۔

خیر کہنا یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۹/وصفحہ ۱۰/کی ان عبارتوں نے حضور اقدس سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس وگنبد خضریٰ کی زیارت کے لیے دور سے سفر کرنے کو صرف بدعت وحرام ومحظور وممنوع ہی نہیں بلکہ صاف لفظوں میں شرک بتادیا تو وہابیوں، نجدیوں کا تیسرا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے

بتایا کہ: ''زیارت افضل البقاع گنبد خضریٰ نفس زیارت قبر شریف کے واسطے سفر کرنے کو بدعت وحرام و محظور وممنوع سمجھنا'' تمام وہابیوں دیو بندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہو گیا۔

کتاب: تقویۃ الایمان کا دوسرا حصّہ

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی

وہابیوں، دیو بندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے دوسرے حصّے ''تذکیر الاخوان'' کے صفحہ ۶۹؍ سے صفحہ ۷۱؍ تک بہت سی چیزوں اور رسموں کے ساتھ ان باتوں کو بھی گِنا دیا:

''لڑکا پیدا ہوتے وقت ایک بکرا ذبح کرنا، نام فلاں بخش اور غلام فلاں رکھنا، بسم اللہ کے واسطے چار برس اور چار مہینے کی قید کرنا، بسم اللہ کی خوشی کی محفل کرنا، ختنے میں شادی اور محفل کرنا، مختون کو قبروں کے سلام کے لیے لے جانا، شادی میں، نکاح میں سہرا باندھنا، شادی سے پہلے برادری کا کھانا کرنا، محرم کی محفلیں کرنا، ربیع الاول میں مولود کی محفل ترتیب دینا، ربیع الثانی کو گیارہویں کرنا، شعبان میں حلوا پکانا، رمضان میں اخیر جمعے کو خطبۃ الوداع پڑھنا، قضائے عمری پڑھنا، عید کے روز سوئیاں پکانا، بعد نماز عید کے بغل گیر ہونا، مصافحہ کرنا، کفن کے ساتھ جانماز بنانا، کفن کے ساتھ چادر بنانا، کفن پر کلمہ لکھنا، قبر میں قُل کے ڈھیلے، شجرہ رکھنا، تیجا، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی، عرس کرنا، اسقاط مروجہ کرنا، حافظوں کو قبروں پر بٹھلانا، قبروں پر چادر ڈالنا، مقبرے بنانا، تاریخ لکھنا، چراغ جلانا، دور، دور سے سفر کر کے قبروں پر جانا، توشے، سہ منیاں کرنا، وِرد ناد علی اور ختم بزرگوں کے نام کے پڑھنا شغل برزخ وغیرہ طریقے ایجاد کرنا اور عمل میں لانا، مغرب کی نماز کے بعد یازدہ قدمی پڑھنا، مقلد کے حق میں تقلید ہی کافی جاننا اور تحقیق ضروری نہ سمجھنا''

اور صفحہ ۷۱؍ پر ان کا حکم یہ لکھا کہ:

''جو شخص اس کی برائی دریافت کر کے ناخوش اور خفا ہو اور اُن کا ترک کرنا بُرا لگے تو صاف جان لینا چاہئے کہ وہ شخص اس آیت کے بموجب مسلمان نہیں''

اور صفحہ ۶۹؍ پر لکھا:

''جو کچھ حضرت فرمادیں یا حضرت کی حدیث سے ثابت ہو اُس حکم کو خواہ اپنی مرضی کے موافق ہو

خواہ خلاف جان و دل سے خوش ہو کر قبول کریں اور مان لیں تب مسلمانی کا دعویٰ سچا معلوم ہو اور جو شخص پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مُنصف اور حاکم نہ بدے یا حضرت کے حکم سے دل میں ناخوش ہو اور حکم کو نہ مانے اور چوں چرا کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں بلکہ کافر و منافق ہے"

اور صفحہ ۱۷۱ پر ان تمام باتوں کے متعلق یہ بھی بتا دیا کہ:

"اُن کا بُرا ہونا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل اور تقریر سے ثابت ہے"

پھر اپنے نزدیک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے قول و فعل و تقریر سے ساری کتاب میں ان تمام باتوں کے بُرا ہونے کو ثابت کیا ہے، ان سب عبارتوں سے ثابت ہو گیا کہ وہابیوں، دیوبندیوں کے عین اسلام کے دوسرے حصے تذکیر الاخوان کے حکم سے جو شخص لڑکا پیدا ہوتے وقت اظہار سرور اور شکر الٰہی کے لیے ایک بکرا ذبح کرے وہ کافر و منافق، محمد بخش، احمد بخش، رسول بخش، نبی بخش، علی بخش، حسین بخش، پیر بخش، فرید بخش، غلام محمد، غلام احمد، غلام مصطفی، غلام نبی، غلام رسول، غلام علی، غلام حسن، غلام حسین، غلام مرتضیٰ، غلام فرید نام رکھنے والے کافر و منافق، جو شخص اپنے بچے کی عمر چار برس چار مہینے ہو جانے پر اُس کو بسم اللہ پڑھائے وہ کافر و منافق جو شخص اپنے بچے کو بسم اللہ پڑھانے کی خوشی میں محفل کرے وہ کافر و منافق، جو شخص اپنے بیٹے کے ختنے کے وقت ایک شعار اسلام اور سنت نبویہ ادا ہونے کی خوشی ظاہر کرنے کے لیے محفل کرے وہ کافر و منافق، جو شخص اپنے بیٹے کو جب اُس کا ختنہ اچھا ہو جائے، کسی بزرگ کی قبر پر فاتحہ پڑھنے اور اس کی روح پاک کو سلام کرنے لے جائے وہ کافر و منافق، جو شخص شادی سے پہلے برادری کو کھانا کھلائے وہ کافر و منافق، جو شخص محرم میں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذکر شہادت کی محفل کرے وہ کافر و منافق، جو شخص ربیع الاوّل شریف میں میلاد شریف کی محفل کرے وہ کافر و منافق، جو شخص ربیع الآخر شریف میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روح مقدس کو ثواب پہنچانے کے لیے گیارہویں شریف کرے وہ کافر و منافق، جو شخص شب برأت کا حلوہ پکائے وہ کافر و منافق (مگر جو وہابی دیوبندی تقیہ کر کے شب برأت کا حلوہ کھا لے اُس پر کافر و منافق ہونے کا فتویٰ نہیں ہے) رمضان کے آخری جمعے کو الوداع کا خطبہ پڑھنے والا کافر و منافق، عمر بھر میں جس قدر نمازیں قضا ہو گئی ہیں اُن کو ادا کرنے والا کافر و منافق، عید کے دن سویّاں پکانے والا کافر و منافق (لیکن تقیہ کر کے سوئیاں کھانے والا وہابی، دیوبندی پر کافر و منافق ہونے کا فتویٰ

نہیں ہے) نماز عید کے بعد بغل گیر ہو کر ملنے والا کافر ومنافق، نماز عید کے بعد مصافحہ کرنے والا کافر و منافق، کفن کے ساتھ جانماز بنانے والا کافر ومنافق، کفن کے ساتھ چادر بنانے والا کافر ومنافق (یہ چادر اور جانماز میت کو ثواب پہنچانے کے لیے کسی غریب مسلمان کو اللہ تعالیٰ کے واسطے دے دی جاتی ہیں اور اگر سب وَرَثہ بالغین عاقلین ہوں تو اُن کی رضا سے یا کسی عاقل بالغ وارث کا خاص اپنے حصے سے یہ جانماز و چادر بنانا قطعاً یقیناً سنی مسلمان کے نزدیک جائز ہے جس میں شرعاً ہرگز کچھ حرج نہیں) میت پر اَہْوَالِ قبر آسان ہونے کے لیے کفن پر کلمہ لکھنے والا کافر ومنافق، اسی مقصد کے لیے مٹی کے پاک ڈھیلوں پر ”قل ھو اللہ اَحَدٌ“ کی سورت مبارکہ دم کر کے قبر میں رکھنے والا کافر ومنافق، اسی مقصد کے واسطے اللہ عز وجل کے محبوب بندوں حضرات اولیاء و مشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مبارک ناموں کا شجرۂ مبارکہ قبر میں رکھنے والا کافر ومنافق، مرجانے والے مسلمانوں کو ثواب پہنچانے کے لیے تیجا، دسواں، چالیسواں، چھ ماہی، برسی کرنے والا کافر ومنافق، بزرگانِ دین کا عرس کرنے والا کافر و منافق، مرجانے والے مسلمان کے ذمے جن نمازوں، روزوں کی قضا رہ گئی ہو اُن کا کفارہ ادا کرنے والا کافر ومنافق، قرآن عظیم پڑھ کر صاحب قبر مسلمان کو ثواب پہنچانے کے لیے حافظوں کو قبر کے پاس بٹھانے والا کافر ومنافق، قبر پر چادر ڈالنے والا کافر ومنافق، کسی ولی یا نبی کی قبر پر مقبرہ بنانے والا کافر و منافق، قبر پر تاریخ لکھنے والا کافر ومنافق، قبر پر چراغ جلانے والا کافر ومنافق، دور سے سفر کر کے کسی ولی یا نبی کی قبر کی زیارت کے لیے جانے والا کافر ومنافق، شاہ عبدالحق صاحب ردولوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا توشہ کرنے والا کافر ومنافق، حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا توشہ کرنے والا کافر و منافق، حضرات اصحاب کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا توشہ کرنے والا کافر ومنافق، شاہ بوعلی قلندر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سہ منی کرنے والا کافر ومنافق، نادِعلی شریف کا وظیفہ جو صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا معمول ہے اُس کا پڑھنے والا کافر ومنافق، ختم خواجگان پڑھنے والا کافر ومنافق، ختم قادریہ پڑھنے والا کافر ومنافق، شغل برزخ یعنی تصور شیخ کا شغل جو تمام سلاسل طریقت کے مشائخ کا خصوصاً سلسلۂ نقشبندیہ مجددیہ کا معمول ہے اُس کو ایجاد کرنے والا کافر ومنافق، اُس کو عمل میں لانے والا کافر ومنافق، وظیفہ و سلوک و عمل کے نئے نئے طریقے جن سے شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی کی کتاب ”القول الجمیل“ اور مولوی خرم علی بلہوری کی کتاب ”شفاء العلیل“ بھری ہوئی ہے، اُن کا ایجاد کرنے والا کافر ومنافق،

ان کوعمل میں لانے والا کافر ومنافق، نماز مغرب کے بعد صلاۃ الاسرار شریف جس میں دو رکعت نماز بسوئے قبلہ اللہ عزوجل کی عبادت کے لیے پڑھ کر سلام پھیر دینے کے بعد بغدادِ مقدس کی طرف گیارہ قدم چلتے ہیں جو سلسلۂ قادریہ مبارکہ کا خاص طور پر اور دوسرے سلسلوں کا بھی معمول ہے اُس کا پڑھنے والا کافر ومنافق مقلد کے حق میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام محمد بن ادریس شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام احمد بن محمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقلید کو کافی سمجھنے والا اور مقلد کے لیے اس بات کی تحقیق کو کہ اس کے امام کا اجتہاد صواب ہے یا خطا ضروری نہ سمجھنے والا کافر ومنافق۔

وہابیوں، دیوبندیوں کے عین اسلام کے اس دوسرے حصے ''تذکیر الاخوان'' کی ان عبارتوں سے وہابیوں نجدیوں کا پہلا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی شاہجہانپوری نے بتایا کہ ''اپنے فرقے کے سوا تمام اہل اسلام کو کافر سمجھنا'' پھر سہ بارہ تمام وہابیوں دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہو گیا۔ اسی فہرست کے ایک نمبر سے وہابیوں نجدیوں کا تیسرا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے بتایا کہ ''زیارت افضل البقاع گنبد خضریٰ نفس زیارت قبر شریف کے واسطے سفر کرنے کو بدعت وحرام ومحظور وممنوع قرار دینا'' پھر دوبارہ تمام وہابیوں دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہو گیا کہ حضور اقدس سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک صرف بدعت وحرام ومحظور وممنوع ہی نہیں بلکہ کفر بھی ہے حالانکہ حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''مَنۡ زَارَ قَبۡرِیۡ وَجَبَتۡ لَہٗ شَفَاعَتِیۡ''، یعنی جس مسلمان نے میری قبر کی زیارت کی اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو گئی۔

دوسری حدیث شریف میں ہے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''مَنۡ زَارَنِیۡ بَعۡدَ مَمَاتِیۡ فَکَاَنَّمَا زَارَنِیۡ فِیۡ حَیَاتِیۡ''، یعنی جس مسلمان نے میرے وصال شریف کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری اسی حیات دنیویہ ہی میں میری زیارت کی۔

تیسری حدیث شریف میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ''مَنۡ حَجَّ وَلَمۡ یَزُرۡنِیۡ فَقَدۡ جَفَانِیۡ''، یعنی جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی تو بے شک اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ ابھی میں آپ کو آیت کریمہ سنا چکا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے گناہوں کی معافی حاصل ہونے کا

طریقہ یہی بتایا کہ مسلمان جب اپنی جانوں پر ظلم کریں تو بارگاہِ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم میں حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہیں اور اللہ کا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بھی ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تب اللہ تبارک وتعالیٰ کو توبہ بہت زیادہ قبول فرمانے والا مہربان پائیں گے۔ تو وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام کے پہلے حصے کے حکم سے اس آیت کریمہ اوران احادیث مبارکہ پر عمل کرنے والا مشرک ہے اور وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام کے دوسرے حصے کے حکم سے کافر ومنافق ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔

اسی فہرست کے ایک نمبر سے وہابیوں نجدیوں کا چھٹا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے لکھا کہ ''تقلید شخصی کو شرک جاننا'' وہابیوں، دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا اسی فہرست کے چند نمبروں سے وہابیوں نجدیوں کا آٹھواں مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے لکھا کہ ''صوفیائے کرام کے اشغال واذکار وغیرہ کو حرام وبدعت ومحظور وغیرہ سمجھنا'' وہابیوں، دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا کہ صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے جو اشغال و اذکار واعمال اُن نمبروں میں مذکور ہوئے وہ وہابیوں، دیوبندیوں کے نزدیک صرف حرام وبدعت ومحظور و ممنوع ہی نہیں بلکہ کفر بھی ہیں وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام کے اسی دوسرے حصے ''تذکیر الاخوان'' کے صفحہ ٦٦ پر لکھتے ہیں:

''کسی نے آپ کو چشتی مقرر کیا اور کسی نے قادری اور کسی نے نقشبندی، کسی نے سُہروردی، کسی نے رفاعی ٹھہرالیا''۔

اور اسی کے صفحہ ٦٤ پر لکھتے ہیں:

''کوئی قادری کوئی سہروردی کوئی نقشبندی کوئی چشتی بنے حکم یہی ہے کہ سب مل کر قرآن وحدیث پر عمل کرو اور سنت کے طریقے کے موافق مسلمان رہو اور یہود ونصاریٰ کی طرح کئی فرقے مت ہوجاؤ اور نئی نئی باتیں نکال کر تفرقہ اور پھوٹ مت ڈالو اس واسطے کہ قیامت کو بعض لوگ سُرخ رو اور بعضے روسیاہ ہوں گے تو ان روسیاہوں سے کہا جائے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئی نئی رسمیں نکالیں اور بدعات کفریہ جاری کیں تو اس سے اللہ کی کتاب پر عمل کرنا چھوٹ گیا پھر اُن نئی رسموں کے جاری ہونے سے اُن کی محبت دل میں پڑ گئی اور چھوٹنا ان کا

مشکل پڑ گیا تو قرآن میں جو اُس کے خلاف حکم ہے اُس حکم سے دل میں فرق آ گیا اُس انکار کا مزہ چکھو اس آیت سے معلوم ہوا کہ جو شخص نئی نئی باتیں بدعتیں نکالے اور بدعت کے کام کرے تو اللہ صاحب کے نزدیک قرآن کا منکر ٹھہر جاتا ہے اور روز قیامت کو روسیاہ اُٹھے گا پھر اس پر عذاب ہوگا''۔

ان دونوں عبارتوں میں صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے سلاسل مبارکہ قادریہ و چشتیہ وسہروردیہ و نقشبندیہ و رفاعیہ میں سے کسی ایک سلسلۂ طیبہ میں بیعت ہونے اور قادری یا چشتی یا سہروردی یا نقشبندی یا رفاعی بننے کو اسلام میں تفرقہ اور پھوٹ ڈالنا اور یہود و نصاریٰ کی طرح کئی کئی فرقے ہونا اور قیامت کے روز روسیاہی و عذاب میں مبتلا ہونے کا باعث ٹھہرا دیا بلکہ قادریوں چشتیوں، سہروردیوں، نقشبندیوں، رفاعیوں کو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قرآن کا منکر (یعنی کافر) بھی بتا دیا، ان قادری و چشتی و سہروردی و نقشبندی و رفاعی حضرات کو بدمذہب و گمراہ فرقوں معتزلی، خارجی، رافضی، ناصبی، جبری، قدری، مرجئی کے ساتھ گنا دیا۔

قادریت و چشتیت وسہروردیت و نقشبندیت و رفاعیت کو بدعات کفریہ میں شمار کرا دیا، حالانکہ ہر سنی مسلمان جانتا ہے کہ جس طرح لکھنؤ و فیض آباد و بریلی و کانپور کا ساکن ہونے کے سبب ایک مسلمان لکھنوی دوسرا مسلمان فیض آبادی تیسرا مسلمان بریلوی چوتھا مسلمان کانپوری کہلاتا ہے اور شہروں کی طرف یہ نسبتیں نہ تو اسلام میں تفرقہ ہیں نہ پھوٹ ہیں نہ یہ لکھنوی، فیض آبادی، بریلوی، کانپوری وغیرہ مسلمانوں کے الگ الگ فرقے ہیں نہ یہ نسبتیں گناہ و ناجائز ہیں۔ کیونکہ محض سکونت کے لحاظ سے لکھنوی یا فیض آبادی یا بریلوی یا کانپوری ہونے کے سبب کسی مسلمان کے عقیدہ و مذہب میں ہرگز کچھ فرق نہیں پڑتا ہے۔ بالکل بعینہٖ اسی طرح سلسلۂ قادریہ وسلسلۂ چشتیہ وسلسلۂ سہروردیہ وسلسلۂ نقشبندیہ و سلسلۂ رفاعیہ میں بیعت ہونے کے سبب ایک مسلمان قادری، دوسرا مسلمان چشتی، تیسرا مسلمان سہروردی، چوتھا مسلمان نقشبندی، پانچواں مسلمان رفاعی کہلاتا ہے اور حضور سیدنا غوث الثقلین شیخ عبدالقادر جیلانی و حضور سیدنا غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی و حضور سیدنا شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی و حضور سیدنا خواجہ بہاء الدین نقشبند و حضور سیدنا سید احمد کبیر رفاعی رضی اللہ تعالیٰ عنہم وعنا بہم کی طرف یہ نسبتیں نہ تو اسلام میں تفرقہ ہیں نہ پھوٹ ہیں نہ یہ قادری چشتی سہروردی نقشبندی رفاعی وغیرہ مسلمانوں کے الگ الگ فرقے ہیں نہ یہ نسبتیں ہرگز گناہ و ناجائز ہیں کیوں کہ محض بیعت ہونے کے

لحاظ سے قادری یا چشتی یا سہروردی یا نقشبندی یا رفاعی ہونے کے سبب کسی مسلمان کے عقیدہ و مذہب میں ہرگز کچھ فرق نہیں پڑتا ہے، بہر حال وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام کے حصۂ دوم کی ان عبارتوں سے وہابیوں نجدیوں کا ساتواں مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے لکھا کہ "بیعت صوفیائے کرام کو حرام و بدعت و محظور وغیرہ سمجھنا" وہابیوں دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہو گیا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک یہ صرف حرام و بدعت و محظور ہی نہیں بلکہ بدمذہبی و گمراہی و بدعت کفریہ وانکارِ قرآن اور باعثِ روسیاہیٔ آخرت وموجبِ عذاب اور کفر بھی ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۵۵ / پر ایک حدیث شریف لکھی جس کا ترجمہ یہ ہے کہ "حضرت قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں شہر حیرہ میں گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے حاکم کو سجدہ کرتے ہیں تو میں نے کہا بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس امر کے زیادہ سزاوار ہیں کہ حضور کو سجدہ کیا جائے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں حیرہ میں گیا تھا وہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ اپنے سردار کو سجدہ کرتے ہیں تو حضور تو اس بات کے بہت زیادہ حقدار ہیں کہ ہم حضور کو سجدہ کریں، تو حضور نے مجھ سے فرمایا، بھلا دیکھو تو اگر تم میری قبر پر گزرو گے تو کیا اس کو سجدہ کرو گے؟ میں نے عرض کی نہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا (مجھے سجدہ) نہ کرو" ایمان والی نگاہوں میں اس حدیث شریف کا مطلب واضح ہے کہ جب کسی محبوب کا چاہنے والا کسی عاشق کو دیکھتا ہے کہ وہ اپنے معشوق کی تعظیم اور اس کے ساتھ اظہار عشق ومحبت کسی نئے نرالے انوکھے انداز میں کر رہا ہے تو اس کے دل میں تڑپ پیدا ہوتی ہے کہ میں بھی اپنے محبوب کی تعظیم اور اس کے ساتھ اظہار عشق و محبت اسی طریقے پر کروں، حضرت سیدنا قیس بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی چونکہ عاشقان جمال محمدی وشیفتگانِ حسنِ احمدی میں سے ہیں، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وعلیہم وسلم شہر حیرہ میں پہونچ کر ملاحظہ فرماتے ہیں کہ وہاں لوگ اپنے حاکم وسردار کو سجدہ کرتے ہیں دل میں تڑپ پیدا ہوئی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تو اُن کے رب کریم جل جلالہٗ نے ہمارے لیے دارین کا حاکم، دین و دنیا کا سردار بنا کر بھیجا ہے۔ لہٰذا ہم بھی اپنے محبوب آقا اپنے سردارِ دوجہاں اپنے بادشاہِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعظیم حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اپنے نیازمندانہ عشق اپنی غلامانہ محبت کا اظہار

اسی طریقے سے بجالاتے۔ مدینہ طیبہ حاضر ہو کر اپنی یہی عاشقانہ تمنا عرض کرتے ہیں، ارشاد فرمایا جاتا ہے کہ جب میری قبر انور پر حاضر ہو گے تو اس وقت بھی سجدۂ تعظیمی کرنے کے لیے ایسی ہی بے قراری اور تڑپ ہو گی؟ عرض کرتے ہیں نہیں۔ کیونکہ اس وقت تو یہ جمال مصطفیٰ یہ حسن خدا نما اور یہ سراپائے اقدس جس میں خود وہی شاہد ازل محبوب حقیقی یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے ہی حسن و جمال و عز و جلال و فضل و کمال وجود و نوال کے جلوے اپنے بندوں کو دکھا رہا ہے، ان ظاہری جسمانی آنکھوں سے پردے میں ہو گا قبر اقدس کا حجاب جسمانی نگاہوں کے لیے اس جمال لازوال کے دیکھنے سے حائل ہو گا اور ظاہر ہے کہ "لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ" لہٰذا اس وقت صبر ہو جائے گا یہ بے چینی اور تڑپ نہ ہو گی۔ ارشاد فرمایا جاتا ہے "لَا تَفْعَلُوْا" یعنی تو اب بھی صبر کرو میری اس حیاتِ ظاہری میں بھی مجھے سجدہ نہ کرو۔

لیکن امام الوہابیہ نے وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۵۵ پر یہ حدیث شریف اور اس کا لفظی ترجمہ لکھ کر صاف لکھ دیا:

"ف یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں"

یعنی اس حدیث شریف کا فائدہ یہ نکلا کہ حضور نے "لَا تَفْعَلُوْا" مجھے سجدہ نہ کرو، فرما کر یہ مراد لیا ہے کہ ایک روز میں بھی مر کر مٹی میں مل جاؤں گا۔ "مٹی میں مل جانے" کا محاورہ اردو میں بکثرت مستعمل ہے اس کے معنی یہی ہوتے ہیں کہ کوئی چیز پس جانے یا گل جانے کے بعد مٹی کے ساتھ اس طرح مل جائے کہ مٹی کے ذروں سے اس کے اجزاء کا علیحدہ ہونا دشوار ہو جائے۔ کوئی شخص سونے کا ٹکڑا زمین میں دفن کر دے اس کو ہرگز نہیں کہا جائے گا کہ اس کا سونا مٹی میں مل گیا، لیکن کوئی شخص اگر اپنے سونے کو سوہان سے ریت کر برادہ کر کے مٹی میں بکھیر دے اب ضرور کہیں گے کہ اس کا سونا مٹی میں مل گیا۔ تو وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام "تقویۃ الایمان" کی اس عبارت سے وہابیوں نجدیوں کا دوسرا مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے لکھا کہ: "حیاۃ الدنیا بعد وصال حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم روحی وقلبی فداہ کا انکار" تمام وہابیوں دیوبندیوں کا بھی عقیدہ ہونا ثابت ہو گیا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے نزدیک صرف اتنا ہی نہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم قبر اقدس میں زندہ نہیں بلکہ معاذ اللہ خاک بدہنِ گستاخاں مرنے کے بعد مٹی ہو کر مٹی میں مل گئے ہیں۔ وَالْعِيَاذُ بِاللهِ جَلَّ وَعَلَا۔ حالانکہ تمام مسلمانان اہل سنت کا

اجماعی واتفاقی عقیدۂ حقہ یہی ہے کہ اللہ عزوجل کے تمام انبیاء ومرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیٰ سیدھم وعلیہم وعلیٰ آلہٖ وسلم محض تصدیق وعدۂ الٰہیہ کے لیے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے ’’كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ‘‘ یعنی ہر جان موت کا مزہ چکھنے والی ہے۔ (سورۂ آلِ عمران شریف، آیت نمبر ۱۸۵) صرف ایک آن کو موت کا مزہ چکھتے ہیں پھر اسی آن کے بعد وہ اپنی قبور مقدسہ میں اسی پہلے والی جسمانی حسی حقیقی حیات کے ساتھ زندہ ہوجاتے ہیں، حدیث شریف میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں ’’اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُّرْزَقُ‘‘ یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ نبیوں کے جسموں کو کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں روزی دئے جاتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ شریف، حدیث نمبر ۱۶۳۷۔ مشکوٰۃ شریف، حدیث نمبر ۱۳۶۶) ہر شخص جانتا ہے کہ روح کھانے پینے، رزق دئے جانے سے پاک ہے۔ کھانا پینا، روزی دیا جانا اسی جسم کی شان ہے جو زندہ ہو۔ تو اس حدیث صحیح سے ثابت ہوگیا کہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام جو وصال فرما چکے ہیں وہ اپنی اپنی مبارک ومنور قبروں میں جسمانی زندگی کے ساتھ زندہ ہیں، ان کے کھانے پینے کے لیے اللہ جل جلالہ کی نعمتیں ان کی خدمتوں میں پیش کی جاتی ہیں، وہ رزق دئے جاتے ہیں، تناول فرماتے ہیں، نوش فرماتے ہیں۔ پھر انبیاء ومرسلین تو انبیاء ومرسلین ہیں علیٰ سیدھم وعلیہم وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام۔ قرآن عظیم تو فرما رہا ہے کہ: وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۞ یعنی اور اے مسلمانو! ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کئے جاتے ہیں یہ نہ کہو کہ وہ مردہ ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۱۵۴) اور قرآن عظیم فرماتا ہے: لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۞ یعنی ان لوگوں کو جو اللہ کے راستے میں قتل کیے گئے ہرگز مردہ گمان نہ کرو بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے حضور روزی دئے جاتے ہیں۔ (سورۂ آل عمران شریف، آیت نمبر ۱۶۹) ان دونوں مبارک آیتوں نے صاف فرمادیا کہ حضرات انبیاء ومرسلین صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیٰ سیدھم وعلیہم وعلیٰ آلہ اجمعین کی محبت واطاعت میں ان کے فرامین وارشادات پر جو مسلمان اپنی جانیں قربان کردیتے ہیں وہ ہرگز مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں، اپنے رب کریم جل جلالہ کے حضور روزی دئے جاتے ہیں، اس کی پاکیزہ نعمتیں کھاتے ہیں، ان کو مردہ کہنا بھی حرام بلکہ اپنے دل میں ان کو مردہ سمجھنا بھی

حرام۔ پھر حضرات انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات مبارکہ بعد وصال کا کیا پوچھنا۔ پھر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو تمام انبیاء کے پیشوا، جملہ مرسلین کے سردار ہیں لیکن حیف صد حیف کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے منھ بھر کر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو مر کر مٹی میں مل جانے والا بتادیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

اخبار ''النجم''

ایڈیٹر: مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی

انہیں وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' اپنے اخبار ''النجم'' جلد ۱۳ رنمبر ۱۱ مؤرخہ ۲۳ ربیع الاوّل شریف ۱۳۵۲ھ مطابق ۶ رجولائی ۱۹۳۴ء کے صفحہ ۶، کالم ۲، سطر ۴۴ سے سطر ۴۷ تک لکھتے ہیں:

''تعریف کے تمام افراد اللہ کے لیے ثابت ہیں کسی طرح کی تعریف کسی دوسرے کے لیے جائز نہیں، اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا کسی کی تعریف کرنا حرام ہے جتنی تعریفیں ہیں سب اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں''

پھر اسی صفحہ اسی کالم میں سطر ۵۴ سے سطر ۵۷ تک لکھتے ہیں:

''اگر کوئی دوسرا ہمارا ناخن ہی بنا دیتا تو ہم کہتے کہ بھائی اس کی تعریف کرنی چاہئے تھی اسی نے ہمارا ناخن بنایا اسی نے آنکھیں دیں اسی نے زبان دی، سب چیزیں اسی نے دی ہیں پھر دوسرے کی تعریف کا حق ہی کیا ہے''۔

ان دونوں عبارتوں میں مولوی کاکوروی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی تعریف کرنا جائز ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کی تعریف کرنا جائز نہیں، کسی رسول کی، کسی نبی کی، کسی فرشتے کی، کسی صحابی کی، کسی امام کی، کسی ولی کی۔ غرض یہ کہ خدا تبارک وتعالیٰ کے سوا جس کسی کی بھی جس طرح کی بھی تعریف کی جائے گی وہ ناجائز ہوگی، حرام ہوگی اور اپنے اس ناپاک کفری دعوے پر دلیل ذلیل یہ پیش کی کہ ہمارا ناخن اللہ تعالیٰ ہی نے بنایا ہے، ہماری آنکھیں اللہ تعالیٰ ہی نے بنائیں، ہماری زبان اللہ تعالیٰ ہی نے بنائی، ہماری ہر ایک چیز اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائی، کسی رسول، کسی نبی، کسی

فرشتے، کسی صحابی، کسی امام، کسی ولی نے ہماری کوئی چیز نہیں پیدا کی تو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی تعریف خواہ وہ رسول و نبی ہوں یا فرشتہ اور صحابی ہوں یا امام اور ولی ہوں ناحق ہے ناجائز ہے حرام ہے۔

حالانکہ مقدس دین اسلام کا یہ عقیدۂ ضروریہ دینیہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے رسولوں نبیوں کی اس کے فرشتوں کی اس کے محبوب کے صحابہ واہل بیت کی اس کے محبوب کی امت کے علمائے حقانی واولیائے ربانی کی اس کے محبوب اکرم وخلیفۂ اعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی جس قدر بھی سچی مدح وثناواقعی مدح وتعریف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی رضا کے لیے یہ سمجھ کر کی جائے کہ انہوں نے ہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی نافرمانی ومعصیت سے بچالیا، انہوں نے ہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا مقدس دین اسلام عطا فرمایا، انہوں نے ہم تک اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیغام پہونچایا، انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا ہمارے ناخنوں اور ہماری آنکھوں، ہماری زبانوں، ہماری تمام چیزوں کو پیدا فرمانے والا ہونا ہمیں بتایا، انہوں نے ہم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا وخوشی حاصل کرنے کا طریقہ سکھایا، انہوں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے عز وجلال وفضل وکمال وحسن وجمال وجودونوال کا جلوہ دِکھایا تو وہ سب جائز ہے، مستحب ہے بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کی عبادت ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ میں عبادت اسی کام کو کہتے ہیں جو معبود کی رضا کے لیے کیا جائے خود اللہ عز وجل کا پیارا کلامِ قدیم قرآنِ عظیم حضورِ اقدس محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم و حضراتِ مرسلین وانبیاء وملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام وحضرات صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم وحضراتِ اولیائے کاملین وعلمائے دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی مدح وثناوتعریف وتوصیف سے بھرا ہوا ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پاک مبارک حدیثیں ان مضامین سے گونج رہی ہیں، اگر چہ مولوی کاکوروی صاحب کی ان عبارتوں کے ردّ وابطال میں ابھی بہت کچھ بیان کیا جاسکتا ہے لیکن مختصراً اتنا تو آپ حضرات سمجھ ہی گئے ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا جس کسی کی جس طرح بھی تعریف کی جائے اس کو مولوی کاکوروی صاحب نے ناحق اور ناجائز اور حرام کرکے تمام علمائے ملت و اولیائے امت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی، جملہ صحابہ واہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی، تمام ملائکہ علیہم الصلوٰۃ و السلام کی، جمیع انبیاء ومرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی بلکہ خود حضور اقدس سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی منھ بھر کر سخت شدید اہانت کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اخبار ''النجم''

ایڈیٹر: مولوی عبدالشکور کاکوروی

پھر انہیں مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب کے اخبار ''النجم'' مؤرخہ ۱۱؍جون ۷ ۱۹۳ء کے صفحہ ۵؍ پرایک مضمون چھپوا کر شائع کیا گیا ہے اس کے کالم ۳، سطر ۱۵؍تا سطر ۱۹؍میں ہے:

''نبی کریم نے فرمایا ''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحىٰ اِلَیَّ'' میں تمہاری طرح ایک معمولی انسان ہوں، اگر تم میں اور مجھ میں کچھ فرق ہے تو صرف اتنا کہ میں تمہارے پاس خدائے تعالیٰ کا پیام لایا ہوں''۔

ہر اردو داں بھی جانتا ہے کہ اردو محاورے میں ''معمولی'' کا لفظ گھٹیا اور ادنیٰ درجے کی چیز کے معنیٰ میں آتا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کپڑا اعلیٰ درجے کا ہے اور وہ کپڑا تو معمولی ہے۔ بولتے ہیں کہ آپ کے یہاں دعوت میں بہترین کھانے تیار ہوئے تھے اور غریب خانے پر تو معمولی کھانا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ تو اخبار ''النجم'' کی اس ناپاک عبارت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے خلیفۂ اعظم ومحبوب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ ہماری تمہاری طرح ایک معمولی انسان بنا دیا حالانکہ اس آیتِ کریمہ میں کوئی وہابی، کوئی دیوبندی قیامت تک بھی ہرگز کوئی ایسا حرف نہیں بتا سکتا جس کا ترجمہ ''معمولی'' ہو لیکن مولوی کاکوروی صاحب کے اخبار ''النجم'' کے مضمون نگار نے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اہانت کے نشے میں چور ہو کر ترجمہ میں خود اپنی طرف سے معمولی کا لفظ بڑھا دیا۔ قرآنِ عظیم تو بفضلہٖ تعالیٰ ہر قسم کی تحریف وتغییر وتبدیل ونقصان وزیادت سے پاک ہے تو ترجمے ہی میں پیوند لگا دیا اور مولوی کاکوروی صاحب کے اخبار ''النجم'' نے اس ناپاک کفری مضمون کو شائع بھی کرا دیا۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ اس کفری عبارت کے ردّ و اِبطال میں ابھی بہت کچھ کہنا ہے جو پھر کسی مجلس میں اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالىٰ ثُمَّ شَآءَ حَبِيْبُهٗ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم عرض کروں گا۔

سِيْرَةُ الْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ مِنَ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ الرَّفِيْعِ

مصنف: مولوی عبدالشکور کاکوروی

پھر یہی مولوی عبدالشکور کاکوروی مبلغِ وہابیہ صاحب اپنے رسالہ ''سِيْرَةُ الْحَبِيْبِ الشَّفِيْعِ

مِنَ الْكِتَابِ الْعَزِيْزِ الرَّفِيْع "کے صفحہ ۲۲ / پر جس کو اپنے اخبار "النجم" کے پرچہ نمبر ۵، جلد ۱۰، بابت ربیع الاوّل شریف ۱۳۴۲ھ میں شائع کیا ہے، لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علاوہ صادق اور امین ہونے کے نہایت نرم دل خلقِ خدا پر شفقت کرنے والے اور شیریں کلام تھے جیسا کہ آئندہ بیان ہوگا، لیکن باوجود ان محاسن عقلیہ کے محاسن شرعیہ سے آپ بالکل بے خبر تھے، محاسن شرعیہ کی اصل الوصول یعنی ایمان باللہ کی حقیقت بھی آپ نہ جانتے تھے۔ قَالَ تعالیٰ: "وَوَجَدَكَ ضَآلًّا فَهَدٰى" اور پایا اس پروردگار نے آپ کو راہ سے بے خبر پس ہدایت کی اس نے آپ کو۔ وَقَالَ: "مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ" نہیں جانتے تھے آپ کہ کیا چیز ہے کتابِ خدا اور نہ یہ جانتے تھے کہ ایمان باللہ کیا چیز ہے۔ وَقَالَ: "مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ" نہیں جانتے تھے اس کو آپ اور نہ آپ کی قوم کے لوگ۔ اخلاقی محاسن کے تین جز ہیں (۱) تہذیب اخلاق (۲) تدبیر منزل (۳) سیاستِ مُدُن۔ ان تینوں سے آپ قطعاً واصلاً بے خبر تھے، جب آپ یہ بھی نہ جانتے تھے کہ کتابِ الٰہی کیا چیز ہے اور ایمان کیا چیز ہے تو اور محاسن سے آپ کو کیوں کر آگاہی ہو سکتی تھی"۔

پھر یہی مبلغ وہابیہ مولوی کاکوروی صاحب اپنے "النجم" نمبر ۹، جلد ۳، بابت جمادی الاولیٰ ۱۳۴۴ھ کے صفحہ ۸ / پر لکھتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل از نبوت کتاب اللہ اور ایمان کی حقیقت ہی سے ناواقف تھے"۔

پہلے تو میں آپ سنی بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کردوں کہ پہلی آیت کریمہ جو مولوی کاکوروی صاحب نے لکھی اس کی تفسیر حضراتِ مفسرین اہل سنت رحمہم اللہ تعالیٰ نے یہ فرمائی کہ اور اے محبوب آپ کے رب نے آپ کو اپنی محبت اپنے عشق میں شیفتہ و وارفتہ پایا تو آپ کو مرتبہ "دَنَا فَتَدَلّٰى ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۝ (سورۂ نجم شریف، آیت نمبر ۸، ۹) اور اپنے قرب و وصال تک پہنچایا۔ یہاں ضال کے معنیٰ عشق و محبت میں از خود رفتہ ہونے والا اور ہدایت کے معنیٰ مطلوب و مقصود تک پہنچا دینا ہیں۔ دوسری آیت مبارکہ جو کاکوروی مبلغ وہابیہ صاحب نے لکھی اس کی تفسیر حضرات مفسرین اہل سنت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم نے یہ فرمائی کہ اے محبوب تم اپنے قیاس اور اپنی اٹکل سے کتابِ الٰہی اور ایمان کی حقیقت نہیں جانتے تھے "وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا" ، لیکن ہم نے اس کو نور کر دیا۔ (سورۂ

شوریٰ شریف، آیت نمبر ۵۲) مطلب یہ کہ تم کو کتابِ الٰہی اور ایمان کا علم قیاس اور اٹکل سے نہیں ہوا بلکہ نورِ الٰہی سے تم پر کتاب الٰہی اور ایمان کی حقیقت روشن ہوئی، قیاس اور اٹکل سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ تو یقینی نہیں ہوتا ظنی اور تخمینی ہوتا ہے لیکن تم کو نورِ الٰہی سے جو علم حاصل ہوئے ہیں وہ تو قطعی و یقینی ہیں جن میں نہ شک کی گنجائش نہ شبہ کی مجال، یہاں درایت کے معنیٰ اپنے اٹکل اور قیاس سے معلوم کرنا ہیں۔

تیسری آیت معظّمہ جو مبلغِ وہابیہ مولوی کاکوروی صاحب نے لکھی اس میں تحریف کر دی۔ اس سے پہلے تھا: تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَاۤ اِلَيْكَ یعنی یہ غیب کی خبریں ہیں جن کو اے محبوب ہم تمہیں وحی کے ذریعہ سے بتا رہے ہیں۔ (سورۂ ہود شریف، آیت نمبر ۴۹) اس کو کاکوروی صاحب نے الگ کتر لیا۔ پھر اس میں ''لَا تَعْلَمُهَا'' تھا جس کو مبلغِ وہابیہ صاحب نے ''لَا تَعْلَمُهٗ'' بنالیا۔ پھر اس کے بعد تھا ''مِنْ قَبْلِ هٰذَا''، یعنی وحی سے پہلے اس کو بھی مبلغ وہابیہ مولوی کاکوروی صاحب نے صاف الگ اڑایا۔ اس آیتِ مکرمہ کی تفسیر حضرات مفسرین اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے یہ فرمائی کہ اے محبوب یہ عظیم و وسیع و جلیل و کثیر علومِ غیبیہ جو تمہاری زبان اقدس سے تمہاری امت والے سن رہے ہیں یہ میرا کرم ہے کہ تم پر میں نے وحی فرما کر خفیہ و پوشیدہ طور پر علوم غیب تم کو عطا فرمائے ورنہ بغیر میرے بتائے ہوئے ان کو نہ تم جان سکتے تھے نہ تمہاری قوم والے ان کو معلوم کر سکتے تھے۔ یہاں علم سے قطعاً وہی علم مراد ہے جو قبل تعلیم الٰہی ہو کہ ہرگز ممکن ہی نہیں۔ اب ملاحظہ ہو کہ ان تینوں آیاتِ قرآنیہ کی غلط تفسیر گڑھ کر غلط ترجمے کر کے لفظی اور معنوی تحریفیں کر کے مبلغِ وہابیہ مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب نے اپنے نزدیک یہ ثابت کرالیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اگرچہ نبوت کے ظہور سے پہلے چالیس سال کی عمر تک جھوٹ بولنے سے، شرک کرنے سے، تمام فواحش عقلیہ سے پرہیز رکھتے تھے، سچے امانت دار، نہایت نرم دل، مخلوقِ خدا پر شفقت کرنے والے، شیریں کلام تھے، لیکن باوجود ان تمام فواحش عقلیہ سے مجتنب اور ان جملہ محاسن عقلیہ سے متصف ہونے کے پھر بھی چالیس سال کی عمر شریف تک معاذ اللہ تہذیبِ اخلاق اور تدبیر منزل اور سیاستِ مُدُن اور ایمان باللہ سے قطعاً بالکل بے خبر اور مطلقاً ناواقف تھے، چالیس سال تک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو معاذ اللہ نہ تو تہذیب آئی تھی نہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ پر ایمان حاصل تھا۔

آہ آہ! اس کفری ملعون عبارت میں مولوی کاکوروی صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ

وسلم کو کیا کہہ دیا، جس کو تہذیب نہیں آتی اُسے بے تہذیب کہتے ہیں اور جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں ہوتا اس کو کافر و بے ایمان کہتے ہیں۔

سنی مسلمان بھائیو! للہ انصاف کرو! مولوی کاکوروی صاحب کیا کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم چالیس سال کی عمر تک کیا تھے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ افسوس اور بے شمار افسوس کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی زبردست توہین و تنقیص ہورہی ہے، ہیہات ہیہات، ان ناپاک عبارتوں میں مولوی کاکوروی صاحب نے حضور اعلم الخلق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو معاذ اللہ جو کچھ کہہ ڈالا ہے وہ آپ سب حضرات سمجھ گئے ہوں گے میں تو بطور نقل بھی شان اقدس میں وہ ناپاک ملعون کلمات کہنے کی جرأت اپنے اندر نہیں پاتا۔ فَاِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

روئداد مباحثہ سلطان پور

مرتب: مولوی عبدالشکور کاکوروی

مولوی عبدالشکور کاکوروی مبلغ وہابیہ صاحب نے ایک رسالہ ''روئداد مباحثہ سلطان پور'' خود ہی مرتب کر کے اپنے ایک ذنب خاص منشی تصدق حسین معتمد انجمن حنفیہ سلطان پور کے نام سے احمدی پریس لکھنؤ میں چھپوایا اس کے صفحہ ۳۴ر میں سطر ۲ر سے سطر ۸ر تک خود مولوی کاکوروی صاحب فرماتے ہیں:

''تیسرا مسئلہ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہے حالانکہ ان کی کتاب نکال کر دیکھئے تو اصل حقیقت کھل جائے وہ صرف اتنا کہتے ہیں کہ خداوند عالم جل شانہٗ اپنے وعدے کے خلاف کرنے پر قادر ہے لیکن وہ ایسا نہیں کرے گا چوں کہ نقائص سے اس کی ذات پاک ہے اگر یہ مضمون قابل گرفت ہے تو حضرت نوح علیہ السلام بھی اس گرفت سے نہ بچیں گے، قرآن مجید میں ہے کہ خدا نے حضرت نوح علیہ السلام سے وعدہ کیا کہ ہم تم کو اور تمہارے اہل کو طوفان سے بچالیں گے، جب ان کا ایک کافر بیٹا ڈوبنے لگا تو عرض کرتے ہیں: رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحَاكِمِيْنَ یعنی اے میرے پروردگار میرا بیٹا میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ سچا ہے اور تو احکم الحاکمین ہے۔''

اس عبارت میں کاکوروی مبلغ وہابیہ مولوی عبدالشکور ایڈیٹر "النجم" صاحب نے صاف طور پر یہ بتایا ہے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تو صرف اتنا لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف کر تو سکتا ہے لیکن کرے گا نہیں کیونکہ وہ عیب و نقصان سے پاک ہے پھر مولوی دہلوی صاحب کی اس عبارت پر اعتراض ہی کیا ہے اگر اس پر اعتراض کرتے ہو تو تمہارا اعتراض حضرت نوح علیہ السلام پر بھی ہو، کیونکہ حضرت نوح علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے وعدہ تو یہ فرمایا تھا کہ تم کو اور تمہارے اہل کو طوفان سے بچالوں گا لیکن ان کے کافر بیٹے کو جو اُن کے اہل میں سے تھا طوفان سے نہیں بچایا، اللہ تعالیٰ کی اس وعدہ خلافی کو دیکھ کر حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کی کہ اللہ تو نے تو وعدہ کیا تھا کہ تجھ کو اور تیرے اہل کو طوفان سے بچالوں گا پھر بھی میرے بیٹے کو جو میرے اہل میں سے ہے طوفان سے نہیں بچایا حالانکہ تیرا وعدہ تو سچا ہے اور تو تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے۔ یعنی حضرت نوح علیہ السلام نے تو اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلاف اور دروغ گو بتادیا۔ (معاذ اللہ)

مطلب یہ ہوا کہ جب اللہ تعالیٰ کو حضرت نوح علیہ السلام کے وعدہ خلاف دروغ گو بتادینے پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا پھر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے تو اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلاف اور دروغ گو بھی نہیں بتایا بلکہ صرف اتنا ہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وعدہ خلافی و دروغ گوئی صرف ممکن ہی ہے واقع کبھی نہ ہوگی۔ تو مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب پر کیوں کر اعتراض ہوسکتا ہے۔ حالانکہ تمام اہل سنت کا ایمان و اعتقاد ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہرگز اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا اور حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی اللہ عزوجل کو ہرگز وعدہ خلاف نہیں بتایا۔ حضرت سیدنا نوح نجی اللہ تو حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ ایک فاسق و فاجر گنہگار سیہ کار مسلمان بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کو معاذ اللہ وعدہ خلاف اور دروغ گو ہرگز نہیں بتاسکتا اور اگر بتائے تو ہرگز مسلمان ہی نہ رہے گا، قطعاً یقیناً بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ہوجائے گا۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اس وقت شفقت پدری کے سبب حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اہل کے معنیٰ دنیوی ظاہری رشتہ و نسب رکھنے والا تصور فرمائے کہ عام طور پر لوگ اس لفظ سے یہی معنیٰ مراد لیتے ہیں لیکن وعدۂ الٰہیہ میں اہل کے معنیٰ دینی مذہبی رشتہ و علاقہ رکھنے والا اتباع و پیروی کرنے والا مراد تھے، حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کی عرض کا مطلب صرف یہ تھا کہ وعدہ تو تیرا یقیناً سچا اور حق ہے لیکن میرا بیٹا ڈوب گیا تو اے رب

مجھے بتادے کہ تیرے وعدے میں اہل سے کیا مراد تھی۔ جواب میں فرمایا گیا کہ "یٰنُوۡحُ اِنَّهٗ لَیۡسَ مِنۡ اَهۡلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَیۡرُ صَالِحٍ" یعنی اے نوح بے شک تمہارا وہ بیٹا کنعان جو ڈوب گیا تمہارے اہل میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے کام بڑے نالائق ہیں۔ (سورۃ ہود شریف، آیت نمبر ۴۶) معلوم ہوگیا کہ نسبی قرابت سے دینی قرابت افضل واعلیٰ وارفع واقویٰ ہے اور وعدۂ الٰہیہ میں اہل سے نسبی قرابت والے مراد نہ تھے، بلکہ دینی قرابت والے ہی مراد تھے۔

امام اہل سنت حضرت شیخ ابومنصور ماتریدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیٹا کنعان منافق تھا، اپنے والد ماجد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے اپنے آپ کو مؤمن ظاہر کرتا تھا اگر وہ اپنے کفر کو ظاہر کردیتا تو حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام ہرگز یہ عرض نہ کرتے جس کا مفاد صرف اس قدر تھا کہ اگر میرا بیٹا کنعان میرے اہل میں داخل نہیں ہے تو اے رب مجھے بتادے کہ اہل سے تیری کیا مراد ہے؟ اور اگر میرے اہل میں داخل ہے تو اس کے ہلاک کردئے جانے میں تیری جو حکمت ہے وہ مجھے بتادے۔

لیکن مولوی کا کوروی ایڈیٹر "النجم" مبلغ وہابیہ عبدالشکور صاحب نے اس نجس عبارت میں صاف طور پر کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ حضرت نوح علیہ السلام سے وعدہ خلافی اور دروغ گوئی کرچکا ہے اور حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلاف اور دروغ گو بتاچکے ہیں۔ جب اس پر کوئی اعتراض نہیں تو مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے اس قول پر کہ خدا تعالیٰ وعدہ خلافی ودروغ گوئی کرسکتا ہے مگر کرے گا نہیں، کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔

تقویۃ الایمان

مطبوعہ: مطبع مجیدی کانپور

مصنف: امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی

انہیں وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام "تقویۃ الایمان" مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور کے صفحہ ۱۳ر پر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

"یہ یقین جان لینا چاہئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے"

یہ عبارت کفریہ ابتدائے بیان کے کچھ ہی دیر بعد سنا چکا ہوں اب دوبارہ پھر وہی عبارت نکل آئی، اچھا خیر، پھر دوبارہ اس کا رَدسُن لیجئے ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے بڑے مرتبے والے مخلوق حضور اقدس سید عالم ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مرتبے سے چھوٹے مرتبے والے مخلوق دوسرے انبیاء و مرسلین اور ملائکہ ہیں۔ علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ تو امام الوہابیہ نے اس عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ودیگر مرسلین وانبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار کے برابر نہیں بلکہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل کہہ دیا جس کا صاف مطلب ہوا کہ چمار کی بھی کچھ عزّت اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اور دیگر انبیاء و مرسلین و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ و السلام کی عزّت اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے اتنی بھی نہیں جتنی چمار کی ہے۔ آہ صد آہ! کہ حضور اقدس سید الاعزین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی کھلی ہوئی توہین و تنقیص کی جارہی ہے۔ اگر کسی وہابی دیوبندی کے سامنے یہ کہا جائے کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی و مولوی قاسم نانوتوی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحبان اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے اُلّو، گدھے، کتّے، سور سے بھی زیادہ ذلیل ہیں تو کیا اس وہابی دیوبندی کو گوارا ہوگا؟ کیا وہ اس عبارت کو اپنے مولویوں کی توہین نہیں سمجھے گا؟ اور اگر ایسا کہنے میں وہابی دیوبندی مولویوں کی توہین ہے تو پھر حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم و دیگر مرسلین وانبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتانا حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم و دیگر مرسلین وانبیاء و ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کیسی شدید توہین و تنقیص ہوگی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

حالانکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے: اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ ○ ذِيْ قُوَّةٍ عِنْدَ ذِي الْعَرْشِ مَكِيْنٍ ○ مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِيْنٍ ○ یعنی بے شک یہ قرآن ایسے رسول کا پڑھنا ہے جو بزرگی والا ہے قوت والا ہے، عرش کے مالک کے حضور عزّت والا ہے وہاں اس کا حکم چلتا ہے، امانت دار ہے۔ (سورۂ تکویر شریف، آیت نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱) اور اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرماتا ہے: وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا یعنی اور موسیٰ اللہ کے حضور وجاہت و آبرو والا ہے۔ (سورۂ احزاب شریف، آیت نمبر ٦٩) اور اللہ تعالیٰ حضرت سیدنا عیسیٰ کلمۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق فرماتا

ہے: وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ○ یعنی عیسیٰ دنیا وآخرت میں وجاہت وآبرو والا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقربانِ بارگاہ میں سے ہے۔ (سورۂ آل عمران شریف، آیت نمبر ۴۵) اللہ تبارک و تعالیٰ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا اور آخرت میں آبرو والا اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے حضور وجاہت والا اور اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بزرگی والا اور اپنے حضور عزت والا فرما رہا ہے۔ لیکن امام الوہابیہ دہلوی ہر ایک بڑے اور چھوٹے مخلوق کو اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل بتا رہا ہے۔ یہ قرآنِ عظیم کی کیسی زبردست تکذیب ہے۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۵۰/ وصفحہ ۵۱/ پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرّہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں''۔

ہر اُردو داں بھی جانتا ہے کہ مٹی اور بالو کے باریک ترین اجزا کو ذرّے کہتے ہیں جو تمام انسانوں جانوروں کے پاؤں کے نیچے ہر وقت روندے جاتے ہیں۔ آہ صد آہ! کہ اس ناپاک عبارت میں اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام اولیائے کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کو بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے تمام انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے سامنے ایک ذرّہ ناچیز سے بھی زیادہ گھٹیا بتا دیا اور پھر بھی اسلام وایمان کا دعویٰ باقی ہے۔ حیف صد حیف! ایک کلمہ پڑھنے والا مسلمان کہلانے والا مولوی یوں کہہ رہا ہے کہ ایک ناچیز حقیر ذرّے کی بھی کسی نہ کسی قدر وقعت اللہ تعالیٰ کے روبرو ہے لیکن کسی نبی اور کسی ولی کو اللہ تعالیٰ کے روبرو اس قدر وقعت بھی نہیں جتنی وقعت اس کے روبرو ایک حقیر ذرّے کی ہے۔

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

قرآن عظیم فرماتا ہے: وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ط یعنی اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا بیشک میں زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۳۰) اور فرماتا ہے: سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ○ تمام جہانوں میں نوح پر سلام۔ (سورۂ صافّات شریف، آیت نمبر ۷۹) اور فرماتا ہے: وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرٰهِيْمَ خَلِيْلًا ○ یعنی اور اللہ نے ابراہیم کو دوست بنالیا۔ (سورۂ نساء شریف، آیت نمبر ۱۲۵) اور فرماتا ہے: وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا ○ یعنی اور اللہ نے موسیٰ سے بلاواسطہ کلام فرمایا۔ (سورۂ نساء شریف، آیت

نمبر ۱۶۵) اور فرماتا ہے: وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ط
یعنی اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو کھلی ہوئی نشانیاں عطا فرمائیں اور پاکیزگی کی روح سے ان کی مدد فرمائی۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۸۷) اور فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ○ یعنی اور اے محبوب ہم نے تم کو نہیں بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔ (سورۂ انبیاء شریف، آیت نمبر ۱۰۷) اور فرماتا ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو کہ اللہ تم کو محبوب بنالے گا۔ (سورۂ آل عمران شریف، آیت نمبر ۳۱) اور فرماتا ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ یعنی اور ہم نے کسی رسول کو نہیں بھیجا مگر اسی لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی جائے۔ (سورۂ نساء شریف، آیت نمبر ۶۴) اور فرماتا ہے: فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِیّٖنَ مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ یعنی تو اللہ نے نبیوں کو بھیجا خوشخبری دیتے ہوئے ڈرسناتے ہوئے۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۲۱۳) اور فرماتا ہے: اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ یعنی آگاہ ہو بے شک اللہ کے اولیاء ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔ (سورۂ یونس شریف، آیت نمبر ۶۲) اس قسم کی سیکڑوں آیاتِ قرآنیہ بلا مبالغہ بعونِ اللہ تعالیٰ وبعونِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تلاوت کرسکتا ہوں لیکن وقت کم ہے اور مضمون زیادہ لہٰذا اس وقت انہی دس آیاتِ مبارکہ سنانے پر اکتفا کرتا ہوں۔

اِن آیاتِ مقدسہ نے صاف فرمادیا کہ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام زمین میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ونائب ہیں، حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہر ایک جہاں میں اللہ تعالیٰ کا سلام ہے، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنا دوست بنایا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اللہ تعالیٰ نے بلاواسطہ کلام کیا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے روشن معجزے عطا فرمائے اور روح القدس سے ان کی تائید فرمائی، حضور اقدس سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے تمام جہانوں کے واسطے رحمت بنا کر بھیجا، جس طرح ہر ایک عالم کا ہر ایک ذرّہ، ہر ایک قطرہ، ہر ایک پتہ، ہر ایک ریزہ، ہر ایک بندہ اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا محتاج ہے۔

اسی طرح اس نے ہر ایک جہان کے ہر ایک ذرّے، ہر ایک قطرے، ہر ایک پتّے، ہر ایک ریزے، ہر ایک بندے کو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رحمت کا بھی محتاج بنایا۔ حضور

اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے ایسے محبوب ہیں کہ جو اُن کا تبع، اُن کا غلام بن جاتا ہے اس کو بھی اللہ تبارک وتعالیٰ اپنا محبوب بنالیتا ہے۔ جتنے رسول وپیغمبر علیہم الصلوٰۃ والسلام دنیا میں تشریف لائے وہ سب اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے فرمانروا وحکمراں بن کر تشریف لائے جس قدر نبی و رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ کی طرف سے بھیجے گئے ان سب کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی نعمتوں اور اپنے عذابوں کا جو عالم غیب میں ہیں علم غیب عطا فرمایا کہ دنیا میں تشریف لاکر ان حضرات کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اللہ عزوجل کے بندوں کو ان نعمتوں کی خوشخبری دی اور ان عذابوں سے ڈرایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کے اولیاء کا یہ مرتبہ ہے کہ ان پر دنیا وآخرت میں نہ کسی قسم کا خوف ہے نہ کبھی کسی طرح کا انہیں رنج ہوگا۔

ان آیاتِ قدسیہ نے بتادیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے انبیاء واولیاء کی اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور یہ وقعتیں یہ عزتیں ہیں، یہ شانیں یہ رفعتیں ہیں۔ کیا معاذ اللہ ہر ایک ناچیز وحقیر ذرّے کی بھی اللہ عزوجل کے حضور یہ وقعت ہے؟ تو اس ناپاک عبارت میں مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ صاحب نے قرآن پاک کی اِن سب آیاتِ مبارکہ کو بھی منھ بھر کر جھٹلادیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اسی ''تقویۃ الایمان'' میں جو تمام وہابیوں دیوبندیوں کا عین اسلام ہے صفحہ ۵۳ پر یہی امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''غیب کی بات اللہ ہی جانتا ہے رسول کو کیا خبر''۔ (معاذ المولیٰ تعالیٰ)

اس نجس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ رسول کو غیب کی کچھ خبر نہیں، رسول کو غیب سے مطلقاً نادان و بے خبر بتادیا، رسول کو غیب سے قطعاً جاہل و بے علم ٹھہرادیا۔ افسوس صد ہزار افسوس کہ مسلمانوں کے ایک مولوی کہلانے والے کے گندے قلم سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی گندی اہانت ہورہی ہے۔ قرآن عظیم فرماتا ہے: اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ یعنی اللہ سے ڈرنے والے وہی ہیں جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۳) ہر مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ غیب ہی کی باتوں کو دل سے سچا ماننے کا نام ایمان ہے اور زبان سے ان کو سچا ماننے کا اقرار کرنا ایمان کی شرط ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو معلومات حاصل کرنے اور جاننے کے جو عادی ذریعے عطا فرمائے ہیں کہ بحکم الٰہی آنکھ سے دیکھ کر، کان سے سُن کر، ناک سے سونگھ کر، زبان سے چکھ کر، جسم سے

چھو کر، عقل سے سوچ کر، نامعلوم چیز کو معلوم کرلیا جاتا ہے، اِن عادی ذریعوں سے عادی طور پر جو چیزیں معلوم ہوں وہ شہادت ہیں اور جو باتیں ان مُدرِکات عادیہ سے عادتاً معلوم نہ ہوسکیں ان کو اصطلاحِ شریعت میں غیب کہتے ہیں۔ شریعت میں نبیوں، رسولوں کا منصب ہی یہ ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ سے غیب کی باتوں کا قطعی یقینی علم اصالۃً حاصل کریں، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کے بندوں کو ان امور غیبیہ کی خبر دیں، بندگانِ خدا ان سے غیب کی خبریں سُن کر دل سے ان کو سچا مانیں، زبان سے ان کو سچا ماننے کا اقرار کریں اور بتوفیق اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ مومن بالغیب ہو کر سچے مسلمان بن جائیں۔ نبوت کے معنیٰ ہی شرعاً یہ ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے اصالۃً بلا واسطہ غیب پر یقینی اطلاع حاصل ہو، اصطلاح شریعت میں نبی اسی کو کہتے ہیں جس کو رب العزّت عالم الغیب والشہادۃ جل جلالہٗ کی بارگاہ سے غیب کا یقینی علم اصالۃً عطا فرمایا جائے وَالْوَلِیُّ تَابِعٌ لَّهٗ یَأْخُذُ عَنْهُ اور غیب کا علم یقینی حاصل کرنے میں ہر نبی کی امت کے اولیاء اسی نبی کے تابع ہیں کہ اپنے نبی سے حاصل کرتے ہیں۔ مسلمانانِ اہل سنت کا ایمان ہے کہ غیب کا علم یقینی نبی کو وحیٔ الٰہی سے اور نبی کے صدقے اور توسط میں ولی کو الہامِ خداوندی سے حاصل ہوتا ہے، پھر نبی اپنی امت کو اور ولی اپنے متبعین کو جس قدر حکم الٰہی ہوتا ہے اسی قدر علوم غیبیہ عطا فرماتا ہے اس کے سوا بندوں کے لیے غیب کا علم یقینی حاصل ہونے کا قطعاً کوئی اور ذریعہ نہیں نہ کسب و ریاضت کو غیب کا یقینی علم حاصل ہونے میں ہرگز کچھ دخل ہے۔ کسب و ریاضت سے امورِ مخفیہ کا جو کچھ علم حاصل ہوگا وہ کشف ہوگا علم غیب ہرگز نہ ہوگا۔ اب ملاحظہ کیجیے اس عبارت میں امام الوہابیہ نے رسول کو غیب سے مطلقاً بے خبر و بے علم بتا کر تمام انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے منصبِ نبوت و مرتبۂ رسالت کو قطعاً جھٹلا کر کیسی زبردست اہانت کی ہے اور آیت کریمہ "یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ" کی بھی تکذیب کی ہے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ۔

کمالات نبوت تو کمالات نبوت ہیں، کشف تو کمالاتِ ایمان سے بھی نہیں کشف تو جوگیوں اور سنیاسیوں کو بھی مجاہدات و ریاضاتِ شاقہ کرنے سے حاصل ہو جایا کرتا ہے۔ البتہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ سے اصالۃً جو علم غیب عطا فرمایا جائے وہ یقیناً اعلیٰ ترین کمالاتِ نبوت میں سے ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا ۙ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ یعنی اللہ عالم الغیب ہے تو وہ اپنے غیب پر اپنے پسندیدہ رسولوں کے سوا کسی اور کو مسلط نہیں فرماتا

(سورۂ جن شریف، آیت نمبر ۲۶، ۲۷) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ یعنی اور اے عام لوگو! اللہ تم کو غیب پر مطلع نہیں فرمائے گا لیکن وہ اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہتا ہے چن لیتا ہے۔ (سورۂ آلِ عمران شریف، آیت نمبر ۱۷۹) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا هُوَ عَلَى الْغَيْبِ بِضَنِيْنٍ ۝ یعنی اور رسول غیب پر بخیل نہیں۔ (سورۂ تکویر شریف، آیت نمبر ۲۴) مطلب یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو علم غیب آتا ہے تو وہ علم غیب کے بارے میں تم پر بخل نہیں فرماتے بلکہ تم کو بھی غیب کا علم عطا فرماتے ہیں۔

ترجمۂ قرآن مجید شیخ الہند اسیر مالٹا مولوی محمود حسین دیوبندی

مطبوعہ: مدینہ پریس بجنور

چنانچہ وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ الہند اسیر مالٹا مولوی محمود حسن دیوبندی صاحب اس آیت کریمہ کا ترجمہ یوں لکھتے ہیں:

''اور یہ غیب کی بات بتانے میں بخیل نہیں''

(ملاحظہ ہو قرآن مجید ترجمۂ شیخ الہند مطبوعہ مدینہ پریس بجنور صفحہ ۹۳۶)

اور وہابیوں دیوبندیوں کے شیخ التفسیر مولوی شبیر احمد دیوبندی صاحب اس آیت مبارکہ کی تفسیر یوں لکھتے ہیں:

''یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہوں یا مستقبل سے یا اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذاہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے اوران چیزوں کے بتلانے میں ذرا بخل نہیں کرتا نہ اجرت مانگتا ہے نہ نذرانہ، نہ بخشش، پھر کاہن کا لقب اس پر کیسے چسپاں ہوسکتا ہے کاہن محض ایک جزئی اور نامکمل بات غیب کی سو جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے اور اس کے بتلانے میں اس قدر بخیل ہے کہ بدون مٹھائی یا نذرانہ وغیرہ وصول کیے، ایک حرف زبان سے نہیں نکالتا پیغمبروں کی سیرت سے کاہنوں کی پوزیشن کو کیا نسبت؟

(ملاحظہ ہو قرآن مجید مترجم بترجمۂ شیخ الہند مذکور صفحہ ۹۳۷)

ظاہر ہے کہ جس کو خود ہی غیب کی خبر نہ ہو وہ دوسرے کو غیب کی خبر ہرگز نہیں دے سکتا تو اس عبارت میں مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ صاحب نے رسول کو غیب سے مطلقاً بے خبر بتا کر اِن آیاتِ قرآنیہ

کو یکسر جھٹلا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اس عبارت سے دو سطر پہلے وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے اسی صفحہ ۵۳ / پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''سارا کاروبار جہان کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''

اللہ اکبر! کیسا نجس اندازِ گفتگو ہے کتنی ناپاک طرزِ کلام ہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' ہر شخص اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے کہ جہان کے کاروبار میں بحکم الٰہی جہاں والوں کے چاہنے سے کیا کیا کچھ ہو چکا ہے اور کیا کیا کچھ ہو رہا ہے۔ لیکن وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں رسول کی یہ بے قدری و بے وقعتی ہے کہ ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا'' ایمان والے جانتے ہیں کہ پہلے قبلہ بیت المقدس تھا، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مع صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بیت المقدس ہی کی طرف منھ کر کے نماز ادا فرماتے۔ کچھ مہینوں کے بعد قلب اقدس میں یہ خیال مبارک پیدا ہوا کہ اگر کعبۂ معظمہ ہمارا قبلہ بن جاتا تو اس سے اچھا ہوتا کیونکہ اس کی تعمیر ہمارے جد کریم حضرت خلیل اللہ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام بالتکریم نے فرمائی تھی اور اس کی تعمیر کے لیے پتھر اور گارا ہمارے جد جلیل حضرت ذبیح اللہ اسمٰعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام بالتجبیل ڈھو ڈھو کر لاتے تھے۔ یہ خیال اقدس صرف قلب مبارک ہی میں تھا زبان مقدس سے دعا نہیں عرض کی تھی کہ ''اَللّٰھُمَّ اجْعَلِ الْکَعْبَۃَ قِبْلَۃً لَّنَا'' یعنی اے اللہ کعبے کو ہمارے لیے قبلہ بنادے۔ لیکن جب بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہم مسلمانانِ اہل سنت اس عقیدۂ حقہ پر ایمان رکھتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اللہ عزوجل کے ایسے محبوب ہیں کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی رضا چاہتا ہے، تو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی جانتے ہیں کہ اللہ عزوجل کے ایسے محبوب ہیں کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ ہماری رضا چاہتا ہے، لہٰذا اگرچہ ہم نے زبان سے تو اللہ عزوجل کی بارگاہ میں یہ دعا نہیں عرض کی ہے کہ اے اللہ! ہمارے لیے کعبہ کو قبلہ بنادے لیکن ہم چاہتے تو ہیں کہ کعبہ قبلہ بن جائے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ تو ہماری دلی خواہش کو جانتا ہے اس لیے دیکھیں تو حضرت جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان کی طرف سے حکم الٰہی لا رہے ہیں کہ کعبے کی طرف منھ کر لو اور بار بار حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم چہرۂ اقدس آسمان کی طرف متوجہ فرما کر ملاحظہ فرماتے ہیں۔

حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہی ادائے محبوبانہ ہے کہ عین اسی حالت میں کلامِ الٰہی نازل ہوتا ہے: قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ج فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰهَا ص فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط یعنی بے شک بار بار تمہارا آسمان کی طرف چہرۂ انور پھیر کر ملاحظہ فرمانا ہم دیکھ رہے ہیں تو بیشک ضرور ہم تم کو اسی قبلے کی طرف پھیر دیں گے جس کو تم پسند کرتے ہو تو اپنا چہرہ حرمت والی مسجد (کعبے) کی طرف پھیر دو۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۱۴۴)

الحمد للہ! مسلمانانِ اہل سنت جانتے اور مانتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے جہان کا سارا کاروبار ہوتا ہے جو رسول چاہتا ہے وہی ہوتا ہے، جو رسول نہیں چاہتا وہ ہرگز نہیں ہوتا، کیونکہ رسول وہی چاہتا ہے جو خدا چاہتا ہے، رسول کی رضا خدا ہی کی رضا ہے۔

جو وہ چاہیں گے وہ ہوگا اور وہ جو چاہیں کریں
رب ہی جب چاہے نہیں پھر ان کا چاہا کیوں نہ ہو

خدا کی رضا چاہتے ہیں دوعالم　　　خدا چاہتا ہے رضائے محمد

جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہ الاکرم و محبوبہ الاعظم و علیٰ آلہ و اصحابہ وبارك وسلم

بہر حال! آپ حضرات بنظر انصاف ملاحظہ فرمارہے ہیں کہ امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے اس عبارت میں آیاتِ قرآنیہ کو جھٹلا دیا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۳۷ پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں''

العظمۃُ لِلّٰہ! کیسی گستاخانہ عبارت ہے حضور اقدس شہنشاہِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے نام اقدس کے قبل یا بعد اور حضرت مولیٰ علی مشکلکشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام پاک سے آگے یا پیچھے ادب و تعظیم کا مطلقاً ایک لفظ بھی نہ اوّل میں ''حضور'' یا ''حضرت'' یا ''جناب'' ہے، نہ آخر میں ''صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم'' یا ''علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام''

یا ''رضی اللہ تعالیٰ عنہ'' یا ''کَرَّمَ اللہُ تعالیٰ وجھہ'' ہے۔ جس طرح اپنے سے چھوٹے کسی معمولی حیثیت والے شخص کا نام لیا جاتا ہے بالکل اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وحضرت مولائے کائنات علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ کے پاک مبارک نام لے لیے ہیں کہ آریوں کا کوئی پنڈت یا عیسائیوں کا کوئی پادری بھی اس طرح حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام و مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیارے نام ہرگز نہیں لیتا وہ بھی کم از کم اوّل میں حضرت یا جناب کا لفظ اور آخر میں صاحب کا لفظ تعظیم کے لیے اضافہ کر دیا کرتا ہے۔ پھر کہنا یہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ تو اپنے پیارے رسول علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی شان یہ بیان فرماتا ہے: اِنَّہٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ کَرِیْمٍ ۝ ذِیْ قُوَّۃٍ عِنْدَ ذِی الْعَرْشِ مَکِیْنٍ ۝ مُطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ ۝ یعنی بے شک یہ عزت والے رسول کا پڑھنا ہے جو قوت والا ہے، مالک عرش کے حضور عزت والا وہاں اس کا حکم چلتا ہے امانت دار۔ (سورۂ تکویر شریف، آیت نمبر ۱۹، ۲۰، ۲۱) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: اَغْنٰھُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ یعنی اللہ اور اس کے رسول نے ان کو اپنے فضل سے دولت مند کر دیا۔ (سورۂ توبہ شریف، آیت نمبر ۷۴) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللہُ سَیُؤْتِیْنَا اللہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللہِ رٰغِبُوْنَ ۝ یعنی اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اور اس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہم کو اللہ اور اس کا رسول اپنے فضل سے بے شک ہم اللہ ہی کی طرف رغبت کرنے والے ہیں۔ (سورۂ توبہ شریف، آیت نمبر ۵۹) حضور اقدس خلیفۃ اللہ الاعظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو کسی چیز کا بھی مطلقاً مختار نہ ماننا اِن آیاتِ قرآنیہ کی کھلی ہوئی تکذیب ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' مطبوعہ مطبع مجیدی کانپور کے صفحہ ۳۳؍ پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل صاحب دہلوی لکھتے ہیں:

''اللہ صاحب نے اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ اپنے قرابتیوں کو ڈرا دیوے سو انہوں نے سب کو بلکہ اپنی بیٹی تک کو کھول کر سنا دیا کہ قرابت کا حق ادا کرنا اسی چیز میں ہوسکتا ہے کہ اپنے اختیار میں ہو سو یہ میرا مال موجود ہے اس میں مجھ کو کچھ بخل نہیں اور اللہ کے ہاں کا معاملہ میرے اختیار سے باہر ہے وہاں میں کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور کسی کا وکیل نہیں بن سکتا سو وہاں کا معاملہ ہر کوئی اپنا اپنا درست کرے اور دوزخ

سے بچنے کی ہر کوئی تدبیر کرے''۔

اور وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۲۵ / پر یہی امام الوہابیہ صاحب لکھتے ہیں کہ:

''اللہ نے پیغمبر کو حکم کیا کہ لوگوں کو سنا دیویں کہ میں آپ ہی کو ڈرتا ہوں اور اللہ سے ڈرے اپنا کوئی بچاؤ نہیں جانتا سو دوسروں کو کیا بچا سکوں''

اِن دونوں عبارتوں میں صاف کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم خود اپنے ہی لیے ڈر رہے ہیں وہ کسی اور کو تو کیا خود ہی اپنی بیٹی کو بھی دوزخ سے نہیں بچا سکتے۔ اَلْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ! مقدس دین اسلام کی حقانیت پر کیسا زبردست حملہ ہے ایسے ہی مولوی کہلانے والوں کی ایسی ہی ناپاک عبارتوں کو دیکھ کر عیسائی پادریوں نے اعتراض کیا ہے کہ جب پیغمبر اسلام اپنی بیٹی کو بھی جہنم سے نہیں بچا سکتے، پیغمبر اسلام خود اپنے ہی لیے ڈر رہے ہیں کہ معاذ اللہ جہنم سے بچوں گا یا نہیں تو دین اسلام کسی کی نجات کا کفیل وضامن نہیں حالانکہ اس مضمون کی جس قدر آیات قرآنیہ واحادیث کریمہ ہیں ان کا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اور حضور کے اہل بیت طہارت علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام کو سنایا جائے اور عوام اہل اسلام کو ڈرایا جائے کہ محبوبان خدا علیٰ سیدہم وعلیہم الصلوٰۃ والسلام والثنا کے ساتھ ان کو جو نسبت حاصل ہے اسی پر بھروسہ کر کے کہیں ایسا نہ ہو کہ اوامر الٰہیہ کی بجا آوری اور نواہئ الٰہیہ سے پرہیز یکسر چھوڑ بیٹھیں۔ یہ بھی کلام کی ایک شانِ بلاغت ہے کہ خواص کو سنانا اور عوام کو ڈرانا اس سے مقصود ہو۔ ہندی میں بھی مثل ہے کہ بیٹی سے کہو بہو کان دھرے۔ ورنہ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرات خلفائے اربعہ وسائر عشرۂ مبشرہ واصحاب بدر واصحاب احد واصحاب بیعۃ رضوان رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں تمام ازواج مطہرات امہات المؤمنین وجملہ بنات مقدسات رضی اللہ تعالیٰ عنہن وحسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما قطعی جنتی ہیں کہ خصوصی طور پر ان تمام حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے ہر ایک سے قطعی طور پر جنتی ہونے کا وعدہ فرمالیا گیا ہے۔ اور یوں تو عام طور پر تمام صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے آخرت کی بھلائی کا اور جملہ اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے طاہر ومطہر فرما دینے کا وعدہ فرمالیا گیا ہے، لیکن حضرت سیدنا مولیٰ علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرات حسنین کریمین رضی اللہ

تعالیٰ عنہما کا اور حضرات ازواج مطہرات امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کا وہ مرتبۂ جلیلہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان حضرات کرام سے مؤدت وتعظیم ومحبت رکھنا فرض فرمایا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْراً اِلاَّ الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ میں تم سے اس (دعوت الی الحق اور تبلیغ اسلام) پر کوئی اجرت مزدوری نہیں مانگتا مگر تم سے یہ ضرور طلب کرتا ہوں کہ تم میرے قرابت داروں سے مؤدت اور تعظیم ومحبت رکھو۔ (سورۂ شوریٰ شریف، آیت نمبر ۲۳) ظاہر ہے کہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے یہ کہہ کر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام خود اپنے ہی آپ کو ڈرتے ہیں، وہ اپنی بیٹی کو بھی جہنم سے نہیں بچاسکتے۔ ان عبارتوں میں اس آیت قرآنیہ کی کھلی ہوئی تکذیب بھی کی۔ حضرت سیدہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی توہین بھی کی اور خود حضور اقدس مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اہانت بھی کی۔

وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کا مرتبہ اس قدر ہلکا ہے کہ معاذ اللہ وہ اپنے آپ ہی کو ڈرتے ہیں، وہ اپنی صاحبزادی کو بھی جہنم سے نہیں بچاسکتے پھر کسی اور کو کیا بچاسکیں گے، لیکن وہابیہ دیوبندیہ کے پیران پیر سید احمد صاحب رائے بریلوی جو امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کے پیر تھے ان کے مرتبے کو وہابی دیوبندی لوگ اس سے بہت زیادہ بلند وبالا مانتے ہیں۔

کتاب: صراط مستقیم

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب

مطبوعہ: مطبع قیومی کانپور

چنانچہ یہی امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب اپنی کتاب "صراط مستقیم" مطبع قیومی کے صفحہ ۱۵۰ / پر لکھتے ہیں:

"شخصے بجناب حضرت ایشاں استدعائے بیعت نمود، حضرت دراں ایام علی العموم اخذِ بیعت نمی کردند بناءً علیہ ملتمس آن شخص را ہم قبول نفرمودند، آن شخص بیش از بیش الحاح کردہ کہ حضرت ایشاں باآں شخص فرمودند کہ یک دو روز توقف باید کرد بعد ازاں ہرچہ مناسب وقت خواہد شد ہماں بعمل خواہد آمد، باز

حضرت ایشاں بنابر استفسار واستید ان بجناب حضرت حق متوجہ شدند وعرض نمودند کہ بندہ از بندگان تو استدعا می کند کہ بیعت بمن نماید وتو دستِ مرا فرا گرفتۂ و ہر کہ دریں عالم دست کسے را می گیرد پاس دستگیری ہمیشہ می کند واوصافِ ترا با خلاق مخلوقات ہیچ نسبتے نیست پس دراں معاملہ چہ منظور ست، ازاں طرف حکم شد کہ ہر کہ بر دستِ تو بیعت خواہد کرد گولکو کہا باشند ہر ایک را کفایت خواہم کرد"۔

یعنی ایک شخص نے ہمارے پیر سید احمد صاحب کی خدمت میں بیعت کرنے، مرید ہونے کی خواہش عرض کی۔ ہمارے پیر صاحب ان دنوں میں عام طور پر بیعت نہیں لیتے تھے، مرید نہیں کرتے تھے، اسی بناء پر اس شخص کی درخواست کو بھی قبول نہ فرمایا اس شخص نے زیادہ سے زیادہ خوشامد کے ساتھ اصرار کیا یہاں تک کہ ہمارے پیر صاحب نے اس شخص سے فرمایا کہ ایک دو دن توقف کرنا اور ٹھہر جانا چاہیے۔ اس کے بعد جو کچھ اس وقت مناسب ہوگا وہی عمل میں آئے گا۔ پھر ہمارے پیر صاحب پوچھنے اور حکم لینے کے لیے اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہوئے اور عرض کیا کہ تیرے بندوں میں سے ایک بندہ خواہش کرتا ہے کہ مجھ سے بیعت کرے اور تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا ہے اور اس جہاں میں جو شخص کسی کے ہاتھ کو پکڑ لیتا ہے ہمیشہ ہاتھ پکڑنے کا لحاظ کرتا ہے اور تیری صفتوں کو تمام مخلوقات کی عادتوں کے ساتھ کچھ نسبت ہی نہیں تو اس معاملے میں کیا منظور ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا کہ جو شخص تیرے ہاتھ پر بیعت کرے گا اگر چہ لاکھوں ہوں گے ہر شخص کی میں کفایت فرماؤں گا یعنی اس کی ہر قسم کی کار برآری دنیا میں اور ہر طرح کی حاجت روائی آخرت میں کروں گا۔

اللہ اکبر! یہ ہے وہابیہ مرتدین و دیوبندیہ زندیقین کا ناپاک عقیدہ کہ رسول اللہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تو اپنی شاہزادی رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی جہنم سے نہیں بچا سکتے لیکن امام الوہابیہ صاحب کے پیر جی کے اگر لاکھوں کروڑوں مرید بھی ہوں تو ان سب کو اللہ تعالیٰ بخش دے گا ان کی دنیا و آخرت کی ہر ایک حاجت پوری کر دے گا۔

کیوں سنی مسلمان بھائیو! جو شخص اپنے پیر کے مرتبے کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مرتبے سے بھی زیادہ بڑھائے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مرتبے کو اپنے پیر کے مرتبے سے بھی زیادہ گھٹائے کیا وہ بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد بے دین نہ ہوگا؟ حالانکہ صحیح حدیث

شریف میں ہے حضور اقدس شہنشاہ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: ''فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ''یعنی فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ فَطَمَهَا وَ ذُرِّيَّتَهَا عَنِ النَّارِ ''یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کو اور اس کی اولاد کو دوزخ سے آزاد کر دیا ہے۔ایک اور حدیث شریف میں ہے حضور سرور دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں: ''اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهَا وَ مُحِبِّيْهَا عَلَى النَّارِ ''یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے فاطمہ پر اور اس کے ساتھ محبت رکھنے والوں پر دوزخ کو حرام فرما دیا ہے۔

ہر سنّی مسلمان جانتا اور مانتا ہے کہ حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ تمام فضائل و مراتب صرف اسی وجہ سے عطا ہوئے کہ وہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نور نظر و لخت جگر ہیں، ان فضائل ومحاسن کا دار و مدار ہرگز اعمال پر نہیں بلکہ صرف حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صاحبزادی ہونا ہی ان مراتب ومناصب کا مدار ہے۔

لیکن وہابیوں دیوبندیوں کو تو سرے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ہی کی عزّت و عظمت کا صاف انکار ہے اور پھر بھی اپنے منھ سے اسلام وسنیت کا جھوٹا اظہار ہے اپنی وہابیت و دیوبندیت کو چھپانے پر اصرار ہے۔والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کتاب: تقویۃ الایمان

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۵۸ پر یہی امام الوہابیہ صاحب ہمارے اور تمہارے آقا ومولیٰ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق لکھتے ہیں:

''کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو سو ہی کرو سو اس میں بھی اختصار ہی کرو''۔

اس گندی عبارت میں صاف بتا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بھی تعریف بس ایسی ہی کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے بشر اور انسان کی تعریف کرتے ہو حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ

فرماتا ہے: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا یعنی اے مسلمانو! رسول کے پکارنے کو ایسا نہ بناؤ جیسا آپس میں ایک دوسرے بشر کو پکارتے ہو۔ (سورۂ نور شریف، آیت نمبر ۶۳) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ۝ یعنی اے ایمان والو! نبی کی آواز پر اپنی آوازوں کو اونچا نہ کرو اور ان کو اس طرح نہ پکارو جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو ورنہ تمہارے سب اعمال اکارت ہوجائیں گے اور تم کو خبر نہ ہوگی۔ (سورۂ حجرات شریف، آیت نمبر ۲) اَلْعِزَّةُ لِلّٰه!

قرآنِ عظیم اپنے پیارے محبوب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا مرتبۂ عظمیٰ ورتبۂ کبریٰ بتارہا ہے کہ اے ایمان والو! میرا محبوب اگر تم میں سے کسی کو کسی وقت کسی حالت میں پکارے تو اس کو ایسا سمجھنا حرام جیسے تم میں کا ایک دوسرے کو پکارتا ہے بلکہ تم پر اسی وقت اسی حالت میں میرے محبوب کو جواب دینا اور میرے محبوب کے پکارنے کی تعمیل کرنا فرض ہے (اگر چہ نماز ہی میں ہو) اگر میرے محبوب کو تم میں سے کوئی شخص پکارے تو اس کو ایسا سمجھنا حرام جیسے تم میں کا ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتا ہے۔ میرے محبوب کا نام لے کر ''یا محمد'' ''یا احمد'' کہہ کر پکارنا گناہ وناجائز ہے بلکہ میرے محبوب کے القابِ عظیمہ واوصافِ کریمہ کے ساتھ یارسولَ الله، یا نبیَّ الله، یا حبیبَ الله، یا خیرَ خلقِ الله، یا قاسِمَ رِزْقِ الله کہہ کر پکارا کرو۔ میرا محبوب اگر کسی اپنے نام لیوا کے حق میں برکت ورحمت کی یا کسی بے ایمان بدکار کے لیے تباہی وہلاکت کی دعا فرمائے تو اس کو ایسا سمجھنا حرام جیسے تم آپس میں ایک دوسرے کو دعا دیتے ہو یا ایک دوسرے کے حق میں بددعا کرتے ہو کہ تمہیں ہرگز یقین نہیں ہوتا کہ تمہاری وہ دعا یا بددعا بارگاہِ الٰہی میں قبول ہوئی یا نہیں بلکہ تم پر اس بات کا یقین کرنا بھی فرض ہے کہ میرے محبوب کی ہر ایک دعا میرے کرم وفضل سے میری سرکار میں یقیناً مقبول ہے۔

جلو میں اجابت خواصی میں رحمت — بڑھی کس تزک سے دعائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا — دلہن بن کے نکلی دعائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا — بڑھی ناز سے جب دعائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

میرے محبوب کی پاک آواز پر تم کو اپنی آوازیں اونچی کرنا حرام، میرے محبوب کو اس طرح آواز دینا حرام جیسے آپس میں ایک دوسرے کو آواز دیتے ہو، میرے محبوب کے ادب اور میرے محبوب کی تعظیم کے یہ احکام جو تم کو بتائے گئے ہیں ان کے خلاف اگر آئندہ تم سے سرزد ہوا تو تمہارے تمام اعمال جو پہلے کر چکے تھے، سب برباد اور ملیا میٹ کر دیئے جائیں گے اور تم کو اپنے اعمال کی تباہی و بربادی کا علم بھی نہ ہوگا۔

ہر مسلمان جانتا ہے کہ معاذ اللہ کافر اور مرتد ہو جانے کے سوا ہرگز کوئی گناہ ایسا نہیں جس کے سبب پہلے کے تمام اعمالِ حسنہ اور سابق کی جملہ نیکیاں اکارت ہو جائیں، البتہ صرف کافر ہو جانا اسلام سے پھر جانا ہی معاذ اللہ ایسا گناہ ہے جو اپنے پہلے کے تمام نیک عملوں کو قطعاً اکارت اور ملیا میٹ کر دیا کرتا ہے تو اس آیتِ مبارکہ نے صاف بتا دیا کہ میرے محبوب کی وہ بلند و بالا سرکار ہے کہ وہ برتاؤ جو عالم میں کسی اور بشر کے ساتھ کرتے ہو اگر وہی برتاؤ تم نے میرے محبوب کے ساتھ کیا جس سے یہ ظاہر ہوتا ہو کہ دنیا جہان کے کسی چھوٹے بڑے بشر کی ہمسری تم نے میرے محبوب کے ساتھ کر دی تو تم کافر ہو جاؤ گے، مرتد ہو جاؤ گے، دین سے نکل جاؤ گے، اس سے پہلے ایمان و اسلام کے جس قدر بھی نیک عمل تم نے کیے تھے سب مٹی میں ملا دئے جائیں گے وہ ہرگز تمہارے کچھ کام نہ آئیں گے۔ آہ آہ صد آہ ہزار آہ! اللہ تبارک و تعالیٰ تو اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے یہ آداب سکھائے اور امام الوہابیہ اپنے متبعین کو یہ بتائے کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی تعریف بھی بس ایسے ہی کرو جیسی آپس میں ایک دوسرے بشر کی تعریف کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی ہی کرو۔

امام الوہابیہ کے اسی قول پر مولوی عبد الشکور کاکوروی مبلغ وہابیہ ایڈیٹر ''النجم'' نے عمل کیا ہے کہ اپنے اخبار میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعریف کو حرام بتا دیا اور اپنے اخبار میں اپنے ایک چیلے کا ایسا ناپاک مضمون چھپوا دیا جس میں حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو دوسرے انسانوں کی طرح ایک معمولی بشر ٹھہرا دیا۔

پیارے سنی بھائیو! غور و انصاف سے کام لو۔ کیا امام الوہابیہ صاحب نے اس عبارت میں آیت قرآنیہ کی کھلی ہوئی تکذیب نہیں کی؟

کتاب: تقویۃ الایمان

مصنف: مولوی اسمٰعیل دہلوی

پھر وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے اسی صفحہ ۵۸ پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

''جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو اِن معنوں کو ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار ہے''۔

اس عبارت میں امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جو سارے جہان کا سردار کہا جاتا ہے تو اس سرداری کی بس ایسی ہی حیثیت ہے جیسی ہر قوم کے چودھری اور ایک گاؤں کے زمیندار کی حیثیت ہوتی ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ۝ یعنی اور کسی ایمان والے مرد اور کسی ایمان والی عورت کو یہ نہیں پہنچتا کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا قطعی حکم فرما دے تو ان کو اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے تو بے شک وہ کھلم کھلا گمراہ ہوگیا۔ (سورۂ احزاب شریف، آیت نمبر ۳۶) اور اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ یعنی جو رسول کی اطاعت کرے تو بے شک اس نے اللہ ہی کی اطاعت کی۔ (سورۂ نساء شریف، آیت نمبر ۸۰) الغرض اِن آیاتِ مبارکہ سے واضح ہے اور قرآنِ عظیم و حدیثِ کریم سے لائح ہے کہ حضور رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا اللہ تبارک وتعالیٰ کے حضور ہرگز وہ مرتبہ نہیں جو ایک شہنشاہ کے سامنے نور بافوں یا ندافوں یا خیاطوں کے چودھریوں کا یا گاؤں کے زمینداروں کا مرتبہ ہوا کرتا ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنا نائبِ اعظم اور اپنا خلیفۂ مطلق اور سارے جہاں کا اپنے حکم سے مُطاع وفرماں روا بنا کر بھیجا ہے۔ حضور کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے، حضور کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے، حضور کی محبت خدا کی محبت، حضور کی عداوت خدا کی عداوت ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کا صرف یہی ایک طریقہ ہے کہ اللہ جل جلالہٗ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی جائے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھئے کہ کسی چودھری کو اپنی قوم پر یا کسی زمیندار کو اپنے

گاؤں پر ہرگز وہ اقتدار واختیار نہیں ہوتا جو نائب السلطنت یعنی وائسرائے کو شہنشاہ کی رعایا پر اقتدار و اختیار ہوا کرتا ہے چودھری اپنی قوم پر اور زمیندار اپنے گاؤں پر معمولی سے چند اختیارات رکھتا ہے لیکن نائب السلطنت کو جس ملک پر بھیجا جاتا ہے اس کو اس ملک کی جملہ رعایائے شاہی پر شہنشاہ کی نیابت سے قطعاً وہی اختیارات واقتدارات ہوتے ہیں جو اس شہنشاہ کو اپنی ساری سلطنت کے سارے ملکوں کی ساری رعیت پر اصالۃً حاصل ہے۔ لیکن امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب نے حضور سردارِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بس ایسا ہی سردار بتادیا جیسا ہر چودھری اپنی قوم کا اور ہر زمیندار اپنے گاؤں کا سردار ہوا کرتا ہے۔

بتاؤ سنی مسلمانو! یہ آیت قرآنیہ کی تکذیب اور حضور سید السادات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین ہوئی یا نہیں؟ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے صفحہ ۵۵ پر یہی مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ صاحب لکھتے ہیں:

''انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اسی کو چاہیے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام امام زادے پیر شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرنبرداری کا حکم ہے ہم ان کے چھوٹے ہیں سو ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی''۔

حدیث شریف میں صرف اس قدر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم حضراتِ مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایک گروہ میں تشریف فرما ہیں کہ ایک اونٹ آتا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو سجدہ کرتا ہے۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کے سچے فدائی کامل شیدائی ہیں جوشِ محبت میں بیقرار ہو کر عرض کرتے ہیں یارسول اللہ! یہ چارپائے اور درخت بھی حضور کو سجدہ کرتے ہیں پھر ہم تو انسان ہیں تو ہم اس بات کے زیادہ حقدار ہیں کہ حضور کو سجدہ کریں۔ سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم فرماتے ہیں: اُعْبُدُوْا رَبَّکُمْ وَاَکْرِمُوْا اَخَاکُمْ یعنی اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ اسی حدیث شریف کو

حضرت امام احمد بن محمد بن حنبل رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حضرت ام المومنین سیدتنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت فرمایا۔ اس حدیث کریم میں تواضعاً حضور سید العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کو حضرات مہاجرین وانصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا بھائی فرمایا۔ یہ سرکار کا کرم ہے۔

ہر عقل والا جانتا ہے کہ تواضع اور انکسار کے لیے جو الفاظ وکلمات بولے جاتے ہیں ان کو دوسرا شخص اس بولنے والے کے حق میں نہیں کہہ سکتا۔ ایک شخص تواضعاً اپنے آپ کو کمترین اور خاکسار اور ناچیز کہا کرتا ہے لیکن اس کے بیٹے اس کے شاگرد اس کے مرید بھی اس سے سُن کر کہیں کہ اس قول سے ثابت ہوا کہ ہمارے باپ یا استاذ یا پیر کمترین اور مٹی کے مانند اور ہیچ ہیں تو ہر عقلمند اس بیٹے یا شاگرد یا مرید کو بے ادب اور گستاخ ہی کہے گا۔ خود مولوی رشید احمد گنگوہی نے براہین قاطعہ کی تقریظ میں اپنے آپ کو ''احقر الناس'' یعنی تمام انسانوں میں سب سے زیادہ ذلیل لکھا۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی صدر مدرسہ دیوبند اپنے آپ کو ''ننگ اسلاف'' لکھا کرتے ہیں یعنی ایسا نالائق بیٹا کہ اس کے باپ دادا کو اُسے اپنا بیٹا پوتا کہتے ہوئے شرم آئے۔ لیکن کوئی دوسرا شخص اگر کہے کہ مولوی گنگوہی صاحب ''احقر الناس'' اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب ''ننگ اسلاف'' ہیں تو فوراً تمام وہابیہ دیوبندیہ بگڑ جائیں گے کہ تم نے مولوی گنگوہی ومولوی حسین احمد صاحبان کی توہین کی۔ اُن دونوں نے تواضع وانکسار میں اپنے آپ کو احقر الناس اور ننگ اسلاف لکھا تھا مگر تم جو یہی الفاظ اُن کی شان میں کہتے ہو اس میں ان کی توہین ہے۔ لیکن امام الوہابیہ اسمٰعیل دہلوی صاحب کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی توہین کے جوش میں نہ تواضع سوجھی نہ انکسار سوجھا۔ صاف طور پر کہہ دیا کہ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضور ہمارے بڑے بھائی ہیں اور ہم حضور کے چھوٹے بھائی ہیں، حضور کی تعظیم ایسی ہی کرنی چاہئے جیسی بس ایک چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کیا کرتا ہے، اگرچہ آخر میں مسلمانوں کو دِکھانے کے لیے یہ الفاظ بھی لکھ دئے کہ ''ان کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی چاہئے نہ خدا کی سی'' لیکن اوپر صاف کہہ دیا کہ بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے۔ اس جملہ میں صاف بتادیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم جن انسانوں کی سی کرنی چاہئے وہ بادشاہ نہیں، استاذ نہیں، پیر نہیں، آقا نہیں، باپ نہیں بلکہ بڑے بھائی ہیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تعظیم ایسی نہ کرو جیسی غلام اپنے آقا کی، یا بیٹا اپنے باپ کی، یا مرید اپنے پیر کی، یا شاگرد اپنے استاذ کی، یا رعیت اپنے بادشاہ کی تعظیم کرتا ہے بلکہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی بس ایسی ہی تعظیم کرو جیسے چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی تو امام الوہابیہ صاحب کی حمایت میں یہاں تک بڑھے کہ اپنے "فتاویٰ رشیدیہ" حصہ اوّل صفحہ ۱۲ر میں صاف لکھ دیا کہ:

"چونکہ حدیث میں آپ نے خود ارشاد فرمایا تھا کہ مجھ کو بھائی کہو بایں رعایت تقویۃ الایمان میں اس لفظ کو لکھا ہے"۔

حالانکہ یہ بالکل غلط اور جھوٹ ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کھلا ہوا بہتان ہے اور صریح افترا ہے۔ ہرگز کوئی حدیث قطعاً ایسی نہیں جس میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے مسلمانوں سے یہ فرمایا ہو کہ "مجھ کو بھائی کہو" یہ ضرور ہے کہ تواضعاً حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی ذات اقدس کو بھی اپنے غلاموں کا بھائی فرمایا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تواضعاً اپنے غلاموں کو بھی اپنا بھائی فرمایا ہے لیکن ہرگز کسی حدیث میں یہ نہیں کہ غلاموں کو حکم بھی دیا ہو کہ "مجھ کو بھائی کہو" خود مولوی ابوالوفا صاحب سے ملتان شریف کے مناظرے میں پوچھا، بار بار پوچھا، باصرار پوچھا، بتاکیدِ بسیار پوچھا کہ کوئی ایسی حدیث بتا دیجئے جس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہو کہ "مجھ کو بھائی کہو" مگر نہیں بتا سکے اور قیامت تک کوئی وہابی دیوبندی مولوی ہرگز ہرگز ہرگز نہیں بتا سکتا۔

اللہ اکبر! حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ اقدس گھٹانے کا کس قدر جوش ہے کہ حدیث شریف پر کھلم کھلا افترا و بہتان کر دیا جاتا ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

اور جھوٹ تو وہابیوں دیوبندیوں کی گھٹی میں پڑا ہے۔ یہی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب اپنے اسی فتوے میں جو کتاب "برأۃ الابرار" کے صفحہ ۳۰۰ر سے صفحہ ۳۱۰ر تک گیارہ صفحوں پر چھپا ہے اُس کے صفحہ ۳۰۲ر پر لکھتے ہیں:

"حضرت امام ربانی مجدّدِ الف ثانی کو علاوہ اور گندی گستاخیوں کے نہ صرف وہابی بلکہ وہابیوں کا آقا و پیشوا وغیرہ کہہ ڈالا اور وہ لکھا جس کا خیال تک انسان اور خصوصاً مسلم قلب کو تڑپا دیتا ہے"۔

پھر تین سطر کے بعد اس مضمون کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الیاقوتۃ الواسطہ وغیرہ لاحمد رضا خان بریلوی"

حالانکہ حضور پُرنور مرشد برحق امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت سیدنا اعلیٰ حضرت مولانا شاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب قبلہ فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا رسالہ مبارکہ ''الیاقوتة الواسطه'' یہ اِس وقت میرے ہاتھ میں موجود ہے کسی وہابی دیوبندی کو یہ مجال نہیں کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے متعلق وہابی یا وہابیوں کا آقا و پیشوا یا کوئی اور گستاخی کا لفظ قیامت تک بھی دِکھا سکے۔ یہ ہیں وہابیوں کے حکیم الامۃ اور دیوبندیوں کے مجدد الملۃ مولوی اشرفعلی تھانوی کے وکیلِ تفہیم نمبر ۳ مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب جن کو ایسا سفید جھوٹ بولتے ہوئے ایسا ملعون افترا باندھتے ہوئے ایسی گندی تہمت اُٹھاتے ہوئے ذرا شرم نہیں، مطلق حیا نہیں اور کذب تو وہابیوں دیوبندیوں کے خمیر میں ملا ہوا ہے۔ چنانچہ یہی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب جنہیں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے حفظ الایمان کی اُسی کفری عبارت عوام کو سمجھانے کے لیے اپنا وکیل نمبر ۳ بنایا تھا۔ اسی کتاب ''براۃ الابرار'' کے صفحہ ۱۰۳ پر اپنے اسی فتوے میں لکھتے ہیں:

''بحمد اللہ علمائے دیوبند کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے حتیٰ کی بریلوی مبتدعین اور فتنہ پردازوں کی بھی تکفیر نہیں کرتے''۔

اللہ اکبر! کتنی زبردست جرأت اور کیسی شدید وقاحت ہے کہ ایسے کھلے ہوئے سیاہ جھوٹ پر ''بحمد اللہ'' پڑھا جارہا ہے۔ آپ حضرات کو سنا چکا، کتاب کھول کر دِکھا چکا کہ وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' نے نہ دُبلا چھوڑا نہ موٹا، نہ بڑا چھوڑا نہ چھوٹا، ہر ایک مسلمان کو کافر مشرک بنا ڈالا ہے لیکن مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے یہ کالا جھوٹ بولا جارہا ہے کہ ''علمائے دیوبند کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے'' اور پھر بکمالِ حیاداری اس کھلے ہوئے کالے جھوٹ پر ''بحمد اللہ'' بھی سنا رہے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد کر کے جھوٹ کے پھنکے اڑا رہے ہیں۔

مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ

وہابیوں دیوبندیوں کے اس قدر بے دھڑک جھوٹ بولنے پر تعجب بھی کیا ہے ان کے ایک بڑے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب سے سوال کیا گیا کہ:

''دو شخص کذب باری میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرفداری کے واسطے تیسرے شخص نے کہا میں

نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کا قائل نہیں ہوں آیا یہ قائل مسلمان ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت و جماعت باوجود قبول کرنے کے وقوعِ کذب باری تعالیٰ کو۔ بینوا توجروا''

مولوی گنگوہی صاحب نے اس سوال پر جو فتویٰ دیا اس کا یہ فوٹو اس وقت میرے پاس موجود ہے جو آپ حضرات ملاحظہ فرما رہے ہیں سنئے مولوی گنگوہی صاحب فرماتے ہیں:

''الجواب: اگرچہ شخصِ ثالث نے تاویلِ آیات میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہئے کیونکہ وقوع خُلفِ وعید کو جماعت کثیرہ علمائے سلف کی قبول کرتی ہے''۔

پھر ڈھائی سطر بعد لکھتے ہیں:

''خُلفِ وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قولِ خلافِ واقع کو سو وہ گاہ وعید ہوتا ہے گاہ وعدہ گاہ خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجودِ جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہووے گا لہٰذا وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے اگرچہ بضمن کسی فرد کے ہو پس بناءً علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علمائے سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہی ہے مگر تاہم متقدمین کے مذہب پر صاحبِ دلیلِ قوی کو تضلیل صاحبِ دلیلِ ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بعکس بوجہ قوت دلیل اپنی کے طعن و تضلیل نہیں کرسکتا۔ اَنَا مُؤْمِنٌ اِنْ شَاءَ اللّٰہُ کا مسئلہ کتبِ عقائد میں خود لکھتے ہیں لہٰذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہئے''۔

اس نجس ناپاک فتوے کا خلاصۂ مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ اس تیسرے شخص نے آیتوں کا مطلب بتانے میں غلطی کی لیکن پھر بھی اس کو کافر یا گمراہ یا فاسق نہیں کہنا چاہئے بلکہ اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہیں کہنا چاہئے کیونکہ بہت سے اگلے اماموں کا مذہب بھی یہی تھا کہ خدا جھوٹا ہے جس طرح حنفی شافعی کا اختلاف ہے حنفی کہتے ہیں نماز میں ناف سے نیچے ہاتھ باندھو۔ شافعی کہتے ہیں نماز میں ناف سے اوپر ہاتھ باندھو۔ مگر نہ تو حنفی شافعیوں کو کافر کہتے ہیں نہ شافعی حنفیوں کو کافر کہتے ہیں۔ اسی طرح یہ اختلاف بھی ہے کوئی امام کہتا ہے کہ خدا سچا ہے، کوئی امام کہتا ہے کہ خدا جھوٹا ہے۔ مگر جو شخص خدا کو سچا کہے اس کو یہ حق نہیں کہ خدا کو جھوٹا کہنے والے کو کافر کہے کیوں کہ وقوعِ کذبِ باری کے معنیٰ درست ہو گئے یعنی یہ بات ٹھیک ہو گئی کہ خدا جھوٹا ہے۔

پیارے سنی مسلمان بھائیو! خدارا انصاف! ایمان کا ہے کا نام تھا۔ تصدیق الٰہی کا۔ تصدیق کا صریح مخالف

کیا ہے؟ تکذیب۔ تکذیب کے کیا معنیٰ ہیں کسی کی طرف کذب منسوب کرنا۔ جب صراحۃً خدا کو کاذب کہہ کر بھی ایمان باقی رہے تو خدا جانے ایمان کس جانور کا نام ہے۔ خدا جانے مجوس و ہنود و نصاریٰ و یہود کیوں کافر ہوئے ان میں تو کوئی صاف صاف اپنے معبود کو جھوٹا بھی نہیں بتاتا۔ ہاں معبودِ برحق کی باتوں کو یوں نہیں مانتے کہ انہیں اس کی باتیں ہی نہیں جانتے یا تسلیم نہیں کرتے۔ ایسا تو دنیا کے پردے پر کوئی کافر سا کافر بھی شاید نہ نکلے کہ خدا کو خدا مانتا ہو، اس کے کلام کو اس کا کلام جانتا ہو اور پھر بے دھڑک یوں کہتا ہو کہ اس نے جھوٹ بولا۔ اس سے وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہو گئے۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔ وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں جب خدا جھوٹ بول چکا تو رسول و قرآن اور اسلام و ایمان سب ہاتھ سے جاتا رہا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے خیال میں جھوٹ بولنا خدا کی سنت ہے تو پھر اس کے بندے بے تکان سفید و سیاہ جھوٹ کیوں نہ بولیں اسی لیے مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری کو سیاہ جھوٹ بولتے شرم نہ آئی کہ معاذ اللہ اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمہ نے الیاقوتۃ الواسطۃ میں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کو وہابی بلکہ وہابیوں کا آقا و پیشوا لکھ دیا ہے حالانکہ مناظرۂ بسڈیلہ ضلع بستی میں مولوی ابوالوفا صاحب کے سامنے میں نے رسالۂ مبارکہ الیاقوتۃ الواسطۃ پیش کیا اور مطالبۂ زبردست و زوردار مطالبہ کیا کہ یہ ایک مختصر رسالہ صرف ۲۴ر صفحوں کا ہے اس میں وہ جگہ بتادیجئے جہاں حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو وہابی اور وہابیوں کا آقا و پیشوا لکھا ہو۔ اگرچہ تین روز تک پیہم مطالباتِ قاہرہ ان پر ہوتے رہے لیکن وہ نہ بتا سکے اور نہ اب کوئی وہابی دیوبندی اس کھلے ہوئے سیاہ جھوٹ کو سچ بتا سکتا ہے مگر پھر بھی نہ تو جھوٹ سے توبہ کی نہ اپنے فتوے کی اصلاح چھپوائی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

اور چونکہ وہابیہ دیوبندیہ کے عقیدے میں جھوٹ بولنا خدا کی سنت ہے اسی لیے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے یہ سفید جھوٹ برملا بولا کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام نے خود حدیث میں فرمایا تھا کہ ''مجھ کو بھائی کہو'' الغرض گزارش یہ ہے کہ امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب نے حضور علیہ و علیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کو بڑا بھائی بتا کر اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بڑے بھائی کی سی ٹھہرا کر حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین کی۔ قرآنِ کریم کی تکذیب کی۔

وہابیوں دیوبندیوں کے اس عین اسلام میں اور بہت سے اقوالِ کفریہ ہیں طوالت کے خیال سے میں صرف اتنی ہی عبارتوں پر اکتفا کرتا ہوں جو آپ حضرات کو دِکھا چکا ہوں، سنا چکا ہوں۔ بہر حال اِن عبارتوں سے وہابیوں نجدیوں کا پانچواں مخصوص عقیدۂ باطلہ فاسدہ جو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے بتایا کہ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی، اپنے کو عیاذاً باللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم پلہ سمجھنا'' تمام وہابیوں دیوبندیوں کا بھی پختہ عقیدہ ہونا ثابت ہوگیا۔ یہاں پر صرف تین مختصر باتیں اور سُن لیجئے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ عقیدۂ ضروریہ دینیہ ایمانیہ ہے کہ ذاتی علم جو خود بخود اپنی ذات سے بغیر کسی دوسرے کے بتائے ہوئے حاصل ہو یہ صرف اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی شان ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو کسی ذرّے کے کروڑویں حصّے کا علم بھی ذاتی طور پر بغیر خدا کے دئے ہوئے ہر گز نہیں ہوسکتا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کے لیے غیب یا شہادت کا ذاتی علم مانے وہ قطعاً یقیناً ایسا کافر و مرتد ہے کہ جو شخص اس کے کفر پر مطلع ہونے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد ہونے میں شک رکھے وہ خود بھی شرعاً کافر مرتد ہے کیونکہ ذاتی علم صرف خدا ہی کے لیے ہے۔ کسی شخص کے لیے ذاتی علم بغیر خدا کے دیئے ہوئے ماننا معاذ اللہ اس کو بھی خدا ماننا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ عطائی علم جو کسی دوسرے کا دیا ہوا ہو ہر گز خدا کے لیے نہیں ہوسکتا خدا اِس سے پاک ہے کہ معاذ اللہ کوئی دوسرا اس کو علم یا کسی قسم کا کوئی اور کمال عطا کرے اور شریعت مطہرہ میں شرک صرف اسی کا نام ہے کہ عبادت میں کسی اور کو خدا کا شریک کیا جائے یا اللہ تبارک وتعالیٰ کے کسی وصف میں اس کو شریک مانا جائے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہر ایک صفت قطعاً یقیناً اسی کے ساتھ خاص ہے۔ تو جو شخص تمام روئے زمین کے ذرّے ذرّے کا بلکہ تمام زمینوں اور تمام آسمانوں کی ہر ایک چیز کا بلکہ تمام عالم کی ہر ایک شئی کا علم محیط اللہ تعالیٰ کی عطا سے اس کے کسی بندے کے لیے مانے لیکن اس بندے کو معبود نہ مانے تو وہ ہر گز مشرک نہیں۔ اس کو مشرک کہنے کا یہ مطلب ہوگا کہ عطائی علم بھی معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ عطائی علم صرف بندے ہی کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لیے عطائی علم ماننا معاذ اللہ اس کی خدائی سے انکار کرنا اور اللہ تعالیٰ کو بندہ ماننا ہے۔ لیکن وہابیوں دیوبندیوں نے ان دونوں ضروری دینی عقیدوں کا انکار کر کے ہمارے پیارے دین اسلام میں رخنہ ڈالا ہے۔

کتاب: فتاویٰ رشیدیہ حصّہ اوّل

مصنف: مولوی رشید احمد گنگوہی

چنانچہ وہابیوں دیوبندیوں کے ایک بڑے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے "فتاویٰ رشیدیہ" حصہ اوّل، صفحہ ۱۵۱ پر لکھتے ہیں:

"اگر عقیدہ زید کا اس سبب سے ہے کہ آپ کو حق تعالیٰ نے علم دیا تھا تو ایسا سمجھنا خطائے صریح ہے اور کفر نہیں اور جو یہ عقیدہ ہے کہ خود بخود آپ کو علم تھا بدون اطلاعِ حق تعالیٰ کے تو اندیشہ کفر کا ہے۔ لہٰذا پہلی شق میں امامت درست ہے دوسری شق میں امام نہ بنانا چاہئے اگر چہ کافر کہنے سے بھی زبان کو روکے اور تاویل کرے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔"

اس فتوے کا کھلا ہوا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو وحی سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ علم غیب عطا فرما دیا تھا کہ حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا منافقین کی اس ملعون تہمت کاذبہ سے قطعاً پاک و بری ہیں اور حضرت سیدنا یعقوب اسرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے یہ علم غیب عطا فرما دیا تھا کہ حضرت یوسف صدیق علیہ الصلوٰۃ والسلام فلاں مقام پر ہیں وہ گنگوہی صاحب کے نزدیک اگر چہ کھلی ہوئی غلطی پر ہے لیکن سنی مسلمان ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس کو امام بنانا قطعاً درست و جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔ لیکن جو شخص یہ کہتا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور حضرت سیدنا یعقوب اسرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وحی سے پہلے خود بخود اپنی ذات سے بغیر خدا کے عطا فرمائے ہوئے یہ علومِ غیبیہ حاصل تھے اس کو امام بنانا نہیں چاہئے یعنی اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر چہ اس کے کافر ہو جانے کا اندیشہ ہے لیکن پھر بھی اس کو کافر کہنا جائز نہیں بلکہ اس کے اس قول میں تاویل کرنے کا حکم ہے۔ اللہ اکبر! جو شخص ایک قطعی یقینی عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا کھلے طور پر صاف لفظوں میں انکار کر رہا ہے مولوی گنگوہی صاحب اس کو کافر کہنے سے بھی زبان روکنے کا فتویٰ دے رہے ہیں اور کھلے ہوئے کفر قطعی یقینی میں بھی تاویل کا حکم صادر فرما رہے ہیں کہ زبردستی کھینچ تان کر توڑ مروڑ کر جس طرح بھی ہو سکے اس کے اس قطعی یقینی کفر صریح کے بھی کوئی اسلامی معنیٰ گڑھ لیے جائیں مگر یہ قول ایسا کھلا ہوا کفر ہے جس

میں کوئی تاویل ممکن ہی نہیں۔

چنانچہ مولوی منظور سنبھلی صاحب جن کو مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے اپنی کفری عبارت حفظ الایمان کا مطلب سمجھانے کے لیے وکیل نمبر اوّل بنا کر لاہور کے مشہور فیصلہ کن مناظرے میں میرے سامنے بھیجا تھا موضع ادری ڈاکخانہ اندارہ ضلع اعظم گڑھ میں کفریات دیوبندیہ پر مناظرہ پیہم تین روز تک برابر میں ان کے ساتھ کرتا رہا۔ اس مناظرے میں پے در پے تین روز تک یہ قاہر مطالبہ میرا ان پر ہوتا رہا کہ اس کفری قول میں اگر کوئی تاویل ہوسکتی ہو تو برائے مہربانی بتادیجئے کہ وہ تاویل کیا ہے۔ حیران و پریشان ہوکر عاجز و مجبور ہوکر بذریعۂ پولیس انسکپٹر مناظرہ بند کرالیا لیکن تاویل نہ بتاسکے۔

اسی طرح مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب جو مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کے وکیل تفہیم نمبر ۳ ہیں جب چندوسی ضلع مرادآباد کی جامع مسجد میں میرے شاگرد مولوی محمد حسین صاحب سنبھلی سَلَّمَہٗ رَبُّہُ الْعَلِی نے کفریات دیوبندیہ پر لاجواب مناظرہ ان کے ساتھ کیا اور دن بھر میں یہ لاجواب مطالبہ بار باران پر کرتے رہے کہ اس کھلی ہوئی عبارت کفریہ قطعیہ یقینیہ میں کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بغیر حق تعالیٰ کے دیئے ہوئے خود بخود علم غیب وحی سے پہلے ہی حاصل تھا آپ کے مولوی گنگوہی صاحب نے تاویل کرنے کا حکم دیا ہے تو اس میں کیا تاویل ہوسکتی ہے؟ اور اگر اس میں کوئی تاویل کسی قسم کی تاویل ہرگز ممکن نہ ہو تو جو شخص کفر صریح غیر ممکن التاویل میں بھی تاویل کا حکم دے اور اس کو کافر کہنے سے زبان روکنے کا فتویٰ دے وہ خود بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد ہے یا نہیں؟ حواس باختہ و سراسیمہ ہوکر دوسرے دن مناظرے کے میدان ہی میں نہ آئے اور میرے شاگرد مولوی محمد حسین سَلَّمَہٗ رَبُّ الْکَوْنَیْنِ مِنْ کُلِّ شَرٍّ وَّ شَیْنٍ کے آگے سے فرار کی ذلت گوارا کرلی لیکن اس کفر قطعی یقینی میں کوئی تاویل نہیں بتاسکے اور قیامت تک بھی کوئی بڑے سے بڑا وہابی دیوبندی اس کفر قطعی یقینی میں کسی قسم کی کوئی تاویل ہرگز نہیں بتاسکتا الغرض ہر سنی مسلمان دیکھ رہا ہے کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے بغیر خدا کے دیئے ہوئے ذاتی علم غیب مانے اس کو کافر کہنے سے زبان روکنے کا فتویٰ اور اس کے اس کفر ملعون میں تاویل گڑھنے کا حکم دے کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے قطعی یقینی طور پر شریک فی العلم سے پاک ہونے کا انکار کردیا اور اللہ عزوجل کے وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونے کی سخت شدید توہین کی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

کتاب: تقویۃ الایمان

مصنف: امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب

وہابیوں دیوبندیوں کے اسی عین اسلام "تقویۃ الایمان" کے صفحہ ۸ ر پر یہی امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب لکھتے ہیں:

"ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا اور ہر چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنی دور ہو یا نزدیک ہو، چھپی ہو یا کھلی، اندھیرے میں ہو یا اُجالے میں، آسمانوں میں ہو یا زمینوں میں، پہاڑوں کی چوٹی پر ہو یا سمندر کی تہ میں یہ اللہ ہی کی شان ہے اور کسی کی یہ شان نہیں"۔

پھر ملاحظہ ہو اسی مضمون کے آخر میں صفحہ ۹ ر پر لکھتے ہیں:

"اللہ کا سا علم اور کو ثابت کرنا سو اس عقیدے سے آدمی البتہ مشرک ہو جاتا ہے خواہ یہ عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے خواہ پیر وشہید سے خواہ امام و امام زادہ سے خواہ بھوت و پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ یہ بات ان کو اپنی ذات سے ہے خواہ اللہ کے دینے سے غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے"۔

اس عبارت میں صاف کہہ دیا کہ آسمانوں اور زمینوں کی، پہاڑوں کی چوٹیوں اور سمندروں کی تہوں کی، اندھیرے اور اجالے کی، دور اور نزدیک کی کھلی ہوئی اور چھپی ہر ایک چیز کی خبر ہر وقت برابر رکھنا اور اس طرح ہر جگہ حاضر و ناظر رہنا خواہ خود بخود اپنی ذات سے بغیر کسی دوسرے کے دیئے ہوئے ہو خواہ دوسرے کے دینے سے ہو ہر طرح یہ اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے اسی لیے جو شخص اس طرح کا عطائی علم غیب اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بھی اس کے کسی بندے کے لیے مانے اس نے اللہ ہی کی صفت میں اس کو شریک کر لیا لہٰذا وہ بھی مشرک ہے۔ سبحان اللہ! فتاویٰ رشیدیہ کا یہ فتویٰ ہے کہ جو شخص بغیر خدا کے دیئے ہوئے ذاتی علم غیب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے مانے وہ بھی کافر نہیں مشرک نہیں۔

اور تقویۃ الایمان کا فتویٰ ہے کہ جو شخص یہ علم غیب یہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی اسی کی دی ہوئی اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے مانے وہ بھی مشرک و کافر ہے۔ کہیں یہ شوراشوری اور کہیں وہ بے نمکی۔ فتاویٰ رشیدیہ کا وہ افراط بھی بحکم شریعت مطہرہ

حد کفر کو پہنچ گیا اور تقویۃ الایمان کی یہ تفریط بھی شرعاً کفر ہوگئی۔ یہ سوال بھی مناظرۂ ادری میں مولوی منظور سنبھلی صاحب پر کر چکا ہوں۔ نہ اس مناظرے میں اس کا کچھ جواب ملا نہ قیامت تک کسی وہابی دیوبندی کو اس کا جواب دینے کی ہمت ہوسکتی ہے۔

کتاب: برأۃ الابرار

اردو ٹیچر عبدالرؤف خاں جگنپوری

مطبوعہ: مدینہ برقی پریس بجنور

اب کہنا یہ ہے کہ وہابیت و دیوبندیت کے ایک پرچارک جگن پور ڈاکخانہ رونا ہی ضلع فیض آباد کے اُردو ٹیچر عبدالرؤف خاں نے ۵۴۸ رصفحات کی جو یہ مبسوط و ضخیم کتاب ''برأۃ الابرار عن مکائد الاشرار'' ۶۱۶ روہابیوں دیوبندیوں کے دستخطوں کے ساتھ مدینہ برقی پریس بجنور میں رنگون کے وہابیہ دیوبندیہ کے روپئے سے جو اپنے وقت میں مالداری کے لحاظ سے شداد و قارون کی یادگار ہیں چھپوا کر شائع کرائی ہیں۔ اسی کتاب کے صفحہ ۳۰۰ رسے صفحہ ۳۱۰ تک میں آپ کو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب کا فتویٰ ابھی دکھا چکا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے اسی کتاب کے صفحہ ۵۷ رپر ٹیچر صاحب لکھتے ہیں:

''ملک الموت اور شیطان مردود کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت ہے اور محفل میلاد میں جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا نص قطعی سے ثابت نہیں ہے''۔

الکِبریاءُ لِلّٰہ! ان وہابیوں دیوبندیوں کو حضور اقدس خاتم الانبیاء سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے کس قدر کھلی ہوئی عداوت و دشمنی ہے کہ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان ملعون کے لیے تو ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت بتادیا لیکن حضور اقدس محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صرف محفل میلاد اقدس ہی میں تشریف لانے کا نص قطعی سے ثبوت ہونے کا قطعاً انکار کر دیا اور طرہ یہ کہ اسی کفری مضمون کو براہین قاطعہ کی اسی صفحہ ۵۱ روالی کفری عبارت کا مطلب بتایا ہے۔ نانپارہ ضلع بہرائچ شریف کی جامع مسجد میں جو معرکۃ الآراء مناظرہ دیوبندی کفریات پر میں نے مولوی نور محمد صاحب ٹانڈوی کے ساتھ کیا تھا اس میں جب یہ عبارت میں نے

پیش کی تو مولوی ٹانڈوی صاحب بھو چکا ہو کر مبہوت رہ گئے کچھ دیر سوچ کر بولے: یہ عبارت براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۷ ر سے ادھوری اور ناقص لی گئی ہے اس لیے اس کتاب میں اس عبارت کا صحیح مطلب نہیں سمجھا جا سکتا۔ البتہ براہین قاطعہ کے صفحہ ۵۷ ر پر یہ پوری کامل عبارت درج ہے وہاں اس کا صحیح مطلب بالکل واضح ہے۔ میں نے فوراً براہین قاطعہ کا صفحہ ۵۷ رکھول کر ان کے آگے رکھ دیا اور کہا براہِ کرم وہ پوری عبارت اس میں دِکھا کر صحیح مطلب بتا دیجئے مولوی ٹانڈوی نور محمد صاحب چندھیا سے گئے اور کچھ جواب نہیں دے سکے۔ بالآخر جواب سے عاجز و مجبور ہو کر پولیس کو اندیشۂ فساد کی جھوٹی رپورٹیں دلوا کر بذریعۂ پولیس یہ زبردست مناظرہ بند کرا دیا اور اس طرح لاجواب اعتراضاتِ قاہرہ سے اپنا پیچھا چھڑا لیا۔ کہنا یہ ہے کہ اس کتاب برأۃ الابرار پر دستخط کرنے والے ۶۱۶ روہابیہ دیوبندیہ جن کے فتوے اس کتاب میں چھپے ہیں جو اس کتاب کے مضامین کو درست مانتے ہیں۔ ان سب حضرات کا عقیدہ اس عبارت سے یہ ثابت ہو گیا کہ وہ حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان لعین کا ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا نص قطعی سے ثابت مانتے ہیں لیکن جو شخص رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ مانے کہ جہاں محفل میلاد شریف ہوتی ہے وہاں بحکم الٰہی تشریف فرما ہوتے ہیں اس بے چارے کو یہ حضرات وہابیہ دیوبندیہ مشرک و بے ایمان جانتے ہیں۔ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔

لیکن پیچھا تو پھر بھی نہیں چھوٹا میں ابھی سنا چکا ہوں کہ وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کا فتویٰ ہے کہ جو شخص کسی نبی وولی کو، پیر و شہید کو، کسی امام اور امام زادے کو، کسی بھوت اور پَری کو، کسی جن اور شیطان کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانے وہ ہر طرح مشرک و کافر ہے خواہ یہ حاضر و ناظر ہونے کی صفت اس کے لیے ذاتی مانے یا اللہ کی دی ہوئی مانے دونوں صورتوں میں شرک و کفر ثابت ہے۔ تو اب بے چارے سنی مسلمانوں کو مشرک و کافر بنانے والے یہ ۶۱۶ ر حضرات مولویانِ وہابیہ دیوبندیہ خود اپنے ہی عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' کے فتوے سے مشرک و کافر ہو گئے۔ لہٰذا برأۃ الابرار کتاب ساری کی ساری مردود و نامعتبر کیونکہ مشرکوں کی تصنیف ہے۔ سچ ہے۔ ''چاہ کن را چاہ درپیش''۔ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهٖ بُرا مکر کرنے والے کا مکر خود اُسی پر پلٹ پڑتا ہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

کتاب: فتاویٰ رشیدیہ (حصہ دوم، حصہ سوم)

مصنف: مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب

ہاں! اب تیسری بات اور سن لیجئے وہابیوں دیوبندیوں کے یہی بڑے مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب اپنے ''فتاویٰ رشیدیہ'' حصہ سوم صفحہ ۱۶؍ پر امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کے متعلق لکھتے ہیں یہ کتاب ملاحظہ ہو:

''جو ایسا شخص ہو کہ ظاہر میں تقویٰ کے ساتھ رہا اور پھر حق تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو، وہ قطعی جنتی ہے اور مخلص ولی ہے ایسے شخص کو مردود کہنا خود مردود ہونا ہے اور ایسے مقبول کو کافر کہنا خود کافر ہونا ہے۔''

اس عبارت میں امام الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی صاحب کو متقی قطعی جنتی اور مخلص ولی اور مقبول بتایا اور صاف کہہ دیا کہ جو ان کو مردود کہے وہ خود مردود ہے اور ان کو کافر کہنے والا خود ہی کافر ہے یہ مرتبہ تو وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں امام الوہابیہ کا ہے لیکن حضور اقدس سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیارے صحابۂ کرام مہاجرین و انصار رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مرتبہ ان وہابیوں دیوبندیوں کے یہاں اس سے بہت زیادہ گھٹا ہوا ہے۔ چنانچہ اپنے ''فتاویٰ رشیدیہ'' حصہ دوم کے صفحہ ۱۴۱؍ پر لکھتے ہیں:

''جو شخص صحابۂ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ایسے شخص کو امام مسجد بنانا حرام ہے اور وہ اپنے اس کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا''۔

اس عبارت میں مولوی گنگوہی صاحب نے صاف کہہ دیا کہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی صحابی کو معاذ اللہ کافر کہنے والا ملعون ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے پھر بھی وہ اپنے اس کبیرہ گناہ کے سبب نہ کافر ہوگا نہ گمراہ ہوگا بلکہ اہل سنت و جماعت ہی میں داخل رہے گا۔ صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی صحابی کو کافر کہنے کی وجہ سے نہ اس کے مسلمان ہونے میں کچھ فرق پڑے گا نہ اس کے سنّی ہونے میں کچھ خلل آئے گا۔ یہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کیسی زبردست توہین ہے کہ امام الوہابیہ کا مرتبہ ان سے بھی بڑھا دیا گیا۔

مولوی اسمٰعیل دہلوی امام الوہابیہ صاحب کو کافر کہنے والا تو نہ سنی رہے نہ مسلمان رہے بلکہ کافر ہو جائے لیکن حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سے کسی کو کافر کہنے والا نہ کافر ہوگا نہ گمراہ ہوگا

بلکہ بدستور سنی مسلمان ہی بنا رہے گا۔ فَاِلَى اللهِ الْمُشْتَكٰى۔

میرے اس بیان سے آپ سب حضرات بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری نے وہابیوں کے جس قدر عقائد باطلہ فاسدہ اپنے اس فتوے میں لکھے وہابیوں دیوبندیوں کی مانی ہوئی کتابوں سے روشن کہ وہی سب باطل و فاسد عقیدے ان وہابیوں دیوبندیوں کے بھی ہیں (۱) محمد بن عبدالوہاب نجدی کے عقیدوں کو عمدہ بھی بتاتے ہیں (۲) اس کو اور اس کے پیروؤں کو اچھا بھی کہتے ہیں (۳) اپنے فرقۂ باطلہ کے سوا ساڑھے تیرہ سو برس کے جملہ اہل اسلام کو کافر و مشرک بھی کہتے ہیں (۴) حضور حی و قیم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی حیات بعد الوصال کا انکار بھی کرتے ہیں بلکہ (۵) معاذ اللہ مر کر مٹی میں ملنے والا بتاتے ہیں (۶) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے روضۂ اقدس کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو کفر و شرک بھی کہتے ہیں (۷) جو شخص حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے شفاعت کی امید رکھے اور حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا شفیع مانے اس کو ابوجہل کے برابر کافر مشرک بھی کہتے ہیں (۸) کسی امام مجتہد کی تقلید کرنے والے کو مشرک و کافر بھی مانتے ہیں (۹) صوفیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی بیعت کر کے قادری چشتی سہروردی نقشبندی عطاسی ابدلی شاذلی عیدروسی وغیرہ بننے کو آخرت کی روسیاہی اور کفر و گمراہی بھی کہتے ہیں (۱۰) حضرات صوفیہ صافیہ نَفَعَنَا اللهُ تَعَالٰى فِي الدَّارَيْنِ بِبَرَكَاتِهِمُ الْقُدْسِيَّةِ کے اذکار و اشغال کرنے والے کو مشرک و کافر بھی کہتے ہیں (۱۱) حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخیاں بھی کرتے ہیں (۱۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اپنی طرح ایک معمولی انسان اور اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے (۱۳) چمار سے بھی زیادہ ذلیل اور (۱۴) خدا تعالیٰ کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز سے بھی کمتر اور (۱۵) حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم کو بڑے بھائی کی سی تعظیم اور (۱۶) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سرداری ہر قوم کے چودھری اور ہر گاؤں کے زمیندار کی سی سرداری اور (۱۷) نماز میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا خیالِ مبارک لانے کو بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدر جہا بدتر اور (۱۸) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی تعریف کو حرام اور (۱۹) چالیس برس کی عمر شریف تک حضور نبی امی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو تہذیب اور ایمان سے قطعاً ناواقف و بے خبر بھی کہتے ہیں (۲۰) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم غیب کو

ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کا سا اور ہر ایک جانور و ہر ایک چار پائے کا سا علم غیب بھی مانتے ہیں (۲۱) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم اقدس کو حضرت ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطانِ لعین کے علم سے کم بھی کہتے ہیں (۲۲) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے معجزوں سے کمال وقوت میں بڑھے ہوئے تماشے اور جادو دِکھا سکنے والا بھان متیوں اور جادوگروں کو بھی بتاتے ہیں (۲۳) یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کو غیب کی کیا خبر (۲۴) یہ بھی مانتے ہیں کہ رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا (۲۵) یہ بھی کہتے ہیں کہ رسول کی تعریف بس ایسی ہی کرو جیسے ایک بشر کی کرتے ہو، سو اس میں بھی کمی ہی کرو۔ (۲۶) یہ بھی کہتے ہیں کہ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں (۲۷) یہ بھی کہتے ہیں کہ پیغمبر اپنی بیٹی کو بھی دوزخ سے نہیں بچا سکتے، وہ اپنے ہی آپ کو ڈرتے ہیں پھر دوسرے کو جہنم سے کیا بچا سکتے ہیں۔ پھر صرف انہیں باتوں پر بس نہیں (۲۸) حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین بھی کرتے ہیں کہ ان میں سے کسی کو کافر کہنے والا نہ کافر ہوگا نہ گمراہ ہوگا بلکہ سنی مسلمان رہے گا۔ (۲۹) حضرات اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی اہانت بھی کرتے ہیں کہ ان کی ممتاز ترین ہستی حضرت سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بھی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم دوزخ سے نہیں بچا سکتے (۳۰) قرآن پاک کی شان میں گستاخی بھی کرتے ہیں کہ اِمساک کے لیے قرآن پاک کی پاک مبارک آیتوں کو انگور کے پتے پر لکھ کر بائیں ران پر باندھنے کا عمل شائع کرتے ہیں (۳۱) حتیٰ کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان میں کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ بول سکتا ہے (۳۲) چوری کرسکتا ہے (۳۳) شراب پی سکتا ہے (۳۴) جاہل ہوسکتا ہے (۳۵) ظالم ہوسکتا ہے (۳۶) جتنے گندے گھنونے بُرے کام بندے کرسکتے ہیں وہ سب کام خدا بھی کرسکتا ہے (۳۷) حضرت سیدنا نوح نجی اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں وعدہ خلافی کر چکا (۳۸) اس کا جھوٹ ظاہر ہو چکا (۳۹) جو شخص یوں کہے خدا جھوٹ بولا، جھوٹ بولتا ہے، جھوٹ بولے گا وہ نہ کافر ہے (۴۰) نہ گمراہ (۴۱) نہ گنہ گار بلکہ مسلمان سنی صالح ہے (۴۲) اس کو کوئی سخت کلمہ بھی نہ کہنا چاہئے (۴۳) یہاں تک کہتے ہیں کہ وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہوگئے یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹا ہے۔ پھر صرف انہی کفریات پر بس نہیں بلکہ (۴۴) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصف کریم خاتم النبیین کے اس ضروری دینی معنیٰ کو کہ حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پچھلے نبی ہیں ناسمجھ لوگوں کا خیال

ٹھہراتے ہیں (۴۵) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے زمانۂ اقدس میں نئے نبی کے پیدا ہونے کو حضور کے خاتم الانبیاء ہونے میں کچھ خلل نہ ڈالنے والا بتاتے ہیں (۴۶) حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے بعد بھی جدید نبیوں کے پیدا ہونے سے حضور کے خاتم النبیین ہونے میں کچھ فرق نہ آنے کا گیت گاتے ہیں (۴۷) صاف کہتے ہیں کہ اس زمانے میں جو اور نبی ہوں گے ان میں جو انبیاء حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے مشابہ ہوں گے وہ حضور ہی کے نورِ نبوت سے ایسے روشن ہوں گے جیسے آفتاب کے مقابل آئینہ ہوتا ہے اس میں آفتاب ہی کا عکس بالکل آفتاب ہی کی طرح نظر آیا کرتا ہے۔

پھر اگر یہ صحیح ہے کہ درخت اپنے پھلوں سے پہچانے جاتے ہیں تو فرقے بھی ضرور اپنے اقوال اور اپنے عقائد سے پہچانے جائیں گے۔ جب وہابیوں کے سارے عقائد باطلہ فاسدہ دیوبندی مولویوں کی معتبر و مستند کتابوں میں صاف طور پر موجود ہیں تو ان کتابوں کے مصنفین کے اور ان کتابوں کو ماننے والوں کے وہابی ہونے میں کیا شک و شبہ رہ گیا بلکہ آپ حضرات دیکھ رہے ہیں کہ عقائد باطلہ فاسدہ کے لحاظ سے نجدی وہابیوں پر بھی ان دیوبندی وہابیوں کا نمبر بدرجہا بڑھا چڑھا ہوا ہے۔ بہتیرے کلماتِ کفریہ ان دیوبندی وہابیوں نے ایسے بکے ہیں جو اُن نجدی وہابیوں سے بھی ثابت نہیں تو اِن دیوبندیوں کی وہابیت اُن نجدیوں کی وہابیت سے بھی بدرجہا بڑھی چڑھی ہوئی ہے پھر بھی مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب کا اپنے اسی فتوے میں صفحہ ۳۰۳ / پر یہ لکھنا کہ:

"ان رضوی یا رضائی بدنصیبوں نے جن کا کوئی ذریعۂ معاش سوائے دجل وفریب کے نہ تھا، نہ علم، نہ عمل، نہ دیانت، نہ تقویٰ، نہ صداقت، نہ حیا، نہ قوت کسب۔ صرف اپنا اُلو سیدھا کرنے اور اپنے عیوب چھپانے کے واسطے اکابر علمائے ربانیین پر فرضی بہتان و دور از قیاس باتیں گڑھ گڑھ کر عوام کو گمراہ کیا اور عند اللہ روسیاہ ہوئے جس شخص کو متبعِ سنت شیفتۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماحیٔ بدعت دیکھا فوراً وہابی کہہ کر عوام کو اس سے برگشتہ کر دیا تاکہ ان کے حلوے مانڈے نذرانوں میں فرق نہ آجائے"

تہذیب و شائستگی اور شرافت و سنجیدگی سے بھری ہوئی اِس عبارت پر ہم کو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری سے کوئی شکایت نہیں۔ جو لوگ خود اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی پاک مبارک شانوں میں گستاخیاں، بدزبانیاں، زبان درازیاں، دشنام بازیاں کرتے رہنے کے عادی ہو چکے ہیں اگر ہم سنی مسلمانوں کو وہ بدنصیب، دجّال، فریبی، بے علم، بے عمل، بددیانت، فاسق، کاذب، بے حیا،

اپنا اُلو سیدھا کرنے والے، اپنے عیوب چھپانے والے، بڑے بڑے ربانی عالموں پر بہتان اور خلافِ عقل باتیں گڑھنے والے، اس طرح عوام کو گمراہ کرنے والے اور اللہ تعالیٰ کے حضور روسیاہ جو کچھ چاہیں کہیں، بکیں، لکھیں، چھاپیں، شائع کریں تو ہم خوش ہیں کہ دشنامی حضرات جتنی دیر تک ہم کو گالیاں دینے بُرا کہنے میں مشغول رہیں گے کم از کم اتنی دیر تک تو ان کی زبان ان کے قلم سے اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شان میں گستاخیاں دشنامیں صادر نہ ہوں گی، کم از کم اتنی ہی دیر تک ہم مسلمانانِ اہل سنت کی عزتیں آبروئیں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزّت وعظمت کے لیے سپر رہیں گی۔

کہنا صرف اس قدر ہے کہ جس طرح رافضی لوگ ہم اہل سنت کو کبھی عامہ کہہ دیتے ہیں کبھی ناصبی کہہ دیتے ہیں اسی طرح اِن وہابیوں دیوبندیوں نے بھی ہم مسلمانانِ اہل سنت کو بدنام کرنے کے لیے رضوی فرقہ، رضائی گروہ، رضاخانی پارٹی، بریلوی جماعت کہہ دیا کرتے ہیں تاکہ عوام کو یوں گمراہ کریں کہ مسلمانوں میں معاذ اللہ یہ بھی کوئی جدید فرقہ ہے۔ فَاللّٰهُ يُحَاسِبُهُمْ وَيُجَازِيهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ بہر حال مولوی ابوالوفا صاحب شاہجہانپوری کا ان دیوبندی مولویوں اور ان کے ہم عقیدہ لوگوں کے وہابی ہونے سے انکار کرنا اور انہیں وہابی بتانے کو فرضی بہتان کہنا کیسا زبردست تقیہ اور کتنا روشن جھوٹ ہے وہابیوں کے سارے کے سارے کفری باطل وفاسد عقیدے مانتے بھی جاؤ اور پھر اپنی وہابیت کو سنیت وحنفیت کے پردے میں چھپاؤ۔ بھولے بالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو بہکانے کے لیے تقیہ فرماؤ۔

مناظرۂ چندوسی

اسی تقیے کی ایک بدترین مثال یہ ہے کہ مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری نے مناظرۂ چندوسی میں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کے کفر کو اسلام بنانے کے لیے یہ جھوٹ بولا تھا کہ عبارتِ ''حفظ الایمان'' میں ''بقولِ زید'' کا لفظ ہے مولوی تھانوی صاحب خود حضور کی توہین نہیں کر رہے ہیں بلکہ زید کو حضور کی توہین سے رُوک رہے ہیں اور جب میرے شاگرد مولانا محمد حسین صاحب سنبھلی سَلَّمَہٗ رَبُّہٗ نے ان کے اس کھلے ہوئے جھوٹ پر یہ ردِّ قاہر فرمایا کہ ''حفظ الایمان'' کے سوال میں زید کا قول تو صرف اسی

قدر ہے کہ:

"علم غیب کی دو قسمیں ہیں (۱) بالذات اس معنیٰ کر عالم الغیب خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا اور (۲) بواسطہ اس معنیٰ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے"۔

زید کی اس عبارت میں نہ تو علم غیب کو کل علم غیب اور بعض علم غیب دو قسموں پر تقسیم کیا گیا ہے نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے کل علم غیب کو عقلی و نقلی دلیلوں سے باطل بتایا گیا ہے نہ بعض غیب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خصوصیت کا انکار کیا گیا ہے نہ زید کی عبارت میں زید و... کے الفاظ ہیں نہ زید کے قول میں ہر صبی و مجنون اور جمیع حیوانات و بہائم کے کلمات ہیں نہ زید کی عبارت میں زید و عمرو کے لیے یا ہر صبی و مجنون کے لیے یا تمام جانوروں چار پایوں کے لیے کسی طرح کا علم غیب ثابت کیا گیا ہے۔ زید کے قول کا مطلب تو صرف اسی قدر ہے کہ ذاتی علم غیب اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کی عطا سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو علم غیب ہے اللہ تبارک وتعالیٰ عالم الغیب بالذات ہے اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم عالم الغیب بعطاء اللہ تعالیٰ ہیں۔

بولئے زید کے اس قول میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیا توہین ہے جس سے زید کو روکنے کی ضرورت مولوی تھانوی صاحب کو محسوس ہوئی۔ ہرگز نہیں بلکہ خود مولوی اشرف علی تھانوی صاحب علم غیب کی دو قسمیں کرتے ہیں کل علم غیب اور بعض علم غیب۔ پھر آخر عبارت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے کل علم غیب کو نقلی اور عقلی دلیلوں سے باطل بتاتے ہیں۔ اب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے صرف بعض علم غیب ہی رہ گیا اس کو باطل نہیں بتاتے بلکہ مسلمانانِ اہل سنت کے ڈر سے بعض علم غیب کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے مجبوراً تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن اس بعض علم غیب میں حضور علیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت کو باطل بتاتے ہیں کہتے ہیں کہ "اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے" یعنی یہ جو بعض غیبوں کا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو ہے اس میں حضور کی کچھ خصوصیت نہیں۔ پھر کہتے ہیں "ایسا علم غیب تو زید و عمرو (یعنی عام وخاص ہر ایک شخص کو) بلکہ ہر ایک صبی و مجنون (یعنی ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل کو) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (یعنی تمام جانوروں اور سب چار پایوں) کے لیے بھی حاصل ہے" ہر شخص جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں سمجھنے کا مادہ ہے دیکھ رہا ہے کہ خود مولوی اشرف علی تھانوی صاحب ہی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پاک مبارک علم غیب کو ہر ایک ایرے غیرے نتھو خیرے کا سا، ہر ایک بچے ہر ایک پاگل کا سا، ہر ایک جانور ہر ایک چار پائے کا سا علم غیب بتایا۔ مولوی تھانوی صاحب ہی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یہ شدید و سخت توہین کی۔ پھر اس توہین کا مرتکب زید بے چارے کو بتا دینا اور بے چارے زید کے سر اس توہین کو تھوپ دینا اور یہ کہہ دینا کہ مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب نے زید کو توہین کرنے سے روکا ہے۔ کیسا زبردست تقیہ اور کیسا کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ اس سے تو یہی بہتر تھا کہ آپ یوں کہہ دیتے کہ ''حفظ الایمان'' مولوی تھانوی صاحب کی تصنیف ہی نہیں۔ ''حفظ الایمان'' تو زید کی لکھی ہوئی کتاب ہے۔ چلئے چھٹی ہو جاتی لیکن جب ہر گز ایسا نہیں اور ''حفظ الایمان'' یقیناً مولوی تھانوی صاحب ہی کی کتاب ہے تو صاف ظاہر ہے بلا شک و شبہ ظاہر ہے کہ زید جو ایک سنی مسلمان ہے اس نے اپنے قول میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ایک وصف کمال بیان کیا کہ تعلیم خداوندی کے واسطے سے حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلوٰۃ والسلام عالم الغیب ہیں۔ زید کے اس قول میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا عالم غیب بعطاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر مولوی تھانوی صاحب بگڑ گئے، بپھر گئے، چڑھ گئے، بکھر گئے اور ''بقول زید'' کہہ کر زید کے اس سچے ایمانی اسلامی قول پر اعتراض کرنے لگ گئے چنانچہ کہتے ہیں ''آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو'' اس کا صاف صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدح و ثنا کرتے ہوئے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عالمُ الغیب بِتعلیمِ اللہِ تعالیٰ کہنا مولوی تھانوی صاحب کے نزدیک صحیح نہیں۔ اگر زید کے قول کے مطابق ایسا کہنا صحیح ہو تو اب مولوی تھانوی صاحب کہتے ہیں کہ ''دریافت طلب یہ امر ہیکہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب'' یعنی مولوی تھانوی صاحب زید سے پوچھ رہے ہیں کہ حضور کو عالمُ الغیب بِتعلیمِ اللہِ تعالیٰ کہنا جو تم صحیح مانتے ہو اس میں غیب سے کل علم غیب مراد لیتے ہو یا بعض علم غیب۔ تو ٹھیک دوپہر کے آفتاب سے بھی زیادہ روشن طور پر ثابت کہ ''بقول زید'' کا صرف یہی مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی عطا سے عالم الغیب کہنا زید کے قول پر صحیح ہے۔ آپ بقولِ زید کا مطلب جو زبردستی یہ گڑھ رہے ہیں کہ زید نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین کی ہے زید نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم غیب کو بچوں، پاگلوں، جانوروں، چار پایوں کے علم غیب

سے تشبیہ دی ہے۔ حد بھر کی ڈھٹائی اور بے حیائی ہے، جو مولوی تو مولوی کسی ناخواندہ شریف آدمی کا بھی کام نہیں۔ تو مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب ایسے لاجواب ہوئے کہ گویا ان میں سانس ہی نہیں تھی۔

وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَاٰلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

یہیں پر ایک ضروری بات اور بھی سن لیجئے! اس ''حفظ الایمان'' کے آخر میں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

''زید کا عقیدہ اور قول سرتاسر غلط اور خلافِ نصوصِ شرعیہ ہے ہرگز اس کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں زید کو چاہئے کہ توبہ کرے اور اتباعِ سنت اختیار کرے''۔

ہر اُردو خواں بھی جانتا ہے کہ اُردو محاورے میں ''سراسر اور سرتاسر'' کے معنیٰ سب کا سب، سارے کا سارا، تمام و کمال ہوتے ہیں۔ کسی مضمون کو سرتاسر صحیح کہنے کا یہی مطلب ہوتا ہے کہ اس مضمون کا ہر ایک جز صحیح ہے۔ کسی مضمون کو سرتاسر غلط کہنے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس مضمون کا ہر ہر حصہ غلط ہے۔ اب زید کے عقیدے اور قول کے دو جز ہیں پہلا یہ کہ بالذات عالم الغیب اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم و عطا کے واسطے سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بھی عالم الغیب ہیں۔

اب مولوی تھانوی صاحب زید کے عقیدے اور قول کو سرتاسر غلط اور نصوصِ شرعیہ کے خلاف اور اس پورے عقیدے اور قول سے توبہ ضروری بتارہے ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا بالذات عالم الغیب نہ ہونا اور ذاتی علم غیب میں اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک لہٗ ہونا بھی مولوی تھانوی صاحب کے نزدیک غلط اور نصوصِ شرعیہ کے خلاف ہے جس کا صاف مطلب یہی ہوا کہ مولوی تھانوی صاحب کے عقیدے میں اللہ تعالیٰ کے سوا دوسرے بھی بالذات عالم الغیب ہیں بالذات علم غیب میں دوسرے بھی اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں۔ یہ بھی قرآن عظیم کی کھلی ہوئی تکذیب اور عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا کھلا ہوا انکار ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ یعنی اے محبوب تم فرمادو کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی اپنی ذات سے غیب نہیں جانتا بجز اللہ کے۔ (سورۂ نمل شریف، آیت نمبر ۶۵) اور اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے: وَعِنْدَہٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَاۤ اِلَّا هُوَ یعنی اور اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اُس کے سوا اپنی ذات سے کوئی نہیں

جانتا۔ (سورۂ انعام شریف، آیت نمبر ۵۹) بہر حال لفظ ''بقول زید'' سے جو دھوکا دیا جاتا ہے اُس کا جواب پہلے میں عرض کر چکا ہوں اور دوبارہ پھر یاد دہانی کراتا ہوں کہ اگر فیض آباد کی پبلک میں سے حکومت کا کوئی وفادار جس کا نام زید ہو۔ یوں کہے کہ حکومت کی دو قسمیں ہیں بالذات اس معنیٰ کر خدا تعالیٰ کے سوا کوئی حاکم نہیں اور بواسطہ (یعنی اللہ ہی کے حکم و عطا کے واسطے سے) اِس معنیٰ کر ہمارے شہر فیض آباد کے کلکٹر ضلع صاحب بہادر بھی حاکم ہیں اُس کے جواب میں ایک غدار بے وفایوں کہے کہ:

''کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی ذات پر حکومت کا حکم کیا جانا اگر بقول زید وفادار صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس حکومت سے دنیا کے ہر ہر حصے ہر ایک خطے پر حکومت مراد ہے یا زمین کے بعض حصوں پر۔ اگر زمین کے بعض حصوں پر حکومت مراد ہے تو اس میں کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی کیا تخصیص ہے ایسی حکومت تو ہر چمار کو اپنے گھر پر ہر بھنگی کو اپنے مکان پر بلکہ ہر اُلو کو اپنے آشیانے پر ہر سوّر کو اپنے بھٹے پر حاصل ہے اور اگر دنیا کے ہر ایک حصے پر ہر خطے پر حکومت مراد ہے اس طرح کہ دنیا کا کوئی گوشہ کوئی حصہ خارج نہ رہے تو اس کا بُطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے''۔

تو کیا اس غدار بے وفا کا ایسا کہنا کلکٹر صاحب ضلع فیض آباد کی توہین نہ ہوگی؟ ہوگی اور ضرور ہوگی۔ جس سلطنت کی طرف سے ان کو ضلع فیض آباد کی کلکٹری ملی ہے کیا اس غدار بے وفا کا یوں کہنا اس سلطنت کے ساتھ بھی غداری نہ ہوگی؟ ہوگی اور یقیناً ہوگی۔ کیا ایسا کہنے پر ان کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کا اور اس سلطنت کا جس نے ان کو ضلع فیض آباد کی کلکٹری کا عہدہ دیا ہے وہ غدار بے وفا ان دونوں کا مجرم نہ ہوگا؟ ہوگا اور بے شک ہوگا۔ پھر جب اس غدار بے وفا کی دار و گیر ہو تو کیا کوئی عاقل منصف اس کا یہ بہانہ قبول کرلے گا کہ میری عبارت میں ''بقول زید وفادار'' کا لفظ موجود ہے۔ کیا اس غدار بے وفا کا یہ حیلہ قبول کیا جاسکتا ہے کہ میں نے کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی توہین نہیں کی ہے بلکہ زید وفادار کو ان کی توہین سے رُوکا ہے۔ کیا اس غدار بے وفا کو یہ کہنے کا کسی طرح بھی کچھ حق ہے کہ اگرچہ حکومت کی دو قسمیں کل دنیا پر اور بعض حِصَص زمین پر۔ پھر کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کے لیے حکومت کی پہلی قسم کو نقلی و عقلی دلیلوں سے باطل بتانا پھر دوسرے قسم کی حکومت میں کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی خصوصیت کا انکار کرنا پھر چمار، بھنگی، اُلو، سوّر وغیرہا الفاظ ہرگز زید وفادار کی عبارت میں نہیں اگرچہ یہ سب باتیں خود میری ہی عبارت میں ہیں لیکن میں نے تو زید وفادار کو ایسے غلط

خیال سے روکا ہے جس سے کلکٹر صاحب بہادر ضلع فیض آباد کی توہین لازم آتی ہے کلکٹر صاحب کے متعلق خود میں نے اپنے خیال کا اظہار ہرگز نہیں کیا ہے جس کچہری میں غدار بے وفا پر کلکٹر صاحب بہادر کی توہین کا مقدمہ پیش ہو گیا اس اجلاس میں اس کا یہ عذر سنا جا سکتا ہے کہ اگر چہ یہ تمام الفاظ و کلمات میرے ہی ہیں، زید وفادار کے نہیں ہیں لیکن مفہوم زید وفادار ہی کا ہے۔ اگر ان تمام سوالوں کا جواب ہر عقلمند کے نزدیک صرف یہی ہو سکتا ہے کہ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ تو سمجھ لینا چاہئے کہ بادشاہوں کا بادشاہ، شہنشاہوں کا شہنشاہ، حقیقی بادشاہ وہی اللہ ہے جل جلالہٗ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس ذات اقدس کو سارے جہاں کے لیے اپنا نائبِ اکبر و خلیفۂ اعظم اور اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور اس کا نام ہے: سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم۔

زید وفادار وہ سنی مسلمان ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا و تعلیم کے واسطے سے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو عالم الغیب مانتے ہیں اور سرکار محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے غدار بے وفا مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب ہیں جو علم غیب کی دو قسمیں کل اور بعض کر کے کل علم غیب کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے لیے نقلی و عقلی دلیلوں سے باطل بتا رہے ہیں اور بعض علم غیب میں حضور علیہ و علیٰ آلہٖ الصلاۃ والسلام کی ہر طرح کی خصوصیت کا انکار کر رہے ہیں۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے علم غیب کو ہر ایک جانور، ہر ایک چار پائے، ہر ایک بچے، ہر ایک پاگل کا سا علم غیب بتا رہے ہیں۔ پھر مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کی طرف سے یہ غلط عذرات، یہ جھوٹے حیلے، باطل بہانے کیوں کر قابل قبول ہو سکتے ہیں؟

پیارے سنی مسلمان بھائیو! آپ حضرات نے کتابیں دیکھ لیں، عبارتیں سُن لیں، آپ حضرات پر روشن ہو گیا کہ ان وہابیوں دیوبندیوں نے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی کیسی کیسی اہانتیں کی ہیں، قرآنِ عظیم کی کیسی کیسی بے ادبیاں کی ہیں، صحابۂ کرام و اہل بیت عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں کیسی کیسی گستاخیاں کی ہیں، مقدس دین اسلام کے عقائد دینیہ ضروریہ کی کیسی کیسی تکذیبیں کی ہیں، ہمارے پیارے دین اسلام میں کیسے کیسے رخنے ڈالے ہیں، ہمارے محبوب مذہب اہل سنت پر کیسے کیسے حملے کئے ہیں، حتیٰ کہ خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی کیسی کیسی توہینیں کی ہیں، اس پاک بے عیب خدائے قدوس عزوجل کو کیسا کیسا جھٹلایا ہے کہ آریہ سماج کے پنڈتوں اور عیسائی مشن کے پادریوں سے

طرح اپنے دام افتادوں کو مذہب اہل سنت سے مرتد کر کے وہابی بنا لیتے ہیں۔ پھر اگر کسی سمجھدار سنی مسلمان کے کان میں کوئی بات پڑی اور اس نے اپنے پیارے دین اسلام کے تحفظ کی، اپنے محبوب مذہب اہل سنت کی حفاظت کی کچھ کوشش بھی کی تو اس کو مفسد، تفرقہ پرداز کہا جاتا ہے، اس کی حفاظت اسلام وسنیت کی کوششوں کو اشتعال انگیزی، تفرقہ پردازی بتایا جاتا ہے، اس وقت اتحاد و اتفاق کی اسکیمیں ہونے لگتی ہیں، آپس میں میل محبت قائم رکھنے کے لیکچرز دھڑلے سے شروع ہو جاتے ہیں وہ دیوبندی وہابی پیر جی یا ملاّ جی تو کسی خانقاہ میں بالکل علیٰحدہ بگلا بھگت بنے ہوئے بیٹھے رہتے ہیں اور اسی بستی کے جو لوگ معتقد یا مُرید یا شاگرد ہو چکے ہیں وہی ان کی حمایت وطرفداری کے لیے اس بے چارے ہمدرد اسلام وسنیت سنی مسلمان کے مقابلے میں اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں، اور خود اسی بستی ہی کے اندر باپ بیٹے میں بھائی بھائی میں، بیوی شوہر میں پنچایتوں اور برادریوں میں جنگ وفساد و منافرت باہمی کی کبھی نہ بجھنے والی آگ لگ جایا کرتی ہے۔

بستی میں آپس کا یہ فتنہ وفساد ان عقائد کفریہ وہابیہ کی وجہ سے بڑھتا رہتا ہے اور وہ دیوبندی وہابی پیر جی صاحب یا ملاّ جی صاحب کبھی کبھی تقریر فرما دیتے ہیں کہ بھائیو! نماز پڑھو، آپس میں اتحاد و اتفاق کے ساتھ رہو، کسی کو وہابی کسی کو دیوبندی کہنے کے فضول جھگڑوں سے دور رہو، کبھی کبھی باہر سے خفیہ طور پر کسی دیوبندی وہابی لیکچرار یا واعظ کو بلوالیا جاتا ہے وہ اسی قسم کے مضامین بیان کر دیتا ہے کہ بھائیو! نازک زمانہ ہے اِس وقت شیعوں سے ہمارا مقابلہ ہے اِس وقت ہندوؤں سے ہم برسرِ پیکار ہیں، آج کل سیاسی میدان میں دوسری قوموں سے ہمیں بازی لے جانا ہے لہٰذا آپس میں یہ وہابی سنی کے جھگڑے نہ چھیڑو سب لوگ باہم مل کر ایک ہو جاؤ، اِس قسم کی ساری تقریروں کا مطلب صرف یہ ہوتا ہے کہ ان پیر جی صاحب یا ملاّ جی صاحب کی وہابیت و دیوبندیت کا راز جو کچھ فاش ہو چلا ہے اس کی پھر پردہ داری کر دی جائے اور ان کے لیے وہابیت کی تبلیغ کا میدان جو کچھ سنگلاخ ہو گیا ہے اس کو پھر ہموار کر دیا جائے اور وہ بے چارے سنی مسلمان جو اسلام وقرآن، دین وایمان، رسول ورحمان پر نجس ناپاک حملے دیکھ کر اپنے دین اسلام، اپنے مذہب اہل سنت کے تحفظ کے لیے کچھ بیدار ہوشیار ہو گئے ہیں وہ پھر مرعوب ہو کر خاموش ہو جائیں، اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر گندے گھنونے حملے ہوتے دیکھ کر بھی ٹک ٹک دیدم دم نہ کشیدم پر عمل کر لیں، اپنا پیارا اسلام، اپنا محبوب

بھی تم نے اس کی نظیر نہیں دیکھی ہوگی نہ کبھی سنی ہوگی۔

لیکن پھر بھی وہابیہ دیو بندیہ اپنے آپ کو وہابی نہیں کہتے بلکہ سنی حنفی چشتی صابری نقشبندی مجددی بنتے ہیں بلکہ اپنے آپ کو اہل سنت کا پیشوا اور مذہب اہل سنت کا علمبردار اور دین اسلام کا سچا مبلغ بتاتے ہیں، کہیں جا کر سنیوں کے پیر بن جاتے ہیں، کہیں پہنچ کر سنیوں کے واعظ، سنیوں کے مولوی کہلاتے ہیں، اور اپنے اسی تقیے کے جال میں عوام اہل اسلام وسنیت کو پھنساتے ہیں، اگر یہ وہابی دیو بندی لوگ تقیہ نہ کرتے، اپنے آپ کو سنی حنفی نہ بتاتے، اپنا وہابی ہونا کھلم کھلا ظاہر کر دیتے تو عام سنی مسلمان کہیں بھی ان کے دھوکے میں ہرگز نہ آتے۔ جب یہ اپنے آپ کو وہابی بتا کر اپنے عقائد کفریہ لوگوں کو سناتے تو گنوار اور جاہل مسلمان بھی سمجھ لیتے کہ یہ عقیدے سنی مسلمانوں کے نہیں بلکہ وہابیوں کے ہیں اور وہ ان کے عقائد باطلہ ہرگز قبول نہ کرتے اور اس وقت ہم بھی ان سے قطعاً ہرگز اس قدر تعارض نہ کرتے جب تک کہ یہ لوگ خود ہم کو چیلنج نہ دیتے کیوں کہ موجودہ گورنمنٹ نے ہر مذہب والے کو اس کے مذہب کی تبلیغ واشاعت کا حق دیا ہے اور ہر مذہب والے کو پوری مذہبی آزادی دی ہے اس وقت ہم سمجھ لیتے کہ جب موجودہ گورنمنٹ کے زیر سایہ آریہ اپنا پرچار کرتے ہیں، سناتن دھرم والے اپنا اپدیش دیتے ہیں، پادری اپنا بپتسما دیتے ہیں تو ان وہابیوں کو بھی ان کے وہابی مذہب کی تبلیغ سے روکنے کا ہم کو قانوناً کوئی حق نہیں وہ اپنے وہابی مذہب کی تبلیغ کرتے، ہم اپنے مذہب اہل سنت کی تبلیغ کرتے۔

وہابیوں کو سنیوں سے کچھ مطلب نہ ہوتا، سنیوں کو وہابیوں سے کچھ سروکار نہ ہوتا، لیکن غضب تو یہ ہے کہ یہ وہابی دیو بندی حضرات جہاں پہلی بار پہنچتے ہیں وہاں سنّی حنفی مسلمانوں کے پیر یا سنی حنفی مسلمانوں کے مولوی بن جاتے ہیں، لوگوں کے سامنے وہابیوں کو بُرا بھی کہہ دیتے ہیں، ناخواندہ اور سادہ لوح سنی مسلمان پر اپنے ظاہری تقویٰ اور پرہیزگاری اور دِکھاوے کے اتباعِ شریعت کا سکہ جما لیتے ہیں، دعا تعویذ، جھاڑ پھونک، وعظ وتقریروں سے عوام کے دلوں پر اپنا اثرورُسوخ بٹھا دیتے ہیں۔

شروع شروع میں تو اپنے وہابیانہ عقائد کو یہ قطعاً کسی پر کسی طرح ظاہر نہیں ہونے دیتے لیکن جب ان کو اطمینان ہوجاتا ہے کہ ہاں اب یہ لوگ معتقد ہو چکے، پوری طرح قبضے میں آ چکے، دس بیس مریدی کے جال میں، بیس پچیس شاگردی کے دام میں پھنس چکے تو آہستہ آہستہ نہایت ہی خاموشی کے ساتھ انہیں عقائد وہابیہ کفریہ کو سنی مسلمانوں کے عقیدے بتا کر ایک ایک دو، دو کر کے سمجھاتے ہیں اور اس

مذہب اہل سنت مِٹنے کا تماشہ چپ بیٹھے دم سادھے ہوئے دیکھتے رہیں۔ پھر ستم یہ ہے کہ وہ پیر جی صاحب یا ملا جی صاحب وہابیانہ عقائد کفریہ کی اشاعت ایسی رازداری کے ساتھ کرتے ہیں کہ بستی کے جو سادہ لوح عوام معاذ اللہ عقائد کفریہ وہابیہ قبول کر کے کٹر وہابی بن جاتے ہیں وہ بھی اپنے آپ کو وہابی نہیں کہتے بلکہ اپنے آپ کو پکا سنی حنفی بتاتے ہیں، ایسے تقیے کے ساتھ وہابیت کے عقیدوں کا پرچار کر کے ان وہابیوں دیوبندیوں نے گاؤں کے گاؤں وہابی بنا ڈالے، ضلع کے ضلع تباہ کر دئے، دوست کو دوست سے باپ کو بیٹے سے لڑا دیا، بھائی کو بھائی سے بیوی کو شوہر سے جدا کرا دیا، چچا کو بھتیجے کا ماموں کو بھانجے کا دشمن بنا دیا، برادریوں پنچایتوں قوموں میں تبلیغ وہابیت کر کے فرقہ وارانہ جھگڑا فساد ڈلوا دیا، انہیں مَناظر کو یہاں بھی دیکھ کر ہم مجبوراً آپ حضرات کو شریعت اسلامیہ کا حکم بتاتے ہیں کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین و اہانت کرنے والے ضروریات دینیہ ایمانیہ میں سے کسی عقیدے کا انکار کرنے والے بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد بے دین ہیں۔ میں خود اپنی طرف سے ان کو کافر مرتد بے دین نہیں کہتا بلکہ آج سے ساڑھے تیرہ سو برس سے زیادہ پہلے اللہ تبارک و تعالیٰ کی بھیجی ہوئی حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی لائی ہوئی شریعت مطہرہ اسلامیہ ان کو کافر مرتد بے دین بتا رہی ہے۔ میں تو اسی حکم شریعت کا اظہار کر رہا ہوں اس سے کسی کی دل آزاری ہرگز مقصود نہیں، فتنہ پردازی اشتعال انگیزی قطعاً مراد نہیں بلکہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم شاہد ہیں کہ ان احکام شرعیہ سنانے میں خالص ہمدردی سچی نیک نیتی کے ساتھ ہمارا صرف اسی قدر مقصد ہے کہ ہمارے سنی مسلمان بھائی ایسے عقائد کفریہ وہابیہ دیوبندیہ ہرگز قبول نہ کریں۔

خدا تبارک و تعالیٰ کی، اس کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی، اس کے پاک کلام قرآنِ عظیم کی، حضرات صحابہ و اہل بیت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی پاک مبارک شانوں میں گستاخیاں ہرگز نہ کرنے لگیں۔ خوب یاد رکھئے کہ وفادار بندہ جو اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے باغی و غدار نہ ہو اس سے اگر اپنی شامتِ نفس یا شرارتِ شیطانی کے سبب کتنے بھی گُناہ ہو جائیں لیکن اس کا خاتمہ بعون اللہ تعالیٰ و بعونِ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اسلام پر ہوا تو اللہ تبارک و تعالیٰ کی رحمت سے یا اُس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شفاعت سے یا کچھ مدت جہنم کی سزا بھگتنے کے بعد ایک نہ ایک دن اس کی مغفرت و بخشش ضرور ہوگی۔ مگر جو شخص کسی عقیدۂ ضروریہ دینیہ

کو جھٹلا کر یا اللہ تبارک وتعالیٰ یا اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یا اس کے پاک کلام قرآن عظیم کی یا اس کے کسی نبی، کسی رسول، کسی فرشتے کی توہین کر کے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے باغی وغدار ہوگیا اور اسی پر معاذ اللہ بے توبہ مر گیا تو بھڑکتے ہوئے جہنم کے عذابِ شدید سے ہمیشہ ہمیشہ کبھی اس کی نجات نہ ہوگی۔ ہمارا دوسرا مقصد اس بیان سے یہ بھی ہے کہ جو لوگ دھوکے میں پھنس کر ان وہابیانہ عقائد کفریہ کو قبول کر چکے ہیں وہ بھی ٹھنڈے دل کے ساتھ غور و انصاف کر کے سمجھیں کہ یہ عقائد کفریہ سنی مسلمانوں کے ہرگز نہیں بلکہ یہ نجس اور گندے عقیدے وہابیوں کے ہیں اور وہ بھی بتوفیق اللہ تعالیٰ وبعنایۃ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ان کفری عقیدوں سے توبہ کر کے پھر سچے پکے سنی مسلمان بن جائیں اور اس وہابیت و دیوبندیت کے سبب جو مسلمان کہلانے والوں کے درمیان باہمی جھگڑے فتنے ہو رہے ہیں آپس میں عداوتیں منافرتیں پھیلی ہوئی ہیں یہ سب باذن اللہ تعالیٰ و بحکم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دور ہو کر سب اہل اسلام آپس میں متحد و متفق اور شیر و شکر اور ایک جان اور چند قالب ہو جائیں۔ آمین یارب العٰلمین۔

آخر میں اتنی بات اور گذارش کر دوں کہ شریعت مطہرہ سے ابتداءً خود میں نے یہ احکام نہیں نکالے کہ وہابیہ دیوبندیہ قرآن ورسول ورحمٰن جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین اور عقائد ضروریہ دینیہ کی تکذیب کرنے کے سبب بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد بے دین ہیں بلکہ ماہ ذی الحجۃ الحرام ۱۳۲۳ھ کی ۲۱/ تاریخ روز پنج شنبہ کو مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کی عبارتِ حفظ الایمان صفحہ ۸/ اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحب کی عبارتِ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱/ اور مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کے فتوے کے فوٹو اور مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی عباراتِ تحذیر الناس صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸/ کے متعلق ایک استفتاء مرتّب ہو کر مکہ معظّمہ کے علمائے کرام کے سامنے پیش ہوا۔ پھر پانچ ماہ فاخر ربیع الآخر شریف ۱۳۲۴ھ کو مدینہ طیبہ کے مفتیانِ عظام کے حضور پیش کیا گیا۔

مکہ معظّمہ وہ پاک ومبارک شہر ہے جس میں اس رب بے نیاز جل جلالہٗ کا پیارا گھر ہے جو گھر در سے پاک ہے، جس کی طرف ہم اس کے حکم سے اسی کے لیے نماز پڑھتے ہیں اسی کی طرف ہم اپنے سروں کو جھکا کر اسی کے لیے سجدہ کرتے ہیں۔

مدینہ طیبہ وہ برکت ورحمت والا شہر ہے جس میں اس کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم کی منور و مطہر آرام گاہ روضۂ اقدس ہے جس کی طرف عاشقانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قلوب جھکے ہوئے ہیں۔ مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام و مفتیان عظام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے فتوے دئے کہ یہ چاروں اشخاص اپنے ان اقوال کے سبب بحکم شریعت مطہرہ اسلام سے قطعاً خارج ہیں۔ ان مبارک فتویٰ کا مجموعہ اُردو ترجمے کے ساتھ ۱۳۲۶ھ میں کتاب ''حسام الحرمین علیٰ منحر الکفر و المین'' کے نام سے چھپ کر شائع ہوگیا۔ اُس وقت سے اب تک چار ایڈیشن اس مبارک کتاب کے شائع ہو چکے ہیں اس وقت بھی یہ مقدس کتاب حسام الحرمین شریف میرے ہاتھ میں موجود ہے اس مبارک مجموعۂ مقدسہ کے صرف صفحہ ۷۳، ۷۴، ۷۵ رکا مختصر خلاصہ آپ حضرات کو سناتا ہوں۔ ملاحظہ ہو! فرماتے ہیں:

''ان اقوال کے قائلین بدعت کفر یہ والے اشقیا، ان کافروں کے کفر پر آگاہی لازم ہے، اسلام کے نام کو پردہ بنائے ہیں، یہ سب کے سب مرتد ہیں، باجماع امت اسلام سے خارج ہیں، بے دینی و بدمذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر ملحد ہیں جوان اقوال کا معتقد ہو کافر ہے گمراہ ہے، دوسروں کو گمراہ کرتا ہے، مسلمانوں کے تمام علماء کے نزدیک دین سے نکل گیا جیسے تیر نشانے سے، کچھ شک نہیں کہ یہ خارجی یہ دوزخ کے کتے یہ شیطان کے گروہ کافر ہیں، ان کے کفر میں کوئی شبہ نہیں نہ شک کی مجال، زندیق بے دین وہابی اُلوہیت و رسالت کی شان گھٹاتے ہیں ان پر وبال اور خرابی حال لازم ہو چکی''۔

مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے علمائے عاملین و مفتیان کاملین رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے ان بدگویوں کے ساتھ مسلمانوں کو جو برتاؤ کرنے کے شرعی حکم دئے ان کا مختصر خلاصہ اس مجموعۂ مبارکہ کے صفحہ ۸۳، ۸۴ر سے سناتا ہوں۔ ملاحظہ ہو! فرماتے ہیں:

''اُس کے پیچھے نماز پڑھنے، اس کے جنازے کی نماز پڑھنے اور اس کے ساتھ شادی بیاہ کرنے، اس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانے، اس کے پاس بیٹھنے، اس سے بات چیت کرنے اور تمام معاملات میں اس کا حکم بعینہ وہی ہے جو مرتد کا ہے، ہاں ہاں احتیاط احتیاط کہ بے شک کافر کی توقیر نہ کی جائے گی اور بے شک گمراہی سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے واجب ہے کہ مسلمانوں کو ان سے ڈرایا جائے ان سے نفرت دلائی جائے، منبروں پر اور رسالوں اور مجلسوں اور محفلوں میں تاکہ ان کے شر کا مادہ جل جائے اور

ان کے کفر کی جڑ کٹ جائے، کہیں اُن کی گمراہی کی روح اسلامی دنیا کی طرف سرایت نہ کرے''۔

پھر ۱۳۴۵ھ میں ہندوسندھ ودکن وکوکن وپنجاب وبنگال ومدراس وبلوچستان وکاٹھیاواڑ وگجرات میں ۲۶۸ ر حضرات جو اُس وقت علمائے اہل سنت ومفتیانِ دین وملت ومشائخ طریقت تھے انہوں نے فتوے دئے کہ بے شک یہ لوگ بحکم شریعت مطہرہ ایسے ہی کافر مرتد بے دین وہابی ہیں جس طرح حسام الحرمین شریف میں تحریر فرمایا۔

ان فتاویٰ مبارکہ کا مجموعہ بھی اسی وقت کتاب ''الصوارم الهندية علیٰ مكر شياطين الديوبندية'' کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکا۔ اس کتاب کے بھی دو ایڈیشن اب تک چھپ چکے ہیں۔ آپ حضرات کے سامنے اس کتاب کا بھی ایک نسخہ پیش کرتا ہوں۔ ملاحظہ فرمائیے!

اس کی پیشانی ہی پر حسام الحرمین شریف کی مکمل تصدیق موجود ہے۔

پھر ۱۳۴۹ھ میں ہندوستان کے مختلف بلاد وامصار کے ۹۴ ر حضرات کا فتویٰ مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب کے کافر مرتد بے دین ہونے پر مرتَّب ہوا جو اسی وقت رسالہ ''مبلغ وہابیہ کی زاری'' کے نام سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ اس کا بھی ایک نسخہ اس وقت میرے پاس موجود ہے۔ ملاحظہ ہو اس میں بھی تمام علمائے کرام یہی فرماتے ہیں کہ مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر ''النجم'' مبلغ وہابیہ صاحب نے چونکہ اپنی کتاب ''نصرت آسمانی برفرقۂ رضا خانی'' میں مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کی کفری عبارتِ حفظ الایمان صفحہ ۸ ر کی اور مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحب کی کفری عبارتِ براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ ر کی طرفداری وحمایت کی ہے۔ لہٰذا وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ قطعاً یقیناً وہابی کافر مرتد بے دین ہیں۔ وہابیوں دیوبندیوں سے ان مبارک کتابوں کا کچھ بھی جواب نہ ہوسکا تو سنی مسلمانوں کو دھوکے دینے کے لیے کہتے ہیں کہ حسام الحرمین شریف میں پہلے تحذیر الناس کے صفحہ ۱۴ ر والی عبارت لکھی ہے پھر صفحہ ۲۸ ر والی عبارت لکھی ہے پھر صفحہ ۳ ر والی عبارت لکھی ہے اور اس طرح مقدم ومؤخر کر کے مسلسل ایک عبارت بنا کر کفری معنیٰ پیدا کر لیے گئے ہیں۔ موضع ادری ڈاکخانہ اندارہ ضلع اعظم گڈھ کے مناظرے میں پھر شہر گیا کے مناظرے میں بھی مولوی منظور سنبھلی صاحب نے یہی اعتراض کیا۔ میں نے جواب دیا کہ ''تحذیر الناس'' صفحہ ۳ ر کی عبارت میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے وصف مبارک ''خاتم النبیین'' کے اس ضروری دینی معنیٰ کو کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ

وسلم تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہو چکنے کے بعد مبعوث ہوئے ہیں اور حضور علیہ وعلیٰ آلہ الصلاۃ والسلام بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہیں، عوام یعنی ناسمجھ لوگوں کا خیال اور اہل فہم یعنی سمجھدار لوگوں کے نزدیک غلط و باطل بتایا۔ایک عقیدۂ ضروریہ دینیہ کا انکار اور ایک مستقل کفر ہے۔

تحذیر الناس صفحہ ۱۴ روالی عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ اقدس میں کسی اور نئے نبی کے پیدا ہونے کے شرعاً محال وغیر ممکن ہونے کا انکار کیا اور صاف لکھ دیا:

"اگر بالفرض آپ کے زمانے میں بھی کہیں اور کوئی نبی ہو تو بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانۂ مبارک میں اور نبی کے پیدا ہونے کو شرعاً جائز وممکن بتانا اور اُسے ختم نبوت کے خلاف نہ ٹھہرانا یہ ایک دوسرے عقیدۂ ضروریہ دینیہ کی تکذیب اور دوسرا مستقل کفر ہے۔

تحذیر الناس صفحہ ۲۸ روالی عبارت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد بھی جدید نبی کے پیدا ہونے کے شرعاً محال اور ناممکن ہونے کا انکار کیا اور صاف لکھ دیا:

"اگر بالفرض بعد زمانۂ نبوی بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا"۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے بعد جدید نبی کے پیدا ہونے کو شرعاً جائز وممکن بتانا اور اس کو ختم نبوت کے مخالف نہ ٹھہرانا یہ ایک تیسرے عقیدۂ ضروریہ دینیہ کو جھٹلانا اور تیسرا مستقل کفر ہے۔تو ہر ایک عبارت میں ایک ایک کفر بکا ہے۔لہٰذا اگر پہلے صفحہ ۳ روالی پھر صفحہ ۱۴ روالی پھر صفحہ ۲۸ روالی عبارتیں لکھی جاتیں تو بھی تین کفر ہوتے۔اگر پہلے صفحہ ۲۸ روالی پھر صفحہ ۱۴ روالی پھر صفحہ ۳ روالی عبارتیں نقل کی جاتیں تو بھی تین کفر ہوتے۔اگر پہلے صفحہ ۳ روالی پھر صفحہ ۲۸ روالی پھر صفحہ ۱۴ روالی عبارتیں درج کی جاتیں تو بھی تین کفر ہوتے۔اگر پہلے صفحہ ۲۸ روالی پھر صفحہ ۳ روالی پھر صفحہ ۱۴ روالی عبارتیں تحریر کی جاتیں تو بھی تین کفر ہوتے۔اگر پہلے صفحہ ۱۴ روالی پھر صفحہ ۳ روالی پھر صفحہ ۲۸ روالی عبارتیں مندرج کی جاتیں تو بھی تین کفر ہوتے۔اور اب کہ پہلے صفحہ ۱۴ روالی پھر صفحہ ۲۸ روالی پھر صفحہ ۳ روالی عبارتیں پیش کی گئی ہیں۔اب بھی وہی تین کفر ہیں۔

ہر ایک عبارت الگ الگ کفری معنیٰ میں مستعمل اور متعین ہیں۔ترتیب بدل جانے سے کفری معنیٰ

نہیں پیدا ہوئے بلکہ ہر ایک عبارت کفری معنیٰ بتانے میں ایسی صریح نص مفسر ہے کہ ان تینوں عبارتوں میں سے کسی عبارت میں کسی اور اسلامی معنیٰ کا قطعاً کوئی احتمال ہی نہیں۔ پھر ترتیب بدل جانے پر آپ کا اعتراض لغو اور مہمل اور بے کار ہو گیا یا نہیں؟ اس لاجواب قاہر جواب پر ادری کے مناظرے میں مولوی منظور سنبھلی صاحب کو قطعاً ساکت وصامت ہی ہونا پڑا تھا اور ان کی حمایت و امداد کے لیے ضلع اعظم گڑھ و ضلع گورکھپور و ضلع بلیا و ضلع جونپور کے جو ڈیڑھ سو وہابی دیوبندی مولوی صاحبان ادری کے جلسۂ مناظرہ میں جمع ہو گئے تھے ان میں سے بھی کوئی صاحب اس قاہر و لاجواب ایراد کا کوئی جواب نہیں دے سکے تھے۔ کمالِ حیاداری یہ ہے کہ مناظرۂ گیا میں بھی وہی بات اپنی پرانی بوسیدہ جس کی دھجیاں برسوں پہلے اڑا چکا تھا پھر میرے آگے پیش کر دی اور میں نے پھر اپنا وہی قاہر و زبردست ایراد کچھ توضیح و تمثیل کے اضافے کے ساتھ اس پر نازل کر دیا اور مولوی منظور سنبھلی صاحب کو اس جواب کے جواب سے پھر عاجز و مبہوت ہی ہونا پڑا اور گیا کے اس جلسۂ مناظرہ میں مولوی عبدالقدوس و مولوی ولایت حسین و مولوی ناظر امام وغیرہم ۶۵ وہابی دیوبندی مولوی صاحبان مولوی منظور سنبھلی صاحب کی امداد اور اعانت کے لیے موجود تھے ان میں سے بھی کسی صاحب سے اس لاجواب جواب کا کچھ جواب نہیں دیا جا سکا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

رسالہ مبارکہ ''مبلغ وہابیہ کی زاری'' کے مقابلے میں تو وہابیہ دیوبندیہ کچھ حرکت مذبوحی بھی نہیں کر سکے فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔ کتاب مبارک ''الصوارم الهندیة'' کے مقابلے میں ''براٗۃ الابرار'' جیسی ناپاک کتاب سنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے تیار کی تھی۔ موضع بسڈیلہ ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی کے مناظرے میں بھی مولوی ابو الوفا شاہجہانپوری صاحب نے جو جلسۂ مناظرہ میں وہابیوں دیوبندیوں کے صدر بنے ہوئے تھے یہی ناپاک کتاب مناظر وہابیہ دیوبندیہ مولوی عبداللطیف مئوی صاحب سے میرے آگے پیش کروائی۔ میں نے باعانۃ اللہ تعالیٰ وبعنایۃ حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اس پر اتنا ہی رد کر دیا کہ اس کے صفحہ ۵۷ پر ملک الموت علیہ الصلوٰۃ والسلام اور شیطان رجیم دونوں کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کو نصِ قطعی سے ثابت لکھ دیا ہے تو خود وہابیوں دیوبندیوں کے عین اسلام ''تقویۃ الایمان'' ہی کے فتوے سے یہ کتاب ''براٗۃ

الابرار'' مشرک و کافر کی تصنیف اور مردود ومطرود و نامعتبر ہو گئی۔ میں نے جو یہ مختصر رد کیا تھا اس کا جواب نہ مولوی ابوالوفا صاحب دے سکے نہ مولوی عبداللطیف صاحب دے سکے۔ اُس مناظرے میں پچاسی مولوی صاحبان اکٹھا ہو گئے تھے اُن میں سے بھی کوئی صاحب اس کا جواب نہیں دے سکے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِيْبِهٖ وَآلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

البتہ مقدس و مبارک کتاب مستطاب ''حسام الحرمین شریف'' کے مقابلے میں ناواقف سادہ لوح بھولے بھالے سیدھے سادے سنی مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لیے مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحب نے ضرور ایک کتاب ''المھند'' لکھی اور شائع کی جس کا صرف ترجمہ ''عقائد علمائے دیوبند'' کے نام سے ایک رسالے کی شکل میں وہابیوں دیوبندیوں نے چھپوا کر شائع کرایا ہے۔

میں نے ''المھند'' کا مفصل و مبسوط قاہر رد لکھ کر ۱۳۴۵ھ میں جب کہ مولوی خلیل احمد صاحب زندہ تھے کتاب ''رادالمھند'' کے نام سے چھپوا کر شائع کر دیا جس کا جواب نہ تو خود مولوی انبیٹھی صاحب سے ہو سکا اور پھر بِحَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَقُوَّتِهٖ کہا جاتا ہے کہ نہ اب کوئی وہابی دیوبندی ''رادالمھند'' کا جواب باصواب لکھ سکتا ہے۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِيْبِهٖ وَآلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ وہابیہ دیوبندیہ بے چارے ناواقف سادہ لوح مسلمانانِ اہل سنت کو اس طرح دھوکے دیتے ہیں کہ حسام الحرمین میں مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی قاسم نانوتوی صاحبان کی عبارتیں قطع و برید کر کے کاٹ چھانٹ کر اور اُن کے غلط مطالب بیان کر کے حرمین شریفین کے علمائے کرام کے سامنے پیش کی گئی تھیں اور ان حضرات کو دھوکہ دے کر دیوبندی مولویوں پر کفر کے فتوے حاصل کر لیے گئے تھے لیکن جب مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحب نے اپنی کتاب ''المھند'' میں حفظ الایمان و براہین قاطعہ و تحذیر الناس کی اصلی صحیح عبارتیں بلا کم و کاست پھر علمائے حرمین کے سامنے پیش کیں اور ان عبارتوں کے صحیح مطلب لکھے تو علمائے حرمین نے وہ کفر کے فتوے واپس لے لیے اور لکھ دیا کہ حسام الحرمین میں دھوکہ دے کر ہم سے کفر کے غلط فتوے حاصل کر لیے گئے تھے حالانکہ یہ بھی کُھلا ہوا جھوٹ ہے۔ راندیر ضلع سورت کے مشہور مناظرے میں جو کفریاتِ وہابیہ دیوبندیہ پر میں نے مولوی محمد حسین راندیری صاحب کے ساتھ انہیں کے مدرسہ محمدیہ میں کیا تھا۔ راندیری صاحب نے یہی تقریر کی۔ خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی مدد و

نصرت سے میں نے فوراً جواب دیا کہ کتاب المہند یہ میرے ہاتھ میں ہے نہ تو ہرگز اس میں یہ عبارت ہے کہ ہم نے وہ کفر کے فتوے واپس لے لیے نہ ہرگز اس میں یہ عبارت ہے کہ حسام الحرمین میں ہم کو دھوکہ دے کر ہم سے کفر کے غلط فتوے حاصل کر لیے گئے اور بفضل اللہ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم دعوے سے کہا جاتا ہے کہ کوئی وہابی دیوبندی ان دونوں میں سے کوئی ایک جملہ بھی المہند کے اندر کسی جگہ بھی ہرگز نہیں دکھا سکتا۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

''المہند'' میں کیسی کیسی عیاریاں، مکّاریاں، دجّالیاں، فریب کاریاں کی گئی ہیں اس کا مفصل بیان تو بہت طویل ہے بفضلہٖ تعالیٰ وبکرم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم یہ مفصل بیان ۱۳۴۵ھ میں آج سے بیس برس پہلے کتاب ''رادالمہند'' کے نام سے چھاپ کر شائع کر دیا گیا۔ اکابر وہابیہ دیوبندیہ مولوی انبیٹھی ومولوی تھانوی ومولوی کاکوروی صاحبان کے ہاتھوں میں پہونچا دیا گیا اب تک کسی صاحب سے اس کا جواب نہ ہوسکا نہ کبھی قیامت تک ہوسکتا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ۔

اس مناظرے میں اُن سب کو دِکھانے کا وقت نہیں البتہ اس وقت اتنی مختصر سی بات گذارش کرونگا کہ اگر المہند میں حفظ الایمان تھانوی وبراہین قاطعہ انبیٹھی وگنگوہی وتحذیر الناس نانوتوی کی وہ اصل عبارتیں بالکل صحیح صحیح بلاکم وکاست پیش کردی جاتیں جن پر حسام الحرمین شریف میں کفر کے فتوے دیئے گئے ہیں اور پھر علمائے حرمین محترمین تحریر فرمادیتے کہ ان عبارتوں میں کوئی کفر نہیں اور ان عبارتوں کی وجہ سے ان کے لکھنے والے کافر مرتد بے دین وہابی نہیں توضرور المہند کو حسام الحرمین شریف کا جواب کہا جاسکتا تھا۔ لیکن مولوی خلیل احمد انبیٹھی صاحب نے غضب بالائے غضب تو یہ ڈھایا، ستم بر ستم تو یہ توڑا کہ المہند میں نہ تو حفظ الایمان تھانوی کی اس عبارت صفحہ ۸ر کا عربی ترجمہ دیا نہ براہین قاطعہ گنگوہی کی اس عبارت صفحہ ۵۱ر کا عربی ترجمہ لکھا نہ تحذیر الناس نانوتوی کے صفحہ ۳ر و ۱۴ر و ۲۸ر کی ان عبارتوں کے عربی ترجمے لکھے بلکہ بالکل نئی نئی انوکھی نرالی عبارتیں لکھ دیں جو دنیا بھر کی کسی حفظ الایمان کسی براہین قاطعہ کسی تحذیر الناس میں قطعاً نہیں۔ اور کمالِ بے باکی کے ساتھ کسی عبارت کو لکھ دیا کہ یہ ہماری براہین قاطعہ کے مضمون کا خلاصہ ہے کسی عبارت کو کہہ دیا کہ یہ تحذیر الناس کے

مضمون کا خلاصہ ہے کسی عبارت کو لکھنے کے بعد کہہ دیا "مولٰینا تھانوی کا کلام ختم ہوا"۔

کہنا یہ ہے کہ اگر مولوی انبیٹھی صاحب کے نزدیک اُن عبارات حفظ الایمان صفحہ ۸ روبراہین قاطعہ صفحہ ۵۱ روتحذیر الناس صفحہ ۳ رو ۱۴ رو ۲۸ رمیں کوئی کفر نہ تھا تو ان کو ڈرکس بات کا تھا۔ ان پہ لازم تھا کہ وہی اصل عبارتیں علمائے حرمین طیبین کے سامنے پیش کرتے اُن کے صحیح ترجمے عربی میں لکھتے پھر اُن عبارتوں کے جو صحیح مطلب اُن کے نزدیک تھے وہ بتاتے اور پھر اُن حضرات سے پوچھتے کہ ان عبارتوں کے یہی مطلب ہیں یا نہیں؟ اور یہ عبارتیں کفر سے پاک ہیں یا نہیں؟ اور جب مولوی انبیٹھی صاحب نے ایسا نہیں کیا تو ثابت ہو گیا کہ خود مولوی انبیٹھی صاحب کو بھی قطعی یقین تھا کہ عباراتِ حفظ الایمان صفحہ ۸ رو براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ روتحذیر الناس صفحہ ۳ رو ۱۴ رو ۲۸ رمیں یقیناً کفریات بھرے ہوئے ہیں۔ اگر پھر انہیں عبارتوں کو علمائے حرمین شریفین کے سامنے عربی میں ترجمہ کر کے پیش کر دیا جائے گا تو پھر وہی کفر وارتداد و بے دینی و وہابیت کے فتوے صادر ہوں گے جو حسام الحرمین شریف میں صادر ہو چکے ہیں اسی لیے اور صرف اسی لیے مولوی انبیٹھی صاحب اس بات پر مجبور ہوئے کہ ان اصل عبارتوں کو چھپائیں اُن کے عربی ترجمے بھی علمائے حرمین کریمین کو نہ دِکھائیں اور بالکل نئی نرالی انوکھی عبارتیں اپنے جی سے گڑھ کر پیش کر دیں اور کہہ دیں کہ حفظ الایمان و براہین قاطعہ وتحذیر الناس کے مضامین کے یہی خلاصے یہی مطالب ہیں پھر مولوی انبیٹھی صاحب کی اس حرکت پر مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب کے بھی تصدیقی دستخط ہیں تو وہابیوں دیوبندیوں کی اسی مایہ ناز کتاب المہند ہی سے ثابت ہو گیا کہ حفظ الایمان صفحہ ۸ روبراہین قاطعہ صفحہ ۵۱ روتحذیر الناس صفحہ ۳ رو ۱۴ رو ۲۸ رکی اُن عبارتوں میں خود تھانوی وانبیٹھی صاحبان کے نزدیک بھی یقیناً کفر وارتداد و بے دینی و وہابیت ہے اور ان کے لکھنے والوں پر کافر مرتد بے دین وہابی ہونے کے جو فتوے حسام الحرمین شریف میں صادر فرمائے گئے ہیں وہ قطعاً بے شک و بلا شبہ حق وصحیح و درست ہیں ورنہ اسی بات پر فیصلہ ہے کہ حسام الحرمین شریف میں حفظ الایمان تھانوی و براہین قاطعہ گنگوہی وانبیٹھی وتحذیر الناس نانوتوی کی جن عبارتوں پر مکہ معظّمہ و مدینہ طیبہ کے علمائے کرام ومفتیان عظام نے کفر وارتداد و بے دینی و وہابیت کے فتوے دئے ہیں المہند کی اصل عربی میں ان عبارتوں کے عربی ترجمے اور المہند کے اُردو ترجمے میں وہ اصل عبارتیں دِکھا دیجئے۔

مولوی راندیری صاحب ان عباراتِ حفظ الایمان و براہین قاطعہ وتحذیر الناس میں سے نہ تو کسی عبارت کا عربی ترجمہ المہند کی اصل عربی میں اور نہ کوئی اصل عبارت المہند کے اُردو ترجمے میں دکھا سکے اور نہ کبھی کوئی وہابی دیوبندی مولوی صاحب قیامت تک دکھا سکتے ہیں اور مدرسہ محمدیہ تو اُس وقت وہابی دیوبندی مولوی صاحبوں سے بھرا ہوا تھا ان میں کے مشہور لوگوں کے نام یہ ہیں:

مولوی عُزیر گل کابلی، مولوی مہدی حسن شاہجہانپوری، مولوی ابراہیم راندیری، مولوی احمد اشرف راندیری، مولوی اسمٰعیل بسم اللہ، مولوی اسمٰعیل صادق، مولوی عبدالرحیم راندیری صاحبان سب کے سب خاموش ودم بخود رہ گئے ۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَعَلٰی حَبِیْبِہٖ وَآلِہٖ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ ۔

پیارے سنّی مسلمان بھائیو! آپ حضرات کے باصرار بسیار بار بار بلانے پر میلاد شریف بیان کرنے کے واسطے صرف تین دن کے لیے میں روز پنجشنبہ ۲۰ رجمادی الاخریٰ ۱۳۶۵ھ مطابق ۲۳ رمئی ۱۹۴۶ء کو آپ کی خدمت میں بھدرسے آیا اور اسی روز پہلا بیان محلہ کٹرہ میں مسجد کی جانب مغرب والے میدان میں میرا بیان میلاد شریف ہوا۔

دوسرے ہی دن کے بیان میں یہاں کے وہابیوں دیوبندیوں نے ایک چھپا ہوا چیلنج مناظرہ میرے پاس بھیج دیا جس میں بیسیوں گندی گالیاں بھری ہوئی تھیں اور بار بار باصرار بسیار کہا کہ اسی کو قبول کر کے مناظرے کے لیے تیار ہو جاؤ ورنہ تمہاری شکست ہوگی یہاں تک کہا کہ تم کو بغیر مناظرہ کیے بھدرسے سے بھاگنے نہیں دیا جائے گا۔ اُن کے اس شدید پُر اصرار تقاضے پر خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام لے کر میں نے وہی چیلنج جو تہذیب وشرافت سے قطعاً بیگانہ تھا قبول کر لیا اور بعونہٖ تعالیٰ وبعون حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم وہابیوں دیوبندیوں سے مناظرے کے لیے تیار ہو گیا اور مناظرے کو فیصلہ کن بنانے اور فتنہ وفساد سے بچانے کے لیے مناظرے کا یہ طریقہ تجویز کیا کہ دونوں جانب کا ہر ایک مناظر جو کچھ کہنا چاہے لکھ کر اُس پر دستخط کر کے اپنے مقابل کو دے دیا کرے اور پھر اسی کا مثنیٰ مجمعِ مناظرہ میں کھڑا ہو کر سُنا دیا کرے تا کہ حاضرین بھی سنتے رہیں کہ کس مناظر نے کیا کہا اور ہر ایک مناظر کا ہر ایک لفظ اس کے مقابل کے پاس محفوظ رہے۔ کسی وقت بھی یہ فضول گفتگو نہ ہونے پائے کہ میں نے ایسا نہیں ویسا کہا تھا اور تم نے ویسا نہیں ایسا کہا تھا کہ اس گفتگو میں بیکار وقت بہت ضائع ہو جاتا ہے۔ پھر مناظرہ ختم ہو جانے کے بعد بھی کسی فریق کو جھوٹی رودادِ

مناظرہ چھاپ کر غلط پروپیگنڈے کا موقع نہ ملے اور مناظروں میں جو کبھی اشتعال ہونے کا اندیشہ ہو جایا کرتا ہے اس کا سبب بھی اکثر و بیشتر یہی ہوتا ہے کہ کسی مناظر کی زبانی تقریر میں حاضرین مداخلت کر بیٹھتے ہیں۔ جب کوئی مناظر زبانی کچھ کہے گا ہی نہیں بلکہ اپنی لکھی ہوئی تحریر پڑھ کر سنایا کرے گا تو حاضرین میں سے کسی کو دخل اندازی کا موقع بھی نہیں ملے گا۔

جب اہل سنت کی طرف سے ایسا لکھ کر بھیج دیا گیا تو سب لوہے ٹھنڈے ہو گئے، بھدرسے کے بے چارے وہابیہ دیوبندیہ تو مجھے جانتے نہ تھے، سمجھے ہوئے تھے کہ چیلنج کی دھمکی سے ڈر کر حشمت علی بھی بھاگ جائے گا لیکن اُن کے مولوی صاحبان تو مجھے خوب پہچانتے ہیں مدرسئہ مداری دروازہ بریلی شریف کے جلسے میں جب مولوی تھانوی صاحب آئے تو میرے مقابلے سے فرار فرما گئے، ابوہر منڈی میں مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی، نوساری ضلع سورت میں مولوی عبدالشکور صاحب کاکوروی، مانڈلے اپر برما میں مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی منظور سنبھلی صاحبان، مالیگاؤں ضلع سورت میں وہاں کے گیارہ دیوبندی مولوی صاحبان، بمبئی میں ایک مرتبہ مولوی شبیر احمد دیوبندی صاحب، دوسری بار مولوی مرتضیٰ حسن صاحب دربھنگی، تیسری بار مولوی احمد سعید دہلوی، چوتھی مرتبہ مولوی منظور سنبھلی صاحب اور کئی مرتبہ بمبئی کے مشہور وہابی دیوبندی خواجہ حسن سرہندی صاحب، رنگون میں مولوی شبیر احمد دیوبندی و مولوی انور شاہ کشمیری صاحبان، شہر فتحپور میں مولوی منظور سنبھلی، راندیر ضلع سورت میں مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی صاحبان میرے مقابلے سے فرار فرما چکے ہیں۔

ہلدوانی منڈی ضلع نینی تال میں مولوی یاسین خام سرائی صاحب سے، محلہ چک منڈی لکھنؤ میں مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب سے، پادرہ ضلع سورت میں مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب ایڈیٹر اخبار ''اہل حدیث'' سے، راندیر ضلع سورت میں مولوی محمد حسین راندیری صاحب سے، لاہور وادری ضلع اعظم گڑھ وسیلاں والی ضلع جہلم و سنبھل ضلع مرادآباد و گیا میں مولوی منظور سنبھلی صاحب سے، نانپارہ ضلع بہرائچ شریف و موراواں ضلع اناؤ میں مولوی نور محمد ٹانڈوی صاحب سے، ملتان شریف میں مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری صاحب سے، شہر سلطان ضلع مظفر گڑھ میں وہاں کے بائیس دیوبندی مولویوں سے، بسڈیلہ ڈاکخانہ دودھارا ضلع بستی میں مولوی عبداللطیف مئوی صاحب سے، عقائد کفریہ وہابیہ دیوبندیہ پر میرے مناظرے ہو چکے ہیں، اور ان مقامات کے علاوہ جہاں جہاں وہابیہ دیوبندیہ

کے مولوی صاحبان سے میرے مناظرے اور مقابلے ہو چکے ہیں اُن سب مقاماتِ کثیرہ کی فہرست مجھے اس وقت یاد نہیں۔

بہرحال بھدرسے کے وہابیہ دیوبندیہ نے تحریر بازی شروع کردی خود بھدرسے میں مولوی نذیر وہابی دیوبندی تو ملازم ہی ہیں اُن کے علاوہ اس عرصے میں مولوی یونس خارجی اور مولوی نور محمد ٹانڈوی اور مولوی عبدالباری سلطانپوری اور مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری اور مولوی عبدالشکور کاکوروی کے بیٹے مولوی عبدالسلام لکھنوی صاحبان وغیرہم پے درپے بھدرسے آتے جاتے رہتے ہیں لیکن وہابیہ دیوبندیہ کے اصرار پر بھی کفریات دیوبندیہ وہابیہ پر مناظرے کے لیے تیار نہیں ہو سکتے۔ دو دو تین تین دن بھدرسے میں چھپے بیٹھے رہتے اور چلے جاتے ہیں، وہابیہ دیوبندیہ کے مولوی صاحبان برابر اشتعال انگیز فحش آمیز تحریرات خود لکھ کر کسی غیر معروف شخص کے دستخط کرا کے بھیج رہے ہیں۔

مسلمانانِ اہل سنت کی طرف سے اُن گالی ناموں کے مہذب و مناسب جوابات محمد اختر انصاری و محمد اشرف خاں صاحبان روانہ فرمارہے ہیں اور انتہائی کوشش کررہے ہیں کہ بھدرسے میں کفریاتِ دیوبندیہ وہابیہ پر ایک فیصلہ کن مناظرہ طے پاجائے اگرچہ مجھے وہابی حضرات کے حالات اور واقعات دیکھتے ہوئے قطعاً اس کی امید نہیں لیکن اگر مناظرہ طے بھی ہوجائے تو میں کہے دیتا ہوں کہ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّار ثُمَّ شَآءَ حَبِيْبُهُ الْمُخْتَار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میدانِ مناظرہ میں وقتِ مناظرہ پر وہابیوں دیوبندیوں کا کوئی مناظر نہیں پہنچ سکے گا کیونکہ سنا گیا ہے کہ مئو ضلع اعظم گڑھ کے وہابی دیوبندی مولوی حبیب الرحمٰن و مولوی عبداللطیف صاحبان کے پاس اور سنبھل ضلع مرادآباد کے وہابی دیوبندی مولوی منظور صاحب کے پاس اور دوبارہ پھر لہرپور ضلع سیتاپور کے مولوی ابوالوفا صاحب کے پاس جو اپنے آپ کو شاہجہانپوری کہا کرتے ہیں اور لکھنؤ میں پاٹے نالے کے رہنے والے مولوی عبدالشکور کاکوروی صاحب کے پاس بھدرسے کے وہابی دیوبندی صاحبان بار بار جارہے ہیں خوشامدیں کررہے ہیں لیکن میرے مقابل کفریات وہابیہ دیوبندیہ پر مناظرے کے لیے آنے کے لیے کوئی صاحب تیار نہیں ہورہے ہیں عجب نہیں کہ مقامِ مناظرہ و تاریخ مناظرہ طے ہوجانے کے بعد بھدرسے کے وہابیہ دیوبندیہ اپنی شکستِ فاحش کو چھپانے کے لیے تھانے میں کسی سے خطرۂ فساد کی رپورٹ دلوائیں اور میدان مناظرہ میں پولیس کی مداخلت کے ذریعہ سے مناظرہ بند کرادیں

کیونکہ میں چھبیس سال سے وہابی دیوبندی صاحبوں کی اسی قسم کی کارروائیوں کے تجربے پیہم مختلف مقامات پر کررہا ہوں اور اسی قسم کے واقعات پر میں مسلمانانِ اہل سنت کی فتح مبین کا اور وہابیہ دیوبندیہ کی عبرتناک شکست کا اعلان باذنہٖ تعالیٰ وبحکم حبیبہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم بار بار کرچکا ہوں۔ فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَعَلٰى حَبِيْبِهٖ وَآلِهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

ایک اور پُرلطف بات یہ ہے کہ مختلف مقامات کے وہابیہ دیوبندیہ خود ہی تو مجھے مناظرے کی دعوت دیا کرتے ہیں خود ہی اصرار بسیار کے ساتھ مناظرہ منظور مجھ سے کراتے ہیں اور پھر خود ہی یہ حضرات میرے خلاف پولیس میں غلط رپورٹیں بھی دلوا دیا کرتے ہیں۔ خیر جو کچھ واقعات ہوں گے آپ حضرات ملاحظہ فرمائیں گے۔

اب آخر میں یہ گذارش کرتا ہوں کہ سب مسلمانانِ اہل سنت بالکل پُرامن رہیں۔ اشتعال انگیزی و فساد سے قطعاً پرہیز رکھیں آپ کا پیارا دین اسلام آپ پر امن قائم رکھنا فرض اور فساد کرنا حرام فرماتا ہے۔ امن بڑی نعمت ہے اور بدامنی سخت مصیبت ہے وہابی دیوبندی صاحبوں سے قطعاً علیحدہ رہیں کہ نہ اُن کی صحبت میں بیٹھیں نہ اُن کی زبانوں سے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہینیں سنیں نہ اشتعال ہو نہ جھگڑا فساد ہونے پائے وہابی دیوبندی صاحبان سے بھی گذارش ہے کہ میرے بیانات پر اوران واقعات پر ٹھنڈے دل سے غور کریں اور انصاف سے کام لیں اگر واقعی ان کو بھی عقائد مذکورہ کفریہ وہابیہ اسلام وقرآن کے خلاف معلوم ہوتے ہوں تو سچے دل سے توبہ کرکے پھر ہمارے سنی مسلمان بھائی بن جائیں۔ سمجھانا ہمارا کام، ماننا اور عمل کرنا آپ کا کام، توفیق دینا اللہ عزو جل کا کام۔ بہر حال میرے سارے بیانات کا مقصد صرف اسی قدر ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کے مولوی صاحبان نے ہمارے دین اسلام پر ہمارے مذہب اہل سنت پر اپنی کتابوں میں جو سخت سخت حملے کیے ہیں اُن کلمات والفاظ کو عوام وہابیہ دیوبندیہ ہمارے سنی مسلمان بھائیوں کے سامنے بول کر ان کے دل نہ دُکھائیں اور اس کا بہترین طریقہ یہی ہے کہ اگر وہابی دیوبندی صاحبان انصاف سے کام لیں تو اُن سے توبۂ صحیحہ شرعیہ کرلیں اور سارے جھگڑے فسادات یکسر ختم ہوجائیں یہی وہ کلمات ہیں جن کو سُن کر مسلمانانِ اہل سنت کے دلوں میں دشمنی ونفرت کے جذبات پیدا ہوجاتے ہیں اور ایسے اعتقاداتِ فاسدہ باطلہ کفریہ وہابیہ کی سزا آخرت میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم کے بھڑکتے ہوئے انگارے تو ہیں

ہی لہٰذا میں تمام مسلمانوں کے دنیاوآخرت کے فائدے کے لیے عرض کرتا ہوں کہ اس قسم کے کلمات و عقائد کفریہ سے سچی توبہ فرمالیں۔ دنیا میں امن وامان ومحبت وآرام کے ساتھ رہیں، آخرت میں بھی اللہ تبارک وتعالیٰ کے قہر وغضب سے بچیں اللہ تبارک وتعالیٰ پھر اس کا پیارا محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی مجھ گناہ گار سیاہ کار ادنیٰ ترین سگان بارگاہ رضوی کو میرے اس مقصد میں خلوص اور کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

بہر حال کہنا یہ ہے کہ وہابیوں دیوبندیوں کی اور بھی کفری عبارتیں بہت ہیں جن میں ان کے مولویوں نے خدا اور رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم اور اسلام وقرآن پر سخت ناروا حملے کیے ہیں۔ اب مسلمانانِ اہلسنت خود ہی اپنے ایمانوں سے فیصلہ کرلیں کہ اگر وہابیوں دیوبندیوں کے دلوں میں اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت والفت وعزت وعظمت ہوتی تو کیا وہ ایسے گندے گستاخانہ حملے اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر کر سکتے؟ کیا ایسی توہینوں گستاخیوں سے بھری ہوئی کتابیں چھاپ کر شائع کر سکتے؟ دوسری طرف فرقہ مرزائیہ قادیانیہ ہے جس کا ایک عقیدہ یہ ہے کہ:

''قادیان ضلع گورداسپور کا رہنے والا مرزا غلام احمد قادیانی جو ۱۳۲۶ھ میں فوت ہوا وہ اللہ کا رسول و نبی ہے''

(دیکھو مرزائیوں قادیانیوں کے مرزا قادیانی کا رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' صفحہ ۲ و ۳ و ۴)

حالانکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے حبیب سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام ''خاتم النبیین'' رکھا یعنی تمام نبیوں کا ختم کرنے والا اور قرآن عظیم کی سیکڑوں آیتوں اور حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صد ہا حدیثوں سے کالشّمس فی وسط السماء روشن طور پر ثابت کہ خاتم النبیین کے یہی معنیٰ ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر نبوت ختم کر دی گئی جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم مبعوث ہو چکے تو اب کوئی نیا نبی پیدا نہیں ہوسکتا کسی دوسرے کو نبوت نہیں مل سکتی۔

ان کا دوسرا عقیدہ یہ ہے کہ:

عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو معجزے دِکھائے وہ سب مسمریزم کے کرشمے تھے اگر مرزا ان کو

مکروہ و قابل نفرت نہ سمجھتا تو مرزا ان عجوبہ نمائیوں میں مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کسی طرح کم نہ رہتا۔

(دیکھو مرزائیوں قادیانیوں کے مرزا غلام احمد قادیانی کی کتاب ''ازالۃ الاوہام'')

حالانکہ قرآن عظیم نے فرمایا: وَاٰتَیْنَا عِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ الْبَیِّنٰتِ وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ یعنی اور ہم نے مریم کے بیٹے عیسیٰ کو روشن معجزے عطا فرمائے اور ہم نے پاکیزہ روح سے ان کی مدد فرمائی۔ (سورۂ بقرہ شریف، آیت نمبر ۸۷) اگر مرزائیوں قادیانیوں کے دلوں میں اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت و الفت، عزت و عظمت ہوتی تو کیا قرآن پاک کی سچائی اور حقانیت اور سیدنا عیسیٰ روح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت پر ایسے گندے گستاخانہ حملے کرتے؟ کیا مرزا کو نبی و رسول مان کر قرآن پاک کے فرمان ''وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ'' کو جھٹلا سکتے؟ کیا ان گستاخیوں توہینوں سے بھری ہوئی کتابیں چھاپ کر شائع کر سکتے؟

مسلمانو سنی بھائیو! اس امر کا فیصلہ تمہارے ہی ایمانوں پر چھوڑتا ہوں۔ تیسری طرف فرقہ نیچریہ ہے جس کا عقیدہ ہے کہ:

پیغمبروں نے اپنی امتوں کے سامنے جو کلام الٰہی پیش کیا وہ کلام الٰہی ہرگز نہ تھا بلکہ وہ سب انہیں پیغمبروں کے دلوں کے خیالات تھے جو فوارے کے پانی کی طرح انہیں کے قلوب سے جوش مار کر نکلے اور پھر انہیں کے دلوں پر نازل ہو گئے۔ جبرئیل کسی ہستی کا نام نہیں، فرشتوں کا کوئی وجود نہیں بلکہ جیسے پاگل اپنی دماغی بیماری کے سبب یہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس کوئی کھڑا ہوا مجھ سے باتیں کر رہا ہے اور حقیقت میں وہاں کسی کا وجود نہیں ہوتا وہ سب اسی پاگل کے خیالات ہیں اسی طرح لوگوں کی روحانی تربیت میں مشغول ہونے کے سبب پیغمبر بھی یہ سمجھتا ہے کہ میرے پاس جبرئیل خدا کا یہ کلام لائے فرشتوں نے مجھے خدا کا یہ پیغام پہونچایا اور در حقیقت نہ جبریل کا وجود ہے اور نہ کسی فرشتے کا، نہ وہ کلام خداوندی ہے بلکہ وہ سب اسی پیغمبر کے دل کے خیالات ہیں جو پیغمبر کو فرشتوں کی شکل میں دِکھائی دیتے ہیں اور کلام الٰہی کی طرح سنائی دیتے ہیں۔

(دیکھو نیچریوں کے امام و مقتدا سر سید احمد خاں کولی علی گڑھی کی کتاب تفسیر القرآن صفحہ ۲۹؍)

جنت و دوزخ کے ثواب و عذاب کی جو تفصیلات آیات الٰہیہ و احادیث نبویہ میں بیان فرمائی گئی ہیں، وہ سب غلط ہیں، جنت و دوزخ کی حقیقت محض روحانی مسرّت اور روحانی صدمے کے سوا کچھ نہیں۔

(دیکھو تفسیر القرآن صفحہ ۴۰)

انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزے موجودہ زمانے کی سائنس کے خلاف ہیں اس لیے وہ سب جھوٹے اور گڑھے ہوئے ہیں (دیکھو تفسیر القرآن صفحہ ۱۲۸)

فرقۂ نیچریہ کے بیسیوں کفری اقوال ہیں جن میں اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر گستاخانہ بے ادبانہ حملے کیے گئے ہیں نمونے کے طور پر اس وقت اس فرقہ نیچریہ کے صرف تین اقوال کفریہ سنا دیئے ہیں مختصر تفصیل دیکھنا چاہو تو کتاب مبارک ''تجانب اهل السنة عن اهل الفتنة'' ملاحظہ فرماؤ!

اب مسلمان سنی بھائیو! اپنے دین و ایمان سے فیصلہ کرو اگر نیچریوں کے دلوں میں اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی محبت و الفت، عزت و عظمت ہوتی تو کیا پیغمبروں کو پاگلوں کے ساتھ تشبیہ دے سکتے؟ کیا تورات مقدسہ و زبور مبارک و انجیل شریف و قرآن عظیم کے کلام الٰہی ہونے سے انکار کر سکتے؟ کیا سائنس جیسے موہوم اور ظنی و غیر یقینی فن پر بھروسا کر کے خدا اور رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے فرمائے ہوئے معجزات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جھٹلا سکتے؟ کیا جنت و دوزخ کے ثواب و عذاب کی جو تفصیلات کلام الٰہی و کلام نبوی میں بیان فرمائی گئی ہیں ان کی تکذیب کر سکتے؟ کیا اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزت و عظمت پر گندے گھنونے حملوں سے بھری ہوئی ایسی کتابیں چھاپ کر شائع کر سکتے؟

سنی مسلمان بھائیو! اپنے ایمانوں سے اس امر کا تمہیں فیصلہ لو کہ کیا قرآن و حدیث کی رو سے وہابی دیوبندی مرزائی قادیانی و نیچری مسلمان و صاحب ایمان ثابت ہو سکتے ہیں؟ ہرگز نہیں شریعت مطہرہ اسلامیہ کے حکم سے یہ فرقے اسلام سے خارج اور کافر و مرتد ہیں۔ انہیں فرقوں کی طرح کلام الٰہی کی تکذیب، رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی توہین، ضروریاتِ دینیہ کا انکار کرنے والے اور بھی نئے نئے فرقے نکل پڑے ہیں جیسے بابی اور بہائی اور رافضیوں میں سے وہ لوگ جو قرآن عظیم کو ناقص اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں علی الاعلان تبرا بکنے کو اپنا مذہبی حق بتاتے ہیں اور مبلغ وہابیہ ایڈیٹر ''النجم'' مولوی عبدالشکور کاکوروی کے خارجی چیلے جو حضرات اہل بیت نبوت رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں اور اسی کے ساتھ ساتھ وہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی اہانت کرنے والوں کی حمایت و تائید کرتے رہتے ہیں اور چکڑالوی اور وہابی

غیر مقلد اور خاکساری یہ سب فرقے تمہارے دین و ایمان پر حملے کر رہے ہیں اور تم کو ساڑھے تیرہ سو برس والے پرانے سچے دین اسلام و مذہب اہل سنت سے بہکانا چاہتے ہیں تم پر فرض ہے کہ ان کے حملوں سے اپنے دین و ایمان کو بچاؤ اور اس کی اس زمانۂ پُرفتن میں تمہارے لیے صرف یہی ایک صورت ہے کہ ان سب گمراہوں بدمذہبوں کی صحبتوں سے دور رہو، ان کے جلسوں میں مت جاؤ، ان کی تقریروں کو مت سنو۔ اگر تم ان کے جلسوں میں شریک ہوئے اور ان بدمذہب فرقوں کے آدمیوں نے حسب عادت اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر اپنے عقیدہ و مذہب کے مطابق حملے کیے تو دو ہی صورتیں ہیں اگر تم نے خاموشی کے ساتھ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر حملے سن لیے تو یاد رکھو تم شرعی مجرم ہو گئے اور فطرت انسانی کا مقتضیٰ ہے کہ کیسی ہی ناگوار اور مکروہ بات کیوں نہ ہو انسان بار بار سنتے سنتے اس پر خاموشی اختیار کرتے کرتے اس کا عادی ہو جاتا ہے اور ایک وقت وہ آجاتا ہے کہ وہ ناگوار بات اس کو گوارا اور مکروہ بات مرغوب ہو جاتی ہے۔ اگر خدانخواستہ بدمذہب فرقوں کے یہ اقوال کفریہ جن میں اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر گندے حملے کیے گئے ہیں ان بدمذہبوں کی صحبتوں میں بیٹھتے بیٹھتے بار بار سنتے سنتے معاذ اللہ تم کو گوارا ہو گئے تو تمہارا ایمان ہی جاتا رہے گا اور تم بھی انہیں بے دینوں کی طرح بے ایمان ہو جاؤ گے اور اگر اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم پر گستاخانہ حملے سُن کر تمہاری حرارت ایمانی جوش میں آگئی اور وہیں تم نے ان کا رد شروع کر دیا تو لڑائی جھگڑے کا اندیشہ ہے فتنہ وفساد کا احتمال ہے لہٰذا فتنہ و فساد سے بچنے اور اپنے دین و ایمان کو بچانے کی بہترین صورت یہی ہے کہ بدمذہبوں بے دینوں سے قطعاً علیحدہ رہو جو دین اسلام و مذہب اہل سنت ساڑھے تیرہ سو برس پیشتر سرکار دو عالم سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے تعلیم فرمایا تھا اُسی پرانے سچے دین و مذہب پر پختگی و مضبوطی کے ساتھ ثابت و مستقیم رہو اور ہر بات میں شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا وآلہٖ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کو اپنا دستور العمل بنا لو پھر دنیا کی کامیابی تمہارے قدم چومے گی اور آخرت میں تمہارے سر پر کامیابی کا سہرا باندھا جائے گا۔ سمجھا دینا ہمارا فرض ہے توفیق دینا اللہ تبارک وتعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ ہماری اس تقریر سے یہ بھی روشن ہو گیا کہ مبلغین اہل سنت جو اسی ساڑھے تیرہ سو برس والے پُرانے سچے دین و مذہب کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ درحقیقت ان تمام نئے جدید فرقوں کو اسی اتفاق و اتحاد کی تبلیغ

فرما رہے ہیں جس کی تبلیغ ساڑھے تیرہ سو برس پہلے حضور سیدنا پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے قرآن پاک کے ان الفاظ مبارکہ میں فرمائی تھی: وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا [اور اللہ کی رسی مضبوط تھام لو سب مل کر اور آپس میں پھٹ نہ جانا (فرقوں میں نہ بٹ جانا)] (سورۂ آل عمران شریف، آیت نمبر ۱۰۳) اور یہ نئے نئے فرقے جو مسلمانوں کو اس ساڑھے تیرہ سو برس والے دین اسلام و مذہب اہل سنت سے ہٹانا چاہتے ہیں اور اپنے اپنے نئے فرقوں کی طرف بلانا چاہتے ہیں۔ درحقیقت یہی فتنہ گر اور مفسد ہیں، یہی مسلمانوں میں اختلاف و افتراق پھیلانے والے ہیں، یہی مسلمانوں کو چند فرقوں میں تقسیم کر کے ان کو آپس میں لڑانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت بخشے۔ آمین۔

بہر حال جو شخص ولی اللہ کہلاتا ہو لیکن اس ساڑھے تیرہ سو برس والے پرانے سچے دین اسلام و مذہب اہل سنت کے سوا کسی اور فرقے کا پیرو کسی اور جدید مذہب کا متبع ہو یا شریعت مطہرہ کا مخالف ہو پھر چاہے کیسا ہی زبردست کشف دِکھائے، کیسی ہی شاندار کرامتیں ظاہر کرے اُس کو ہرگز ولی اللہ مت سمجھو وہ ولی اللہ نہیں، ولی الشیطان ہے۔ اور جو شخص ایمان و تقویٰ دونوں صفتوں میں کمال حاصل کر لیتا ہے وہ یقیناً اللہ کا دوست اُس کا ولی ہے، اگرچہ اس سے کشف صادر نہ ہو اگرچہ اس سے کوئی کرامت ظاہر نہ ہو کہ تمام کرامتوں سے افضل و اعلیٰ کرامت یہی ہے کہ انسان دین و مذہب پر استقامت رکھتا ہو "اَلْاِسْتِقَامَةُ فَوْقَ الْكَرَامَةِ" اب جو شخص مومن کامل و متقی کامل ہو جاتا ہے تو بخاری شریف میں حدیث ہے کہ اللہ اُسے محبوب بنا لیتا ہے۔ اور وہ بے نیاز رب قدیر جو آنکھ ناک ہاتھ پیر جسم و جسمانیات سے وجوباً منزہ ہے اپنی رحمت و کرم سے فرماتا ہے کہ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں کہ اس سے سب تصرفات کرتا ہے اس کی آنکھیں بن جاتا ہوں کہ اس سے دیکھتا ہے، اس کے کان بن جاتا ہوں کہ اس سے سنتا ہے اور بکمال کرم فرماتا ہے اس کے پیر بن جاتا ہوں اس سے چلتا پھرتا ہے، یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کی صفات کی تجلیات کا پرتو اور مظہر ہو جاتا ہے۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر کبیر میں اسی حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ جب ولی اللہ کے کان اور آنکھیں خدا ہو جاتا ہے تو دور و نزدیک کی ہر ایک بات کو سنتا ہے، ہر چیز کو دیکھتا ہے اور جب ولی اللہ کے ہاتھ خدا ہو جاتا ہے تو دور و نزدیک کا آسان و مشکل ہر ایک طرح کا تصرف کر سکتا ہے، بندہ بندہ ہی رہتا ہے خدا نہیں ہو جاتا مگر اس مرتبے میں پہنچ کر بلا تشبیہ بندے کی وہ شان ہو جاتی ہے جیسے ایک

لوہا تھوڑی دیر کے لیے اپنے آپ کو آگ کے سپرد کر دیتا ہے جب بھٹی سے نکلتا ہے تو اس کا رنگ آگ کا رنگ ہے اس کا کام آگ کا کام ہے کیا لوہا آگ ہے نہیں لوہا لوہا ہے آگ نہیں مگر اس وقت لوہا آگ کا مظہر بن گیا ہے اور آگ نے اپنی تجلیاں لوہے میں ظاہر کر دی ہیں۔ تو لوہا اگر اس وقت آگ نہیں ہے تو آگ سے جدا بھی نہیں۔ اسی طرح بلا تشبیہ بندہ اپنے آپ کو جب اللہ عزوجل کے دستِ قدرت اُس کی رضا کے سپرد کر دیتا ہے رب قدیر جل جلالہ اس بندے کو اپنی تجلیات کا مظہر بنا لیتا ہے بندے سے خدا کی شانیں ظہور فرمانے لگتی ہیں۔ بندہ خدا نہیں ہوتا لیکن اس مرتبے میں پہونچ کر خدا سے جدا بھی نہیں ہوتا۔

مردان خدا خدا نہ باشند ☆ لیکن ز خدا جدا نہ باشند

اور بلا تشبیہ اس لیے میں نے کہا کہ یہ تمثیل محض تفہیم کے لیے میں نے عرض کی ہے ورنہ اس تمثیل میں لوہے کے اندر آگ کا حلول وسریان ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اس سے بھی پاک ومنزہ ہے۔ غرض ولایت کے اس مرتبے میں پہنچ کر بندے سے وہ کام ظاہر ہونے لگتے ہیں جو بندے سے نہیں ہوسکتے۔ یہ اولیائے ربانی اپنے اپنے زمانوں میں بحکم الٰہی اپنی کرامتیں ظاہر فرما کر درحقیقت اپنے آقا و مولیٰ پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے معجزے دِکھاتے ہیں اور پاک دین اسلام اور مقدس مذہب اہل سنت کی حقانیت کے قاہر جلوے ظاہر فرماتے ہیں اور اسلام کے مخالفوں، اہل سنت کے دشمنوں کو ساکت وصامت ومبہوت بناتے ہیں۔ ان کی کراماتِ باہرہ درحقیقت حضور اقدس پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے معجزاتِ قاہرہ ہیں۔ عقلوں کو عاجز اور فلسفہ وسائنس کو گنگ وکور وکر بنا دیا کرتی ہیں اور کیوں نہ ہو یہ حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اپنے مال واہل وعیال بلکہ اپنی جان وآبرو کی الفت ومحبت کو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشق ومحبت پر قربان کر دیا کرتے ہیں، یہ حضرات اگر مال کی خواہش کرتے ہیں تو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی رضا کے لیے، اگر اپنے بال بچوں کی پرورش کرتے ہیں تو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی خوشی کے لیے، وہ اگر اپنے اہل کے حقوق زوجیت ادا فرماتے ہیں تو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی مرضی کے لیے، وہ اگر اپنی جان وآبرو کی حفاظت کرتے ہیں تو اللہ ورسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کی اطاعت وفرمانبرداری کے لیے۔ خلاصہ یہ کہ ان حضرات کا چلنا پھرنا، اُٹھنا بیٹھنا، سونا

جاگنا، کھانا پینا، ہر ایک قول، ہر ایک فعل اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہی کے احکام و فرامین کے ماتحت ہوا کرتا ہے اور جب موقع ہوتا ہے تو یہ حضرات اپنا مال، اپنی عزت، اپنی آبرو، اپنے بچے، اپنی جان غرض اپنا سب کچھ اللہ و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزت و عظمت و شریعت پر صدقہ کر دیتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن کو نہ تو اپنے مال و جان و آبرو پر کسی آنے والے نقصان کا کچھ خوف ہوتا ہے نہ کسی ہو چکنے والی مصیبت پر کچھ رنج و غم ہوتا ہے ان حضرات کو صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کا خوف ہوتا ہے اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ ہی کے پیارے دین پر آنے والی مصیبتوں کا رنج ہوتا ہے یہ دنیا ہی میں لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ کی زندہ تصویر اور اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کا مکمل پیکر اور كَانُوْا يَتَّقُوْنَ کا کامل نمونہ ہوتے ہیں۔ یہ حضرات فَاتَّبِعُوْنِیْ پر عمل کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے اتباع میں اپنی ہستی کو مٹا دیتے ہیں اور اسی لیے یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ کا مصداق ہو کر اللہ تبارک و تعالیٰ کے محبوب بن جاتے ہیں۔ یہ حضرات کامل طور پر حضور محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے رضا جو ہو جاتے ہیں تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ بکمالِ کرم ان حضراتِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا رضا جو ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات سچے دل سے سچے طور پر اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو چاہتے ہیں تو خود اللہ تبارک و تعالیٰ ان حضرات کو چاہتا ہے پھر ان حضرات کا یہ مرتبہ ہو جاتا ہے کہ جو یہ چاہتے ہیں وہی خدا چاہتا ہے اس لیے کہ یہ وہی چاہتے ہیں جو خدا چاہتا ہے۔ یہ اولیائے کرام اپنے اپنے وقت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے مظہر اور اس کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نائب ہوتے ہیں۔ ان اصفیائے عظام کو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صدقے میں لوحِ محفوظ پر مطلع فرما دیتا ہے اور اپنے احکامِ تکوینیہ کا علم بھی عطا فرما دیا کرتا ہے۔ یہ حضرات دنیوی مصائب و آفات کا مقابلہ کرنے کے لیے صرف اسی قدر تدبیریں اور کوششیں کرتے ہیں جس قدر اپنے لیے ام الکتاب لوحِ محفوظ میں مقدر دیکھ لیتے ہیں اور جس تکلیف و شدت کے لئے ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ علمِ الٰہی میں ہمارے لیے قضائے مبرم یعنی نہ ٹلنے والا الحکم ہے پھر یہ برضا و خوشی اس کو برداشت کرنے کے لئے اپنا سرِ تسلیم خم کر دیا کرتے ہیں۔ ان مصائب و شدائد پر یہ حضرات صرف صبر و تسلیم ہی سے کام نہیں لیتے بلکہ خلوصِ قلب کے ساتھ اس پر راضی بھی ہوتے ہیں اور ان مصیبتوں اور تکلیفوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کا شکر بھی

بجالاتے ہیں کہ رب کریم ورحیم جل جلالہ کا احسان ہے کہ اس نے تحفۂ محبت سے ہم کو نوازا۔ یہ حضرات مصیبت کو راحت سے افضل و بہتر جانتے ہیں کہ اس لحاظ سے کہ دونوں اللہ تبارک وتعالیٰ ہی کی بھیجی ہوئی ہیں۔ دوست جو تحفہ بھیجے وہ چاہنے والے کو محبوب ہی ہوتا ہے۔ مصیبت و راحت دونوں برابر ہیں کہ "ہرچہ از دوست می رسد نیکوست" لیکن اس لحاظ سے کہ راحت میں نفس کو بھی خوشی ہوتی ہے اور مصیبت پر صرف رب تبارک وتعالیٰ ہی کی رضا ہوتی ہے ان کے نزدیک راحت سے زیادہ محبوب مصیبت ہوا کرتی ہے۔

انہیں حضرات رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی شان میں حضور پرنور مرشد برحق اعلیٰ حضرت قبلہ امام اہل سنت مجدد اعظم دین وملت مولانا الشاہ عبدالمصطفیٰ محمد احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قادری برکاتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے منجھلے بھائی حضرت مولانا حسن رضا خاں صاحب قبلہ فرماتے ہیں:

بیخودِ دیدار کی تربت پہ میلا کیوں نہ ہو ☆ ان کے جلوے کا تماشائی تماشا کیوں نہ ہو
وقت جلوہ بیخود و مدہوش شیدا کیوں نہ ہو ☆ یہ تماشا ہو تو پھر ایسا تماشا کیوں نہ ہو
نیم جلوے سے منور کردیئے دونوں جہاں ☆ کیوں نہ ہو اے آفتاب عالم آرا کیوں نہ ہو
دیکھنے والے کی آنکھیں بند ہونی چاہئیں ☆ پھر میں دیکھوں پردے والوں کا نظارہ کیوں نہ ہو
خواہشیں اپنی فدا کردے رضائے دوست پر ☆ پھر میں دیکھوں چاہنے والے کا چاہا کیوں نہ ہو
موت اور ان کی گلی کی صدقے ایسی موت پر ☆ زندگی کا لطف اس مرنے سے پیدا کیوں نہ ہو
جو وہ چاہیں گے وہ ہوگا اور وہ جو چاہیں کریں ☆ رب ہی جب چاہے انہیں پھر انکا چاہا کیوں نہ ہو
اپنی ہستی سدِ راہ وصلِ جاناں ہے حسنؔ ☆ ہم اگر گم جائیں تو پھر ان سے ملنا کیوں نہ ہو

اور حضرت سیف اللہ المسلول مولانا الشاہ ابوالوقت محمد ہدایۃ الرسول صاحب لکھنوی قادری برکاتی ابوالحسینی احمد رضائی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے اور میرے اور سارے جہاں کے آقا و مولیٰ حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سرکار عرش وقار میں یوں عرض کرتے ہیں:

تری الفت میں مرمٹنا شہادت اس کو کہتے ہیں ☆ ترے کوچے میں ہونا دفن جنت اس کو کہتے ہیں
کٹانا سر کو تیری راہ میں اور اُف نہیں کرنا ☆ زباں میں تیرے جاں دادوں کی ہمت اس کو کہتے ہیں
ولایت امتحانِ دوست میں ثابت قدم رہنا ☆ بلاؤں سے نہ گھبرانا کرامت اس کو کہتے ہیں

ریاضت نام ہے تیری گلی میں آنے جانے کا ☆ تصور میں ترے رہنا عبادت اس کو کہتے ہیں
تجھی کو دیکھنا تیری ہی سننا تجھ میں گم ہونا ☆ حقیقت معرفت اہل طریقت اس کو کہتے ہیں
تمہارے غیر کے خطرے سے کرنا پاک باطن کو ☆ شہا سب اولیاء غسل طہارت اس کو کہتے ہیں
زہے طغیاں کہ دریا سے نبی کے پیارے بچوں کو ☆ نہ دی اک بوند پانی کی شقاوت اس کو کہتے ہیں
سگ درگاہ جیلاں مجھ کو حق کردے تو شاہوں سے ☆ کہوں دنیا کے کتو! بادشاہت اس کو کہتے ہیں
ترا سائل ترا منگتا ترا عاشق ترا شیدا ☆ ترا خادم ترا بندہ ہدایت اس کو کہتے ہیں

میدانِ کربلا میں امام عالی مقام کی کرامتیں

اس پاک مبارک گروہِ اولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرات خلفائے اربعہ راشدین ہادیین مہدیین حضرت سیدنا صدیق اکبر و حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم و حضرت سیدنا عثمان غنی ذوالنورین و حضرت سیدنا مولی علی مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد سب سے بڑا مرتبہ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ و حضرت سیدنا امام حسین شہید کربلا رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہے۔ میدان کربلا میں جو حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بے شمار کرامتیں ظاہر ہوئی ہیں ان میں مختصراً محض چند کرامات جلیلہ آپ حضرات کے ایمانوں کو تازہ کرنے کے لیے سناتا ہوں۔

جبیرہ کلبی گستاخ کا انجام

روایت ہے کہ محرم الحرام ۶۱ھ کی نویں تاریخ گزر کر جب دسویں شب آتی ہے جس کی صبح کو میدانِ کربلا میں وہ قیامت کبریٰ قائم ہونے والی ہے جس کی نظیر پیش کرنے سے عالم کی تاریخیں عاجز ہیں تو حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیمم سے عشا کی نماز باجماعت اپنے ہمراہیوں شوقِ شہادت کے متوالوں کے ساتھ ادا فرما کر حکم دیتے ہیں کہ تمام خیموں کی طنابیں باہم ایک کی دوسرے کی طنابوں میں داخل کر کے سب خیموں کو قریب قریب کر لیا جائے اور گرداگرد چاروں طرف خندق کھود کر جنگل کی لکڑیاں ڈال کر اس میں آگ روشن کر دی جائے اور آنے جانے کے لیے صرف ایک راستہ رکھا جائے تاکہ دشمن شب کو خیموں پر کسی طرف سے حملہ نہ کرنے پائیں، حکم کی تعمیل کی جاتی ہے خیموں کے گرداگرد خندق میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اُن کی تپش سے ننھے ننھے بھوکے پیاسے بچوں کی پیاس میں اور

ترقی ہوگئی ہے، جو راستہ چھوڑ دیا گیا ہے اس پر کرسی بچھی ہوئی ہے اس پر جوانانِ جنت کے سردار تشریف فرما ہیں۔ سامنے بھائی بھتیجے بھانجے بیٹے اور جاں نثار ہمراہی حاضر ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ شب کا وقت ہے ابن زیاد بدنہاد کے لشکر کا ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا آتا ہے خبیث کہتا ہے اے حسین! تم کو تو آخرت کی آگ سے پہلے دنیا ہی کی آگ نے جلدی سے لے لیا۔ حضور مالک تسنیم وکوثر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے پیارے نواسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: یہ کون ہے؟ خادمانِ جانباز عرض کرتے ہیں اے فرزند رسول اللہ! جبیرہ کلبی ہے اجازت ہو تو ابھی اس گستاخی کی اس کو سزا دی جائے۔ فرماتے ہیں: اللہ کا انتقام اس سے بہت زیادہ سخت ہے، اس کے بعد اس بدبخت سے ارشاد فرماتے ہیں تو مجھ کو آگ سے ڈراتا ہے میں تو اس رب کے حضور جا رہا ہوں جو کریم ہے۔

پھر اپنے رب جل جلالہٗ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں اے رب اس کو آخرت سے پہلے دنیا میں بھی جلا دے۔ فوراً ہی اس کا گھوڑا اس کو سر کے بل اسی خندق میں ڈال دیتا ہے، منادی آسمان سے ندا کرتا ہے اے رسول اللہ کے نواسے! دعا کا قبول ہونا آپ کو مبارک ہو۔

ایک اور گستاخ کا بھیانک انجام

ایک اور روایت میں ہے کہ اسی شب عاشورہ میں حضرت سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شقی وخبیث فرزند عمرو کے لشکر میں مالک بن عروہ جب جبیرہ کلبی کا یہ واقعہ سنتا ہے تو وہ ہنستا ہے کہتا ہے اس کا گھوڑا آگ دیکھ کر بھڑک گیا ہوگا، جبیرہ سنبھل نہ سکا ہوگا، خندق میں گر پڑا ہوگا، اس میں حسین کی قبولیت دعا کو کیا دخل ہے۔ میں تو شہسوار ہوں شریر سے شریر گھوڑے پر جب پٹڑی جما لیتا ہوں تو وہ بھی میرے اشاروں پر چلتا ہے میرا گھوڑا بھی ایسا نہیں جو آگ کو دیکھ کر یا شعلوں کی گرمی سے بھڑک جائے، میں جاتا ہوں اور حسین سے وہی بات کہتا ہوں دیکھوں تو مجھے اُن کی دعا آگ میں کیوں کر گراتی ہے۔

خبیث شقی اپنے گھوڑے پر سوار آتا ہے، کہتا ہے اے حسین! تم نے تو اس جہاں کی آگ سے پہلے اسی جہاں میں اپنے گرد آگ بھڑکا لی۔ حضرت سیدنا سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ''کَذَبْتَ یَا عَدُوَّ اللّٰہِ'' یعنی اے خدا کے دشمن تو جھوٹا ہے۔ فدائیانِ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ و عنہم میں سے حضرت مسلم بن عوسجہ اسدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں اے جنت کے جوانوں

کے آقا اجازت ہوتو جس ناپاک منہ سے اس نے یہ گستاخی بکی ہے اسی منہ میں تیر ماردوں؟ مالک جنت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے شہزادے فرماتے ہیں: میں لڑائی میں سبقت کرنا نہیں چاہتا، تم میرے چاہنے والے بکمال بے نیازی میری ناز برداری فرمانے والے رب قدیر جل جلالہٗ کی قدرت دیکھو، پھر اپنے رب جل جلالہٗ سے عرض کرتے ہیں: اے اللہ اس کو جہنم کی آگ سے پہلے آگ کی سزا دے۔ فوراً ہی اس خبیث کے گھوڑے کا پیر ایک سوراخ میں جا پڑتا ہے گھوڑا جھک پڑتا ہے لگام اس مردک کے ہاتھ سے چھوٹ جاتی ہے، گھوڑے سے نیچے گر پڑتا ہے مگر ایک پاؤں رکاب میں پھنسا رہ جاتا ہے، اسی حالت میں گھوڑا دوڑ دوڑ کر اس کو مار ڈالتا ہے۔ پھر کھڑے ہو کر پھریری لیتا ہے اس کا جو پاؤں رکاب میں پھنس گیا تھا وہ نکل جاتا ہے، اسی کا گھوڑا اس کی مردار لاش کو اپنی ٹاپوں سے ٹھوکریں مار مار کر اسی آگ میں ڈال دیتا ہے۔

گستاخِ امام کی ذلت بھری موت

حضور امام الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ خوش ہو جاتے ہیں اور اپنے رب جل جلالہٗ کی نعمت جلیلہ کا اعلان فرماتے ہیں اور بآوازِ بلند اپنے رب کریم سے عرض کرتے ہیں: اَللّٰھُمَّ نَحۡنُ اَھۡلُ بَیۡتِ رَسُوۡلِكَ وَعِتۡرَتُهٗ وَذُرِّیَّتُهٗ فَانۡصِفۡنَا مِنۡ ھٰٓؤُلَآءِ الظَّالِمِیۡنَ "یعنی اے اللہ ہم تیرے رسول کے گھر والے اور ان کے خاندان والے اور ان کی اولاد ہیں ہماری داد ان ظالموں سے لے۔ ابن اشعث بھی لشکر اشقیا میں سے نکل آیا ہے مالک بن عروہ کا آگ میں گرنا دیکھ کر خود بھی جل رہا ہے، حضرت امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ دُعا سُن کر بھڑک اُٹھتا ہے، کہتا ہے اے حسین تم کو رسول خدا سے کیا قرابت ہے کہ ہر وقت قرابت رسول کا دم مارا کرتے ہو۔ یہ حضرت ابن رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے نسب پاک پر گندہ نجس حملہ تھا۔ قلبِ پاک دُکھ جاتا ہے، عرض کرتے ہیں اے رب! یہ ابن اشعث تیرے رسول سے میرے نسب کو قطع کرتا ہے، مجھ کو تیرے رسول کا فرزند نہیں جانتا، آج ہی اس کو ذلت وخواری کے ساتھ ہلاک کر۔ وہ خبیث قہقہہ لگاتا ہوا، ٹھٹھے اُڑاتا ہوا وہاں سے ہٹتا ہے اسی وقت اس کو پاخانہ پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ گھوڑے سے اتر کر قضائے حاجت کے لیے بیٹھتا ہے فوراً ہی اس کی شرمگاہ پر ایک بچھو ڈنک مار دیتا ہے اور وہ شقی اپنے پیشاب پاخانے میں ہی

تڑپ تڑپ کر ذلت و رسوائی کے ساتھ ننگا جہنم میں پہنچا۔

دشمنِ امام حسین پیاس میں تڑپ تڑپ کر مر گیا

ایک اور چوتھی روایت ہے کہ اسی شب عاشورہ میں ایک خبیث جس کا نام جعفر قرنی تھا، آتا ہے، کہتا ہے اے حسین اتم دیکھ رہے ہو دریائے فرات کیسی موجیں مار رہا ہے کیسا ٹھنڈا میٹھا پانی ہے سؤر اور کتے بھی پی کر سیراب ہو رہے ہیں لیکن اللہ کی قسم تم کو اور تمہارے بچوں کو پانی کا قطرہ بھی ہرگز نہ دیں گے یہاں تک کہ پیاس کی شدت میں تڑپ تڑپ کر تم ہلاک ہو جاؤ۔ ننھے ننھے بچوں کی پیاس کا طعنہ سُن کر امام الصابرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی چشمان مبارک میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں، عرض کرتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اَمِتْهُ عَطْشَانًا یعنی اے اللہ اس کو پیاسا مار۔ وہ خبیث اپنے ناپاک لشکر میں واپس جاتا ہے، اپنے خیمے کے پاس پہونچ کر گھوڑے سے اترتا ہے، گھوڑا بھاگتا ہے، وہ پکڑنے دوڑتا ہے، پیاس اس پر غالب ہوتی ہے، پیاس پیاس پکارتا ہے، خبیثوں کے لشکر میں پانی کی کیا کمی ہے، دریائے فرات پر قبضہ ہے، اشقیا اس کے منہ میں پانی ڈالتے تھے لیکن وہ بحکم الٰہی پانی نہیں پی سکتا تھا۔ آخر پیاس ہی کی شدت میں تڑپ تڑپ کر داخل جہنم ہوا۔

ایک اور یزیدی کی عبرتناک موت

جس وقت پیاسی تلواروں کے زخم کھاتے ہیں وہ جسم نازنین جو مصطفی پیارے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے دوشِ اقدس پر سوار ہوا کرتا تھا، تیروں سے چھلنی ہو جاتا ہے۔ وہ جسم پاک جو بچپن میں حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے سینۂ اقدس پر لیٹا کرتا تھا نیزوں سے مشتبک ہو جاتا ہے، بدن اقدس کا مبارک خون جس میں اللہ کے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقدس خون شامل ہے نچڑ جاتا ہے، گھوڑے پر تشریف رکھنے کی طاقت نہیں رہتی ہے، تو وہ فاطمہ کا چمکتا ہوا چاند، علی مرتضیٰ کا دمکتا ہوا سورج، وہ عرش الٰہی کا تارا زمین پر گرتا ہے، ملأ اعلیٰ میں کہرام پڑ جاتا ہے، عرش اعظم لرزنے لگتا ہے "نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ" عرض کرنے والے معصوم فرشتے میدانِ کربلا کی طرف ٹکٹکی باندھے ہوئے "اِنِّیْٓ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ" کے نظارے دیکھنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ جمعہ کا دن ہے، ظہر کا وقت شروع ہو گیا ہے، روایت ہے کہ اسی حالت میں

امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ خیال فرماتے ہیں کہ نماز ظہر ادا کر کے اپنے رب سے ملوں، وضو کے لیے پانی کہاں، جہاں پر پڑے ہوئے ہیں اسی جگہ اپنے دونوں طرف زمین پر ہاتھ مار کر تیمم فرماتے ہیں اور اٹھنے کی طاقت نہیں، بیٹھنے کی قوت نہیں، اسی طرح فرش خاک پر پڑے پڑے اپنے رب جل جلالہٗ کی عبادت اس سے راز و نیاز میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اشارے سے نماز ادا فرما رہے ہیں۔

آہ! اسی حالت میں حصین بن تمیم خبیث تاک کر تیر مارتا ہے جو سیدھا سید الصابرین امام الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تالو میں پیوست ہو جاتا ہے، امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس تیر کو کھینچ کر نکالتے ہیں، آہ! آہ!! اس دہن اقدس سے جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم چوما کرتے تھے، خون کا فوارہ جاری ہو جاتا ہے، حضور سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتے ہیں اے اللہ اس نے میری نماز قطع کر دی تو اس کو پیاسا کر دے، اس خبیث کو پیاس کی زیادت اور بھوک کی شدت ہوتی ہے، اس مردود کا پیٹ گرمی سے تپنے لگتا ہے، اس ناپاک کی پیٹھ سردی سے اکڑنے لگتی ہے، چلّانے لگتا ہے ہائے پیاس، ہائے گرمی، ہائے بھوک، ہائے سردی۔ اس کے آگے آگ جلائی جاتی ہے، اس کی پیٹھ پر ٹھنڈے پانی کی مشکیں بہائی جاتی ہیں، پانچ پانچ آدمیوں کے پیٹ بھر کر کھانے اور پینے کے لائق ستو، دودھ اور پانی پی جانے پر بھی بھوک اور پیاس میں تڑپتا رہتا تھا، آخر اس کا پیٹ پھٹ گیا اور فی النار والسقر ہو گیا۔

کرامت بعد شہادت

ایک اور روایت ہے کہ جب میدانِ کربلا سے یزیدی گروہِ اشقیا ظلم و جفا، جبر و تشدد کی انتہا کے بعد خاندانِ اہل بیت کے لٹے ہوئے قافلے کو لے کر کوفہ روانہ ہوا تو راستے میں سارے اونٹ رُک گئے، کوئی اونٹ ایک قدم چلنے کو تیار نہ تھا، بدبختوں نے ہر طرح سے کوششیں کر لیں مگر اونٹ کسی طرح آگے بڑھنے کو تیار نہیں۔ آخر میں بدبخت ازلی شمر خبیث نے کہا کہ حضرت علی اوسط امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اونٹ سے اُتار کر اُن کے تنِ نازنین و بیمار جسم پر کوڑے لگاؤ ابھی سارے اونٹ چلنے لگیں گے۔ سرکار امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرِ امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب دیکھا اور عرض کیا کہ باباجان! اب آپ کے شہزادے عابد بیمار کے اندر کوڑے برداشت کرنے کی کچھ بھی

سکت باقی نہیں، اگر کوڑے لگے تو یہ آخری چراغ بھی گل ہو جائے گا۔ سر مبارک سے آواز آئی چلو چلتے ہیں، نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تشریف لے آئے تھے کچھ گفتگو ہونے لگی تھی۔ اتنا فرمانا تھا کہ سارے اونٹ چلنے لگے۔

سرِ امام عالی مقام کا گفتگو کرنا

ایک روایت میں ہے کہ جب سرکار امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک دمشق پہنچا اور بازاروں میں گھمایا جانے لگا۔ سہال بن عمر اسدی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص سورۂ کہف شریف پڑھ رہا تھا۔ پڑھتے پڑھتے جب آیۂ کریمہ ''اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَ الرَّقِيْمِ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ۝'' [کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔] پر پہنچا تو راوی کا بیان ہے کہ خدا کی قسم دفعۃً سرکار امام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سرِ مبارک سے آواز آئی ''اَعْجَبُ مِنْ ذٰلِكَ قَتْلِيْ وَ حَمْلِيْ'' یعنی میرا قتل ہونا اور میرے سر کا نیزے پر چڑھایا جانا اس سے بھی زیادہ عجیب ہے۔ اس لئے کہ اصحابِ کہف بُت پرستوں کے خوف سے چھپے تھے۔ مگر امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تو بے قصور ناحق تین دن کا بھوکا پیاسا رکھ کر شہید کیا گیا تھا۔ وہ لوگ کافر تھے۔ مگر یہ لوگ تو مسلمان ہونے کے دعوے دار تھے اور جانتے تھے کہ نور دیدۂ بتول اور جگر گوشۂ رسول ہیں۔ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم) اصحابِ کہف رضی اللہ تعالیٰ عنہم سیکڑوں سال سوتے رہے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت سے جاگے مگر پھر بھی زندہ تھے۔ اور ان لوگوں نے تو سرکار امام عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرِ مبارک تنِ پاک سے جدا کر دیا پھر بھی سرِ مبارک کلام کر رہا ہے۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ اصحابِ کہف سے زیادہ عجیب واقعہ کربلائے معلیٰ کا ہے۔

اِن کرامتوں سے ثابت ہوگیا کہ وہ جو خارجی ناصبی وہابی بکتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجبور و بے کس و بے بس ہو کر شہید ہوئے۔ قطعاً غلط و باطل ہے۔

اِن واقعات سے روشن ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے محبوب نواسے رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رضا کا طالب تھا، وہ میدان کربلا میں بھی اپنے پیارے رسول کے

پیارے فرزند کی جنبشِ لب کو دیکھ رہا تھا، اگر اُف فرما دیتے تو بحکم الٰہی لشکر اشقیا پر آسمان سے آگ برسنے لگتی۔ وہ اگر کربلا کی تپتی ہوئی زمین پر ٹھوکر مار دیتے تو بحکم خداوندی زمینِ کربلا سے جنت کی نہر نکل آتی۔

سواری آنے والی ہے شہیدان محبت کی ☆ بہاروں پر ہیں آج آرائشیں گلزار جنت کی
زمیں سے آسماں تک دھوم ہے ان کی سیادت کی ☆ علی کے پیارے خاتونِ قیامت کے جگر پارے
ہوائیں آتی ہیں ان کھڑکیوں سے باغ جنت کی ☆ شہید ناز کی تفریح زخموں سے نہ کیوں کر ہو
نکل آتی زمینِ کربلا سے نہر جنت کی ☆ نہ ہوتے گر حسین ابن علی اس پیاس کے بھوکے
کہ خواہش پیاس سے بڑھتی رہے رویت کے شربت کی ☆ مگر مقصود تھا پیاسا گلا ہی ان کو کٹوانا
جمی ہے انجمن روشن ہیں شمعیں نور و طلعت کی ☆ زمین کربلا پر آج مجمع ہے حسینوں کا
یہ وہ شمعیں نہیں روکر جو کاٹیں رات آفت کی ☆ یہ وہ شمعیں نہیں جو پھونک دیں اپنے فدائی کو
یہ وہ شمعیں ہیں جو ہنس کر گذاریں شب مصیبت کی ☆ یہ وہ شمعیں ہیں جن سے جانِ تازہ پائیں پروانے
سبیلیں رکھی ہیں دیدار نے خود اپنے شربت کی ☆ ہوائے یار نے پنکھے بنائے پر فرشتوں کے
کہ روشن ہوگئی مشعل شبستان محبت کی ☆ یہ وقت زخم نکلا خوں اچھل کر جسم اطہر سے
کوئی تقدیر تو دیکھے اسیران مصیبت کی ☆ گلا کٹوا کے بیڑی کاٹنے آئے ہیں امت کی
ادھر چمکی تجلی بدر تابانِ رسالت کی ☆ ادھر چلمن اٹھی حُسن ازل کے پاک جلوؤں سے
تن بے سر کو سرداری ملی ملک شہادت کی ☆ سرِ بے تن تن آسانی کو شہر طیبہ میں پہنچا
ادب کے ساتھ رہتی ہے روش ارباب سنت کی ☆ حسنؔ سنی ہے پھر افراط و تفریط اس سے کیوں کر ہو

ڈوبتے جہاز کو طوفان سے بچالیا

ایک اور روایت بھی سُن لیجئے! ایک صاحب ہیں جن کا نام عبداللہ یمنی ہے۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ وہ حضرت سیدنا امام عرش مقام شہزادہ گلگوں قبا شہید کربلا دافع کرب و بلا علیٰ جدہ الکریم وعلیہ وعلیٰ آلہٖ الصلوٰۃ والسلام والثنا کے دست حق پرست پر بیعت سے مشرف اور آپ کے مرید ہیں، سوداگری کرتے ہیں اپنا سامانِ تجارت لیے ہوئے ایک جہاز پر سمندر کا سفر کر رہے ہیں۔ جہاز بھی آج کل کا اسٹیمر اور دُخانی

جہاز نہیں بلکہ وہ پُرانے زمانے کا کپڑے کے پردوں سے چلنے والا جہاز ہے محرم ۶۱ ھ کا مہینہ ہے، دسویں تاریخ ہے، جمعہ مبارک کا دن ہے، دوپہر کا وقت ہو چکا ہے، سمندر میں طوفان آجاتا ہے، ان کا جہاز طوفان میں پھنس جاتا ہے، پردے پھٹ جاتے ہیں، مستول ٹوٹ جاتے ہیں، ان کو اپنے اور اپنے سارے ملازموں کے ڈوب جانے کا جو اسی جہاز میں ہیں یقین ہو جاتا ہے، یکا یک ان کو اپنے پیر دستگیر اپنے مُرشد برحق حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد آجاتی ہے عرض کرتے ہیں: ''یَا اِبْنَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَدْرِکْنِیْ'' یعنی اے فرزند رسول اللہ! میری خبر لیجئے فوراً دیکھتے ہیں کہ ایک صاحب تیزی سے پانی کے اوپر گھوڑا دوڑاتے ہوئے تشریف لا رہے ہیں جن کے چہرۂ انور پر نقاب ہے، کپڑوں پر گرد وغبار اور جا بجا خون کے چھینٹے ہیں، دونوں ہاتھوں سے ایک شیر خوار ننھے سے بچے کو گلے سے لگائے ہیں، وہ بچہ اپنے ننھے ننھے ہاتھوں کو اُن کی گردن میں حمائل کیے ہوئے ہے، اس بچے کے حلقوم سے کچھ خون کے قطرے ٹپک رہے ہیں، طوفان کے اندر گھوڑے کو لا کر جہاز کے پاس تشریف لے آتے ہیں، ہاتھ تو خالی نہیں لہٰذا اپنے داہنے بازو سے جہاز کو سہارا دے کر طوفان سے باہر پہنچا دیتے ہیں۔ عبداللہ یمنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یہ ہوشربا حیرت افزا منظر دیکھ کر عرض کرتے ہیں کہ حضور کون ہیں؟ چہرۂ انور سے نقاب اٹھا دی جاتی ہے، یہ دیکھتے ہیں کہ میرے پیر دستگیر حضرت امام عرش مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں، یہ بے چین ہو جاتے ہیں عرض کرتے ہیں اے آقا! میری جان، میرے ماں باپ حضور پر قربان میں سرکار کو کس حال میں دیکھ رہا ہوں؟ ارشاد فرماتے ہیں: میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہٖ وسلم کا کلمہ پڑھنے والوں، ان کے امتی کہلانے والوں نے میدان کربلا میں مجھ کو گھیرا ہے، چاہتے ہیں کہ یزید جو ایک فاسق و فاجر، شراب خوار، بے نمازی، زنا کار، بدکار ہے مجھ سے اس کی بیعت لے کر میرے نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے دین پاک میں رخنہ ڈال دیں لیکن اس لیے کہ دین مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم میں رخنہ نہ پڑنے پائے، نانا جان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی شریعت طاہرہ کے صرف اس مسئلے کی خاطر جو شخص مخالف شریعت اسلامیہ اور فاسق و فاجر ہو اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا، اُس کو اپنا قائد اعظم اور امیر المؤمنین بنانا جائز نہیں۔ آج صبح سے اس وقت تک میرے ساتھی اور رفیق، بھائی اور بھتیجے، بھانجے اور بیٹے تین روز کے بھوکے اور پیاسے خوشی خوشی دین حق پر قربان ہو چکے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ میں اپنے جگر کے ٹکڑے آنکھوں کے تارے چھ مہینے کے

ننھے سے شیر خوار بچے کو اعداء کے سامنے لے گیا تھا کہ جس نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا تم کلمہ پڑھتے ہو، جس کا امتی بنتے ہو اُس کا تو حکم ہے کہ کافروں مشرکوں کے بھی بچوں پر رحم کیا جائے، پھر یہ تو تمہارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی صاحبزادی کا پوتا ہے، تین روز سے پیاس میں تڑپ رہا ہے، تمہارے خیال میں یزید کی بیعت سے انکار کرنے پر قصوروار ہوں تو میں ہوں، اِس دودھ پیتے بچے نے تمہارا کیا قصور کیا ہے؟ دیکھو ضعف سے نڈھال ہو گیا ہے، نقاہت کی وجہ سے اب تو اس کی آواز بھی نہیں نکلتی، آنکھیں حلقوں میں ڈگمگا رہی ہیں، ہونٹوں پر خشکی سے پپڑی جم گئی ہے، حلق سوکھ گئی ہے اگر تم کو یہ خیال ہو کہ اس کے بہانے سے پانی مانگ کر میں خود پی لوں گا تو تم میں سے بھی ہزاروں اولاد والے ہیں، کوئی شخص جو بچوں کی ممتا رکھتا ہو اس پر رحم کرے، آئے اور میری گود میں سے خود اپنی گود میں لے جائے، اس بچے کو خود اپنے ہی ہاتھوں سے پانی پلا کر مجھے دے جائے۔ اس پر بھی ان خبیثوں کے دلوں میں رحم نہ آیا، حرملہ بن کابل شقی نے تاک کر تیر مارا جو اس کے حلقوم پر پڑا یہ بچہ تڑپنے لگا، میں نے تیر نکالا، تیر کے ساتھ ہی ننھی سی جان بھی نکل گئی، میں اس بچے علی اصغر کو میدان کربلا سے خیمے میں لیے جا رہا تھا کہ اس کی پھوپھی زینب کی گود میں جا کر دے دوں اور کہہ دوں کہ اپنی بھابھی جان شہر بانو سے کہہ دینا کہ دیکھنا بے صبری نہ کرنا بلکہ اللہ جل جلالہٗ کا شکر کرنا کہ اس نے اپنے کرم سے یہ ننھی سی قربانی بھی قبول فرما لی اور کہہ دینا کہ لو یہ ننھا سا شہید بھی مبارک ہو۔ یہ شربت شہادت پی کر سیراب ہو گیا ہے، اطمینان رکھو اب یہ تم سے پانی مانگنے کے لیے اشارے بھی نہیں کرے گا۔ آب پیکان پینے کے بعد اب یہ ایسی میٹھی نیند سو گیا ہے کہ قیامت سے پہلے کسی کے جگانے پر بھی نہیں جاگے گا۔ ابھی نصف راستے میں تھا کہ تمہاری فریاد میرے کان میں پہنچی۔ خیال ہوا کہ جب تک اس بچے کو پہنچانے جاؤں اتنی دیر میں کہیں تمہارا جہاز ڈوب نہ جائے تو قیامت کے دن تم سے مجھے شرمندگی ہو کہ تم نے مجھ سے فریاد کی میں نے تمہاری فریاد سنی پھر بھی تمہاری فریاد کو نہ پہنچا، اس لیے جلدی سے میں اس ننھے سے شہید کو گلے سے لگائے ہوئے چلا آیا، اچھا اب فرصت نہیں ہے، شربت دیدار کی پیاس بہت تڑپا رہی ہے، عروس شہادت مجھے بلا رہی ہے، لو اب رخصت ہوتا ہوں۔ السلام علیکم۔ عبداللہ یمنی زار و قطار رو رہے ہیں، ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں، آنسو پوچھتے ہوئے عرض کرتے ہیں: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہٗ اب جو دیکھتے ہیں تو سواری نگاہوں سے غائب ہو چکی ہے۔ اِس قسم کی کرامتوں پر

شاید آج کل کے سائنس پرست تمسخر اڑائیں کہ پرانی کہانیاں ہیں پارینہ قصے ہیں بھلا سائنس کے اصول پر ایسا کب ہوسکتا ہے؟ تو میں ان کا جواب کیا دے سکتا ہوں جن لوگوں کا حضرات انبیائے عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات ہی پر ایمان نہیں وہ اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کرامات پر کیا ایمان لائیں گے۔

خاکِ کربلا کی تسبیح

دیکھ لیجئے آج وہابیہ ونیاچرہ وقادیانیہ اسی غلط و باطل سائنس پر ایمان لاکر انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معجزات مبارکہ سے کفر کر رہے ہیں مگر حضور سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلامانِ خاص مقربان باختصاص حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وہ قاہر و باہر زندہ کرامتیں دنیا میں جلوہ گر ہیں جنہوں نے مادیت پرستی کی دھجیاں اُڑادی ہیں اور سائنس کو اندھا، بہرا، گونگا بنادیا ہے۔"ریاست پٹیالہ" میں شہر پٹیالہ سے ۲۲ رمیل کے فاصلے پر ایک قصبہ "سامانہ" ہے وہاں کے سادات مشہور ہیں۔ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مکتوبات میں "ساداتِ سامانہ" کے نام ایک مکتوب بھی ہے جس میں وہاں کے ایک خطیب پر شرعی سرزنش وتنبیہ فرمائی ہے، جس نے خطبۂ جمعہ میں حضرات خلفائے راشدین ابوبکر صدیق وعمر فاروق وعثمان غنی وعلی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اسمائے مبارکہ پڑھنا چھوڑ دئے تھے۔"ساداتِ سامانہ" کے ایک خاندان میں تسبیح ہے جس کے دانے کربلائے معلیٰ کی مٹی سے بنے ہوئے ہیں جن کا رنگ عام طور پر مٹی کا سا رنگ ہے کہا جاتا ہے کہ اس خاک میں حضرت امام مظلوم سید الشہداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خون مبارک شامل ہے۔ ہر سال محرم شریف کا چاند ہوتے ہی ان دانوں میں سرخی کی جھلک نمودار ہوجاتی ہے اور وہ سُرخی برابر بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ محرم کی دسویں تاریخ ظہر کے وقت ان دانوں کا رنگ ایسا ہوجاتا ہے جیسے بالکل تازہ خون میں ڈبو کر ابھی نکالے گئے ہوں۔ دیکھنے سے خیال ہوتا ہے کہ تر و تازہ خون لگا ہوا ہے ہاتھ میں لینے یا کپڑا لگانے سے ہاتھ اور کپڑے میں بھی خون لگ جائے گا۔ لیکن وہ صرف رنگ ہی رنگ ہوتا ہے اس میں تری مطلقاً نہیں ہوتی، ظہر کی نماز کا وقت ختم ہوتے ہی وہ سُرخی کم ہونے لگتی ہے حتیٰ کی پھر بیسویں محرم شریف کو ان کا وہی معمولی خاکی رنگ ہوجاتا ہے۔ اللہ اکبر! مصطفیٰ پیارے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی عزّت وعظمت پر مٹنے والے ایسے حیِّ ابدی ہوجاتے ہیں کہ جس خاک پر ان کے خون کا قطرہ پڑ جاتا ہے اس مٹی کو بھی حیات جاوید عطا فرمادی جاتی ہے۔ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ وَاَرْضَاھُمْ عَنَّا بِہِمْ وَرَضِیَ عَنَّا بِہِمْ فِی الدَّارَیْنِ وَنَفَعَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ بِبَرَکَاتِہِمُ الْقُدْسِیَّۃِ وَفُیُوْضِہِمُ الطَّاہِرَۃِ اٰمِیْن بِحُرْمَۃِ حَبِیْبِہِ الْاَکْرَمِ مَالِکِنَا الرَّسُوْلِ الْاَعْظَمِ وَاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَابْنِہِ الْغَوْثِ الْاَعْظَمِ وَاَحْزَابِہٖ وَسِرَاجِ اُمَّتِہِ الْاِمَامِ الْاَعْظَمِ وَاَحْبَابِہٖ وَاِمَامِ اَھْلِ سُنَّتِہِ الْمُجَدِّدِ الْاَعْظَمِ الْعَالِمِ بِدِیْنِہٖ وَکِتَابِہٖ وَعَلَیْنَا وَعَلٰی جَمِیْعِ اَھْلِ السَّوَادِ الْاَعْظَمِ الْمُتَاَدِّبِیْنَ بِتَعْظِیْمِہٖ وَاٰدَابِہٖ۔ اٰمِیْن یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ۔

خدا جانے کیا ہے؟

شہر احمد آباد کے قریب ایک مقام ''بٹوا'' ہے وہاں حضرت شاہ قطب عالم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تشریف فرماتھے اور اب وہیں آرام فرما ہیں شب کو تہجد کے لیے اندھیرے میں مسجد تشریف لے جاتے تھے۔ راہ میں لکڑی کے ایک ٹکڑے سے ٹھوکر لگی۔ فرمایا: لکڑی ہے، لوہا ہے، پتھر ہے، خدا جانے کیا ہے؟ ولی اللہ کی زبان سے نکل گیا جس کی شان یہ ہوتی ہے۔

گرچہ از حلقوم عبداللہ بود ۔۔۔ گفتۂ او گفتۂ اللہ بود

کہ اس کا فرمان خدا کا فرمان ہوتا ہے اگر چہ بظاہر بندۂ خدا کے منھ سے صادر ہوتا ہے، سیکڑوں برس گذر گئے اب تک لٹھے کا وہ ٹکڑا موجود ہے، بڑے بڑے ڈاکٹر، بڑے بڑے سائنسداں، بڑے بڑے کیمیا گر دیکھنے کے لیے حاضر ہوتے ہیں جنھوں نے سمندروں کے جگر چیر ڈالے، ہواؤں پر اڑنے لگے، آوازوں کو قید کرلیا، ایشیا میں بیٹھ کر امریکہ سے باتیں کرلیں مگر اس لکڑی کے ٹکڑے کو دیکھ کر یہی کہنا پڑتا ہے کہ لکڑی بھی ہے اور لوہا بھی ہے پتھر بھی ہے اور خدا جانے کیا ہے۔

دو ولیوں کی زندہ کرامت

امروہہ ضلع مرادآباد میں اللہ کے دو ولی تھے۔ حضرت شاہ ولایت صاحب اور حضرت شاہ نصیر الدین

صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہما۔ دونوں میں باہم راز و نیاز کے طور پر کچھ گفتگو ہوتی ہے، شاہ ولایت صاحب فرماتے ہیں: تمہاری قبر پر گدھے لوٹیں گے۔ شاہ نصیر الدین صاحب فرماتے ہیں: تمہاری قبر پر بچھو ہوں گے۔ وہ فرماتے ہیں میری قبر پر گدھے ہوں گے مگر پاخانہ پیشاب نہیں کریں گے۔ وہ فرماتے ہیں میری قبر پر بچھو ہوں گے مگر کسی کو ڈنک نہیں ماریں گے۔ اس بات کو آج سات سو برس ہو گئے مگر کرامتیں ویسی ہی اب تک ظاہر ہیں۔ جس دھوبی جس کمہار کا گدھا گم ہوجاتا ہے وہ اس کی تلاش ہی نہیں کرتا، سیدھا حضرت شاہ نصیر الدین صاحب کے مزار شریف پر چلا جاتا ہے وہاں ہر وقت بیسوں گدھے موجود رہتے ہیں مگر مزار شریف کے احاطے کے اندر پاخانہ پیشاب نہیں کرتے۔ جب ان کو حاجت ہوتی ہے جنگل میں جا کر فارغ ہو لیتے ہیں اور پھر اسی طرح مزار شریف کے گرداگرد آکر جمع ہوجاتے ہیں۔ وہ دھوبی وہ کمہار بھی وہاں پہونچ کر انہیں میں سے اپنے گدھے کو پہچان کر لے آتا ہے۔

شاہ ولایت صاحب کے مزار شریف کے احاطے میں بکثرت اور ہر رنگ کے بچھو ہوتے ہیں مگر جہاں تک مزار شریف کی حد ہے وہاں تک ان کی یہ مجال نہیں کہ کسی کو ڈنک مار سکیں۔ درحقیقت یہ وہی بات ہے کہ اللہ کا ولی خدا تو نہیں ہوتا مگر خدا سے جُدا بھی نہیں ہوتا۔

قبر سے پاؤں باہر نکال دیا

دمشق شام میں ایک کردی شیخ صالح ولی اللہ علیہ الرحمہ کا مزار شریف ہے کسی شخص نے حاضر ہوکر ان کی ولایت کا انکار کیا۔ کردی ولی اللہ کو جلال آ گیا۔ قبر میں سے پاؤں باہر نکال دیا۔ مجاوروں نے عرض کی حضور اب پاؤں باہر نکالا ہے تو باہر ہی رہنے دیجئے۔ آپ کے پاؤں کے صدقے میں ہماری روٹیوں کا سہارا اللہ تعالیٰ قائم رکھے گا۔ سیکڑوں برس ہو گئے اب تک وہ قدم پاک باہر ہی ہے۔ زائرین حاضر ہوکر زیارت کرتے ہیں۔

مزارِ پاک کو کوئی صحیح ناپ نہ سکا

جائس ضلع رائے بریلی میں ایک ولی اللہ کی قبر مبارک نوگزی قبر کے نام سے مشہور ہے جس کو کبھی کوئی شخص صحیح ناپ نہیں سکتا ہے جب ناپتا ہے پیمائش میں کبھی کمی کبھی بیشی ہوجاتی ہے۔

ڈھائی پتیاں موت کے سوا ہر بیماری کے لئے شفاء

مارہرہ مطہرہ ضلع ایٹہ میں حضرت سیدنا شاہ عبدالجلیل صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مزار شریف ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ میری مسواک میرے مزار پر سایہ کرے گی، آپ کے وصال شریف کے بعد آپ کی مسواک بقدرت خداوندی سرسبز ہو کر ایک درخت ہو گئی، جو اب بشکل گنبد مزار شریف پر سایہ کیے ہوئے ہے، اس کی ڈھائی پتیاں پیس کر شہد کے ساتھ پلانا موت کے سوا ہر مرض کے لیے باذنہٖ تعالیٰ و بکرم حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم شفائے تام ہے۔ حاجت مند حاضر ہو کر ڈھائی پتیاں لے جاتے اور شفا پاتے ہیں۔ تو بات وہی ہے کہ

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

ولی اللہ کے منھ سے جو کلام نکلتا ہے وہ دراصل کلام خدا ہوتا ہے اگرچہ بظاہر خدا کے بندے کے منھ سے نکلتا ہے۔

آدھا درخت کڑوا، آدھا درخت میٹھا

رانچور علاقہ ریاست حیدر آباد دکن میں ایک پہاڑی پر حضرات پنج بیبیوں کے مزارات ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ جن پر نیم کا درخت سایہ فگن ہے اس کی جس قدر پتیاں مزاراتِ شریفہ سے علیٰحدہ ہیں وہ سب اپنی طبعی حالت پر کڑوی ہیں۔ ہو سکتا تھا کہ بقدرت الٰہی اس درخت کی ساری ہی پتیاں میٹھی ہوتیں، جو قادر مطلق خدا جل جلالہٗ نیم کو کڑوا کر دیتا ہے وہ اس کو میٹھا بھی کر سکتا ہے لیکن اگر ایسا ہوتا تو نیچریوں کو اعتراض کرنے کا موقع رہتا کہ اس میں قدرت الٰہی کو یا کرامات اولیاء کو کیا دخل یہ تو نیچر کے کرشمے ہیں کوئی لوکی شریف کڑوی ہوتی ہے کوئی میٹھی ہوتی ہے۔ کوئی ککڑی کڑوی ہوتی ہے کوئی ککڑی میٹھی ہوتی ہے، اسی طرح یہ بھی میٹھی قسم کا نیم ہے، اس لیے وہاں قدرت الٰہیہ اپنا نرالا جلوہ دکھا رہی ہے اس نیم کی جڑ، چھال، گابھ، سینکیں، شاخیں، پتیاں غرض ساری چیزیں کڑوی ہیں صرف جو پتیاں شاخوں کے بڑھنے سے ان مزارات طیبہ پر سایہ کر لیتی ہیں بس وہی میٹھی ہو جاتی ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ دکھا رہا ہے کہ میرا محبوب تو میرا محبوب ہے۔ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم۔ دیکھو میرے محبوب کی نسل پاک سے یہ پانچ سیدانیاں ہیں جو نبیہ نہیں بلکہ میری ولیہ ہیں ان کی حیات طیبہ کی یہ شان ہے کہ

سات سو برس ہو چکے ہیں اب تک کڑوے نیم کی کڑوی پتیاں جوان کی قبورِ مطہرہ پر سایہ کر لیتی ہیں قبورِ مبارکہ سے وہ انوار چھن چھن کر ان پتیوں پر پڑ رہے ہیں، جو میری قدرت اور میرے حکم سے ان کی کڑواہٹ دور کر کے ان کو شیریں بنا رہے ہیں اور بات وہی ہے کہ:

اولیا را ہست قدرت از الہ　　باز می دارند تیر از نیم راہ

یعنی اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ جل جلالہٗ وہ عظیم و جلیل قدرت عطا فرما دیتا ہے کہ وہ بحکم الٰہی کمان سے نکلے ہوئے تیر کو آدھے راستے سے لوٹا دیتے ہیں۔ حضرات اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایسی ہزار ہا کراماتِ قاہرہ ہیں جن کی پُرشکوہ تجلیوں نے فلسفہ و سائنس کی آنکھوں کو خیرہ کر دیا ہے۔ ہاں ہاں وہابیوں دیوبندیوں نیچریوں قادیانیوں وغیرہم تمام بد مذہبوں بے دینوں کو چیلنج ہے جس وہابی دیوبندی نیچری قادیانی کا جس دشمن اہل سنت کا جس مخالف اسلام کا جی چاہے حاضر ہو کر اپنی آنکھوں سے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مبارک کرامتیں دیکھ کر دین اسلام کی حقانیت اور مذہب اہل سنت کی سچائی پر ایمان لے آئے۔ اسلام زندہ دین ہے، اسلام کے اولیاء زندہ ہیں، اسلام کے ثبوت زندہ ہیں، پیغمبر اسلام سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے معجزاتِ قاہرہ زندہ ہیں۔ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ تو جس کا جی چاہے حقانیت دین اسلام و حقانیت مذہب اہل سنت کے جلوے دیکھ کر ایمان لائے اور جس کا جی چاہے سب کچھ دیکھ کر بھی اپنی آنکھیں بند کر لے۔ توفیق اللہ عزوجل کے ہاتھ ہے۔

اب میں اپنے اس بیان کو اس دعا پر ختم کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے صدقے میں ہم کو اور آپ کو اپنے اولیائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا سچا غلام بنائے اور جو دین و مذہب سید الاولیاء سیدنا غوث اعظم و حضرت سلطان الہند غریب نواز خواجۂ اجمیر و حضرت خواجۂ نقشبند و حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہم و دیگر تمام حضرات اولیائے کرام کا تھا جو ساڑھے تیرہ سو برس سے چلا آ رہا ہے، اسی دین و مذہب پر پختگی و مضبوطی کے ساتھ ثابت و مستقیم رکھے اور نئے نئے مذہبوں، نئے نئے فرقوں سے بچائے۔ آمین والحمد للہ ربِّ الغلمین۔

ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں بقلم خود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

وہابیوں دیوبندیوں کے کفر وارتداد پر قانونی مہر ثبت کرنے والا

تاریخی فیصلہ

مسمّٰی بنام تاریخی

فتح الابرار علی الکفار

۱۳ ھ ۶۵

یہ مبارک کتاب جس کا تاریخی نام ''شمع منورِ رہِ نجات'' ہے جو آپ نے ملاحظہ فرمائی۔ اس کا نورانی و ایمانی مضمون صفحۂ قرطاس پر بکھرے ہوئے وہ گُہر آبدار ہیں جن کی چمک اہل باطل کی ناپاک آنکھوں میں چکاچوند پیدا کرتی اور خدا و رسول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فضل وکرم سے مسلمانانِ اہل سنت کے قلوب وایمان روشن کر دیتی ہیں۔

فیض آباد کا وہ تاریخی مقدمہ (جس نے وہابیوں دیوبندیوں کے کافر مرتد ہونے پر گورنمنٹی مہر لگادی) جو وہابیوں دیوبندیوں نے حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) پر دائر کیا تھا اور اپنی عادت کے مطابق خود ہی مناظرہ کی دعوت دی تھی اور خود ہی پولیس میں رپورٹ لکھوائی تھی اور خود ہی یا مجسٹریٹ الغیاث کا نعرہ لگا کر فریاد کی تھی کہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہم کو اور ہمارے اکابروں کو کافر ومرتد و دیو کا بندہ کہتے ہیں۔ مجسٹریٹ صاحب نے حضرت صاحب قبلہ سے فرمایا کہ آپ اپنی وہ تقریریں لکھ کر پیش کریں جن پر مدعیان کو اعتراض ہے۔ چنانچہ حضرت شیر بیشۂ سنت قبلہ نے یہی سنیت افروز و دیوبندیت سوز تقریر (یعنی یہی کتاب مبارک شمع منورِ رہِ نجات) لکھ کر مع المعتمد المستند وحسام الحرمین و الصوارم الہندیہ وغیرہ کتب علمائے اہل سنت اور مولوی گنگوہی صاحب کا مہری دستخطی فتویٰ کا فوٹو (جس میں انہوں نے لکھ دیا کہ: ''وقوعِ کذب کے معنیٰ درست ہوگئے'' یعنی یہ بات ٹھیک ہوگئی کہ خدا جھوٹ بول چکا، خدا جھوٹ بولتا ہے، خدا جھوٹ بولے گا، خدا جھوٹا ہے۔) وحفظ الایمان وبراہین قاطعہ وتحذیر الناس وغیرہ کتبِ مولویان وہابیہ دیوبندیہ پیش فرمائی جن کو پڑھنے وسمجھنے اور بحث کرنے کے بعد مجسٹریٹ صاحب نے جو فیصلہ صادر فرمایا وہ اس کتاب کے ساتھ شائع کیا جارہا ہے۔ مسلمانان اہل سنت سے پُرخلوص گذارش ہے کہ وہ بنظر ایمان و انصاف

پڑھیں اور اپنے ایمانوں کی حفاظت فرمائیں۔ اگر مقدمہ کے پورے واقعات سے آگاہی حاصل کرنا ہوتو کتاب مبارک ''فرحت افزا فتح مبین''، ۱۳۶۷ھ ملاحظہ فرمائیں۔

بعونہٖ تعالیٰ و بعون حبیبہ الاعلیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

مسلمانانِ اہل سنت کی فتح مبین

نیز وہابیوں دیو کے بندوں کی شکست مُہین

جناب اسپیشل مجسٹریٹ صاحب بہادر بالقابہٖ کا فیصلہ

(فیصلہ کی نقل انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ اُردو میں کر کے پیش کیا جارہا ہے)

نقل تجویز مورخہ ۲۵؍ستمبر ۱۹۴۸ء بحکم جناب مہابیر پرشاد اگروال مجسٹریٹ درجہ اوّل فیض آباد

مقدمہ نمبر ۸۴؍۱ زیر دفعہ ۲۹۸، ۵۰۰، ۱۵۳؍تعزیراتِ ہند۔

عبدالحمید خاں وغیرہ بنام حشمت علی تھانہ پورہ قلندر

عبدالحمید خاں وغیرہ بنام حشمت علی زیر دفعہ ۵۰۰، ۲۹۸، ۱۵۳؍تعزیرات ہند۔

عبدالحمید خاں سراج الحق خان وحبیب اللہ جو کہ قصبہ بھدرسہ کے ہیں۔ انہوں نے یہ استغاثہ حشمت علی خاں کے خلاف دائر کیا جو پیلی بھیت کا ساکن ہے۔ استغاثہ کے الزامات حسب ذیل ہیں:

کہ مستغیثان حنفی مسلمان ہیں اور ملزم پیلی بھیت کا باشندہ ہے اور اپنے کو یقینی طور پر بریلی کے عالموں کے خیال کا بتاتا ہے۔ ملزم چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں نزاع ہوجائے اور ایسے مسلمان جو کہ ان کے خیال کے نہیں ان کو گالی دیتا ہے، وہ قصبہ بھدرسہ میں تقریباً ایک ماہ سے مقیم ہے اور اپنے دورانِ قیام میں اپنے خیالات کے اظہار کے لیے ہر ممکن کوشش کرتا ہے اور اپنے ہم خیال لوگوں کی امداد سے اپنے دورِ قیام میں اس نے بہت سے وعظ کیے ہیں اور ان وعظوں میں وہ مستغیثان اور ان کے علماء کے خلاف کلماتِ توہین استعمال کرتا ہے جن کی مستغیثان عزت کرتے ہیں، مستغیثان نے بہت کوششیں کیں کہ ملزم اپنے حرکات توہین سے باز آئے لیکن سب بے سود ہوئیں۔

۸؍جون ۱۹۴۶ء کو ملزم نے ۹؍بجے اور ۱۲؍بجے شب کے درمیان ایک وعظ کہا جس میں اُس نے

بعض ایسی باتیں کہیں جو توہین آمیز اور مختلف فرقوں کے درمیان فساد انگیز تھیں۔
الفاظ یہ تھے کہ مولوی اشرفعلی تھانوی و مولوی محمد قاسم نانوتوی و مولوی خلیل احمد انبیٹھی و مولوی عبدالشکور کاکوروی و مولوی رشید احمد گنگوہی کافر مرتد اور بے دین ہیں۔ آگے چل کر کہا کہ مسمیان عبد الحمید خاں وحبیب اللہ ومحمد شریف خاں و مولوی سراج الحق ومحمد عارف ساکن بھدرسہ وہابی مرتد کافر بے دین اور دیو کے بندے ہیں اس کے علاوہ ملزم کی یہ بھی کوشش ہے کہ ان کے خیالات کے لوگ دوسرے خیالات کے لوگوں سے نہ ملیں اور نہ وہ ان میں شادی بیاہ کریں یعنی ان سے بالکل قطع تعلق کردیں۔
ملزم ایک دوسرے مسلمان کے درمیان جذباتِ منافرت پھیلا رہا ہے، ملزم کی اس تقریر سے مستغیثان کی اور اُن کے علماء کی عزت کو نقصان پہونچا ہے اور یہ تقریر ان کو بدنام کرنے والی ہے۔ ملزم کا یہ بھی ارادہ تھا کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں کے درمیان مذہبی منافرت پیدا کی جائے۔ مستغیث عبدالحمید خاں نے اس واقعہ کی رپورٹ تھانہ میں بھی کی ملزم پر جرم زیر دفعہ ۵۰۰، ۲۹۸، ۱۵۳ عائد ہوئے۔
جس کا ملزم انکار کرتا ہے، ملزم کہتا ہے کہ اس نے ۸ ر جون ۱۹۴۶ء کو کوئی تقریر بھدرسہ میں نہیں کی اور نہ اس نے کبھی بھی ایسے الفاظ استعمال کیے ہیں جو مستغیثان نے حلفاً بیان کیے ہیں، نہ کبھی وہ اس طرح ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے وہ قطعی طور پر کہتا ہے کہ اس نے ۷ ر جون ۱۹۴۶ء کے پہلے کچھ تقریریں کی تھیں جن میں اس نے مختلف کتابوں سے کچھ عبارتیں پڑھی تھیں، اُن کتابوں میں یہ مولویان اسلامی فتوے سے بے دین کافر مرتد اور دیو کے بندے کہے گئے ہیں اس نے یہ باتیں اپنی طرف سے نہیں کہیں۔ وہ کہتا ہے کہ مستغیثان کو پہچانتا تک نہیں، شاید مستغیثان انہیں مولاناؤں کے خیال کے ہوں اور انہوں نے ان الفاظ کو اپنے اوپر خیال کیا ہو ۷ ر جون ۱۹۴۶ء کو دونوں فرقوں کے درمیان سمجھوتہ ہوا کہ قصبہ بھدرسہ میں دونوں فرقے ۱۵ ر یوم تک مذہبی باتوں پر تقریر نہ کریں بلا ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت کے۔ ۷ ر جون ۱۹۴۶ء کے پہلے ملزم کی جو تقریریں مختلف مقامات پر ہوئیں ان کا ایک نوٹ [1] اس مقدمہ میں ملزم کی طرف سے پیش کیا گیا ہے مجھ کو یہاں پر دیکھنا ہے کہ ملزم نے ۸ ر جون ۱۹۴۶ء کو واقعی ایک تقریر کی جیسا کہ استغاثہ کا بیان ہے اور پھر وہ تقریر مستغیثان کی اور ان کے علماء کی بدنامی کرنے والی تھی اور اس تقریر میں ملزم نے قصداً بدنیتی سے معاندانہ خلاف قانون فساد کرنے کے

---

[1] یہی بیان مبارک جو آپ صاحبان نے بنام تاریخی ''شمع منور رہِ نجات'' کتاب میں پڑھا ہے۔

لیے اشتعال دلایا یا نہیں۔ جہاں تک تاریخ تقریر کا سوال ہے حلفاً کہا جاتا ہے کہ ملزم نے ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو تقریر کی اور عبدالحمید خاں نے اس کی رپورٹ تھانہ پر کی ہے نہ تو اس مقدمہ میں وہ رپورٹ پیش کی گئی ہے اور نہ کسی گواہ نے اس کو ثابت کیا ہے۔ اس سے استغاثہ کے خلاف یہ ثابت ہوتا ہے کہ کوئی رپورٹ نہیں کی گئی۔ استغاثہ ۱۲ رجون ۱۹۴۶ء کو دائر کیا گیا ہے۔

مستغیثان نے کوئی وجہ نہیں بتائی کہ استغاثہ میں دیر کیوں ہوئی ہے جبکہ رپورٹ تھانے پر نہیں کی گئی۔ گواہ نمبر ۱: سراج الحق کہتا ہے کہ ۷ رجون ۱۹۴۶ء کو موضع میں پولیس آئی اور چیرمین ٹاؤن ایریا صاحب بھی آئے، انہوں نے اعلان کیا کہ بھدرسہ میں بلا اجازت کوئی مذہبی یا دوسری تقریر نہ ہو یا اور کوئی ایسا عام جلسہ نہ کیا جائے جس سے فساد اور جھگڑے کا احتمال ہو۔

یہ غیر ممکن ہے کہ جب اس دن ایسا اعلان ہو گیا تھا تو اس کے بعد بھی کوئی تقریر وغیرہ ہوئی ہو۔ سراج الحق نے دورانِ جرح میں حلفاً یہ بتایا کہ استغاثہ واقعہ کے سات یا آٹھ یوم کے بعد کیا گیا ہے۔ استغاثہ کی تاریخ ۱۲ رجون ۱۹۴۶ء ہے جس کے معنی یہ ہوئے کہ واقعہ ۴ یا ۵ رجون ۱۹۴۶ء کا ہوگا۔ مستغیث عبدالحمید خاں بیان کرتا ہے کہ مناظرہ ۷ رجون ۱۹۴۶ء کو ہونے والا تھا لیکن محمد اکبر کی رپورٹ پر پولیس آگئی اور گواہ اور فریق ثانی کے درمیان یہ فیصلہ ہوا کہ کوئی ایسا مکالمہ نہ ہو جس سے دل آزاری ہو۔ یہ واقعہ ۷ رجون ۱۹۴۶ء کی شام کو گذرا اور اسی دن شب کو ملزم نے تقریر کی اور اس پر عبدالحمید خاں نے صبح کو یعنی ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو پولیس میں رپورٹ کی۔ یہ بات واقعہ کی تاریخ ۸ رجون ۱۹۴۶ء ہونا ختم کر دیتی ہے۔ دونوں مستغیثان کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ تقریر ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو نہیں ہو سکی ہوگی۔

اب ہم یہ دیکھیں گے کہ تقریر میں کیا کہا گیا۔ مستغیثان نے تحریر میں کچھ بھی نہیں دیا کہ ملزم نے کیا کہا۔ صرف تین مستغیثان اور دو گواہان کا بیان ہے کہ ملزم نے اوپر کے لکھے ہوئے الفاظ استعمال کیے ہیں ملزم یہ مانتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر لکھے ہوئے الفاظ استعمال کیے ہیں مگر وہ عبارت دوسری تھی۔

''گواہ نمبر ۱'' کہتا ہے کہ تقریر کو کسی نے بھی نوٹ نہیں کیا اور نہ خود اس نے نوٹ کیا۔ ملزم نے جو الفاظ کہے ہیں وہ ان کو زبانی یاد ہیں اور کچھ مختصر مفہوم تقریر کا بھی یاد ہے۔ اس کے بیان کے مطابق ملزم تقریر کے وقت کتابیں اپنے ہاتھ میں لیتا تھا۔ اس بیان سے ملزم کی بات کو تقویت ملتی ہے۔ گواہوں میں سے

کسی نے تقریر کو تحریر میں نہیں پیش کیا نہ کسی اور نے بلکہ ملزم نے تقریر کے خاص مضمون کو تحریر میں پیش کیا ہے۔ کسی دوسری تحریر کی عدم موجودگی میں ملزم کی تحریر کو درست اور صحیح مانا جائے گا۔ اس تحریر کے کچھ حصے جب گواہوں کے سامنے پڑھے گئے تو انہوں نے انکار کر دیا ہے۔ لیکن زبانی انکار بیکار ہے۔ ملزم اقرار کرتا ہے کہ اس نے ان مولویوں کے حق میں اوپر کے لکھے ہوئے الفاظ استعمال کیے ہیں لیکن عبارت دوسری ہے اور اس نے وہ الفاظ چند کتابوں کی تحریر کی مدد سے کیے تھے۔ میرا خیال ہے کہ ملزم کا فعل بالکل درست تھا کہ وہ کتاب سے پڑھ رہا تھا اور ملزم یہ بات نیک نیتی سے پبلک کی آگاہی کے لیے کر رہا تھا تاکہ وہ مذہبی باتیں سمجھ لیں اس لیے ملزم کا فعل دفعہ ۵۰۰ / تعزیرات ہند میں نہیں آتا ہے۔ ملزم کی تقریر سے پبلک کے اشتعال، جھگڑے کے احتمال کے متعلق کچھ گواہوں نے یہ بیان کیا ہے کہ ملزم کی تقریر سن کر بہت سے لوگ ان کی باتیں سمجھ کر ملزم کے ہم مذہب ہو گئے اس کے یہ معنیٰ ہوتے ہیں کہ ملزم کا وعظ بہت دلچسپ تھا۔ مستغیث عبدالحمید خاں بیان کرتا ہے کہ مناظرے سے فساد کا احتمال تھا نہ کہ تقریر سے حالانکہ خود ہی عبدالحمید مناظرے کا کھلا چیلنج دینے والا تھا۔ اس سے ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ جھگڑا فساد ملزم کی وجہ سے نہیں ہو سکتا تھا بلکہ مستغیث اس کا ذمہ دار تھا۔

اس مقدمہ میں ایک اکسپرٹ مولانا ابوالوفا پیش کیا گیا۔ ملزم نے مذہبی امور میں خود بڑی لمبی جرح اس پر کی۔ اس کی گواہی کو مقدمے کی گواہی کہنے سے اس کو مذہبی مناظرہ کہنا زیادہ مناسب ہے کیوں کہ ہوتا چلا آ رہا ہے کہ ہر ایک مذہبی کتاب کی عبارتوں کے مختلف معانی لیے جاتے ہیں اور ہر شخص اپنے خیال کے مطابق اس کے معنیٰ نکال لیتا ہے اور اس طرح سارا معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ صحیح معانی اور مصنف کی اصل مراد اور جس ماحول میں وہ کتابیں لکھی گئی تھیں ان کے دیکھنے کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ اس کی گواہی کا اکثر حصہ مذہبی مناظرہ تھا۔ مذہبی مناظرے میں کوئی ہار جیت نہیں ہوتی کیوں کہ جس کا جیسا اعتقاد ہوتا ہے وہ ویسا ہی کتابوں کا مطلب سمجھتا ہے۔ مستغیثان ایک گروہ کے ہیں اور ملزم دوسرے گروہ کا ہے۔ عبدالحمید خاں کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اس کے اور اشرف کے درمیان کچھ خط و کتابت ہوئی یہ لوگ دستخط کرنے والے تھے اور ایک طرف کے علماء ان کو مضمون دیتے تھے دوسرا فریق اپنے علماء کے آلۂ کار بن کر جواب دیتے تھے۔ ان خطوط میں عبدالحمید خاں نے اشرف و اختر کے جواب میں ملزم کے لیے وہی الفاظ استعمال کیے تھے جن کو وہ استغاثہ میں پیش کرتا ہے جو ثبوت

مثل میں پیش کیے گئے ہیں۔ ان سے مجھے یہ بات نظر آتی ہے کہ عبدالحمید خاں اپنے مذہب کا اندھا معتقد ہے اور وہ ملزم کے وعظوں سے جو کہ مئی ۱۹۴۶ء میں ہوئے ہیں بہت رنجیدہ ہوا اور اس نے ملزم کے مریدین سے کہا کہ ایک مناظرہ ہو جائے جو کہ جون ۱۹۴۶ء میں ہونے والا تھا۔ اس نے اس کام کے لیے ایک مولوی نور محمد کو بلوایا۔ عبدالحمید خاں یہ بھی کہتا ہے کہ اس نے پولیس کا بھی انتظام کیا کیوں کہ بھدرسہ میں فساد کا ڈر تھا۔ پولیس کو اس بات کی رپورٹ دی گئی اور مناظرہ روک دیا گیا۔ مستغیث عبدالحمید خاں شاید اس بات پر بہت رنجیدہ ہوا کہ ملزم نے موضع میں جو کچھ کہنا تھا کہہ دیا اور لوگوں نے ان کو سنا اور قبول و تسلیم کر لیا جن کو وہ منافرت کے ذریعے رد کرنا چاہتا تھا۔ اور اس نے دو اور آدمیوں کو اپنا ہم خیال کر لیا اور ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو واقعے کی تاریخ معین کرنے کا موقع حاصل کر لیا حالانکہ یہ واقعہ بیان مذکور بالا کے مطابق کبھی نہ ہو پایا اور ملزم کے خلاف جھوٹا اور باطل استغاثہ دائر کر دیا۔ جس کا سچا ہونا وہ ثابت نہ کر سکا۔ اگر حقیقۃً ملزم نے ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں مذہبی منافرت پیدا کرنے والی تقریر کی تھی تو یہ کیسے ممکن ہے کہ بھدرسے میں کوئی معتبر آدمی مستغیث کی بات کی تائید کرنے والا اس کو نہیں ملا۔

صرف تین گواہ پیش کیے گئے ہیں پہلا تجمل حسین ہے جو کہ اپنے کو بھدرسہ کا حکیم بتاتا ہے اور شاہ بدیع جو کہ ڈھائی میل کی دوری پر ہے وہاں کا ساکن ہے وہ کہتا ہے کہ وہ اس دن بھدرسہ سے گھر نہیں گیا اور تقریر سننے کے لیے گیا۔ وہ کہتا ہے کہ مولانا حشمت علی نے اپنی تقریر میں کہا ہے کہ ان مولویوں نے اپنی کتابوں میں ایسا لکھا ہے اسی وجہ سے وہ کافر ہو گئے ہیں۔ یہ گواہی ملزم کی تائید کرتی ہے۔ دوسرا گواہ قائم علی شاہ پیش کیا گیا ہے جو کہ ایک میل کی دوری پر رہتا ہے وہ کہتا ہے کہ مولانا نے کہا کہ دیوبندی مولویوں کے کہنے پر مت عمل کرو۔ میں ان کے طریقے پر چلتا تھا اور میں نے اس سے کہا کہ اگر یقین کرا دیا جائے کہ ان کا طریقہ کس طرح خراب ہے تو میں خود پھر جاؤں۔ اس کے بعد میلاد ہوا۔ اور میں چلا گیا۔ دوسرے موضع کے ان دو گواہوں کے سوا دوسرا کوئی موقع کا گواہ پیش نہیں کیا گیا۔

میرا خیال ہے کہ جیسا کہ میں نے اوپر بحث کی ہے کہ ۸ رجون ۱۹۴۶ء کا واقعہ سراسر گڑھی ہوئی بات ہے اور ایسا کوئی واقعہ نہ ہونے پایا۔ وہ ملزم کی اگلی تقریریں تھیں جن سے مستغیثوں کی دل آزاری ہوئی کیونکہ فریق ثانی کے عقائد قبضہ جمارہے تھے اس لیے مستغیثوں نے بغیر سیاق و سباق کا تعلق

دیکھتے ہوئے تقریر میں چند الفاظ لے کر ملزم کے خلاف جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا ہے۔ میرے خیال میں ملزم کو اس کی جماعت میں صرف بدنام کرنے کے لیے یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے کیونکہ وہ مذہبی مبلغ ہے اور اچھی مقدار میں مریدین رکھتا ہے جیسا کہ دورانِ مقدمہ میں دیکھا گیا۔ گواہ نمبر ۷ ر برما میں ملزم کے خلاف کوئی مقدمہ ثابت کرنے کے لیے پیش کیا گیا جس کی کوئی وقعت نہیں ہے۔

میں ملزم حشمت علی تعزیرات ہند کی دفعات ۵۰۰، ۱۵۳، ۲۹۸ ر سے جن کا الزام اس پر لگایا گیا ہے۔ اور اس پر مقدمہ چلایا گیا ہے بے قصور قرار دیتا ہوں اور اس کو آزاد کرتا ہوں زیر دفعہ ۲۵۸ ر ضابطہ فوجداری اس کو آزاد کرتا ہوں۔

دستخط: مہابیر پرشاد اگروال، مجسٹریٹ درجہ اوّل فیض آباد ۲۵ ر ستمبر ۱۹۴۸ء

صحیح نقل: (دستخط پڑھنے میں نہ آئے) ہیڈ کاپیسٹ کلکٹریٹ فیض آباد۔

وہابیہ دیابنہ ایسے حیادار کہ اپنے عقائد باطلہ کا فیصلہ چاہنے کے لیے اجلاس بالا میں انہوں نے نگرانی دائر کر دی۔ خدا کا ہزار ہزار شکر کہ اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے طفیل یہاں سے بھی حضرت شیر بیشۂ سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فتح عظیم حاصل ہوئی جس کے فیصلے کی نقل انگریزی میں ہے اس کا ترجمہ اردو میں کر کے شامل کتاب کیا جاتا ہے۔ اہل حق خود ہی پڑھ کر فیصلہ فرمالیں گے۔

فیض آباد سِشن جج کورٹ

۲۸ ر اپریل ۱۹۴۹ء کو فیض آباد کے سِشن جج شری یعقوب علی رضوی کے دیئے ہوئے فیصلے کی نقل:

سراج الحق عمر ۳۰ ر سال ولد ظہور خاں، حبیب اللہ عمر ۴۴ ر سال ولد جمّن باشندگان قصبہ بھدرسہ پولیس اسٹیشن تھانہ پورہ قلندر ضلع فیض آباد عرض گزاران بنام حکومت ہند معرفت حشمت علی خاں ولد نواب علی خاں محلہ بھورے خاں ضلع پیلی بھیت۔

زیر دفعہ ۴۳۵ ر ضابطہ فوجداری، فوجداری نگرانی فیض آباد نمبر ۵۸۔ ۱۹۴۸ء

حکم

یہ نگرانی کی درخواست خلاف حکم شری مہابیر پرشاد اگروال کے ہے جو کہ ۲۵ ر ستمبر ۱۹۴۸ء کو صادر ہوا ہے جس میں انہوں نے ملزم (مولانا) حشمت علی کو جرم دفعہ ۲۹۸، ۵۰۰ اور ۱۵۳ ر تعزیراتِ ہند

سے رہا کر دیا۔ ۱۲؍جون ۱۹۴۶ء کو عرض گزاران عبدالحمید خاں و سراج الحق اور حبیب اللہ ساکنان قصبہ بھدرسہ تھانہ پورہ قلندر جو کہ حنفی مسلمان ہیں ایک استغاثہ زیر دفعہ ۲۹۸، ۵۰۰، ۱۵۳؍ خلاف ملزم (مولانا) حشمت علی کے جو کہ پیلی بھیت کا ہے پیش کیا جس میں انہوں نے حلفیہ شکایت کی کہ ملزم اپنے کو عالم اور بریلی کے خیالات کا بتاتا ہے، مسلمانوں کے درمیان میں جھگڑا پیدا کرنے کے لیے ملزم اُن بھدرسہ کے مسلمانوں کو گالی دیتا ہے جو کہ اس کے مرید اور معتقد نہیں ہیں۔ ملزم قصبہ بھدرسہ میں ایک ماہ سے مقیم ہے اور جس میں ملزم نے بہت سی تقریریں کی ہیں اور اپنے خیالات کی اشاعت کی جن میں اس نے مستغیثان اور علمائے مستغیثان کی بے عزتی کی ہے جن کو مستغیثان مانتے ہیں اور ان کی عزت کرتے ہیں۔ مورخہ ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو ۹؍بجے اور ۱۲؍بجے رات کے درمیان ملزم نے ایک تقریر شارع عام پر کی جس میں مستغیثان کے مذہبی جذبات کو صدمہ پہونچانے کے لیے توہین آمیز اور گالیوں سے بھرے ہوئے کلمات استعمال کرتے ہوئے حسب ذیل الفاظ کہے:

یہ ہے کہ مولوی اشرفعلی و مولوی محمد قاسم و مولوی خلیل احمد، مولوی عبدالشکور اور مولوی عبدالرشید کافر و مرتد اور بے دین ہیں۔ ملزم نے دورانِ تقریر میں یہ بھی کہا کہ مستغیثان اور محمد عارف ساکن بھدرسہ وہابی مرتد کافر اور دیو کے بندے ہیں۔ ان کے علاوہ ملزم یہ بھی کوشش کر رہا تھا کہ اس کے پیرو دوسرے مسلمانوں سے جو کہ اس کے خیالات کے نہ تھے نہ ملیں، آپس میں رشتۂ ازدواجی نہ قائم کریں اور ان سے مقاطعہ کلیہ کریں۔

یہ ہے کہ ملزم کی اس تقریر سے مستغیثان اور ان کے علماء کی بدنامی اور بے عزتی ہوئی اور یہ ہے کہ مستغیث عبدالحمید خاں نے ملزم کے خلاف اس امر کی ایک رپورٹ تھانہ پورہ قلندر میں کی تھی۔

ملزم نے جرم سے انکار کیا اور یہ بھی انکار کیا کہ ملزم نے ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو ایسی کوئی تقریر بھدرسہ میں نہیں کی۔ ملزم نے یہ بھی انکار کیا کہ اس نے وہ الفاظ جو کہ مستغیثان نے بیان کیے ہیں نہیں استعمال کئے۔ ملزم نے بیان کیا کہ ۷؍جون ۱۹۴۶ء کے قبل اس نے چند تقریریں بھدرسہ میں کہیں جس میں اس نے کتابوں سے چند عبارتیں پیش کیں اور ان عبارتوں میں علماء جو کہ استغاثہ میں درج ہیں بذریعہ فتویٰ کافر مرتد بے دین دیو کے بندے اور وہابی قرار دئے گئے تھے۔

یہ ہے کہ ملزم نے جو کچھ حاضرین جلسہ سے کہا وہ اس کے الفاظ نہ تھے۔

یہ ہے کہ وہ مستغیثان کو پہچانتا تک نہیں ہے اور یہ ہے کہ مؤرخہ ۷ رجون ۱۹۴۶ء کو مسلمانوں کے دونوں فرقوں میں یہ سمجھوتہ ہوا کہ وہ لوگ قصبہ بھدرسہ میں ۱۵ ردن تک آپس میں مذہبی معاملوں پر بحث ومباحثہ نہ کریں بغیر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کی اجازت حاصل کیے ہوئے۔ ۷ رجون ۱۹۴۶ء سے قبل تقریریں جو کہ ملزم نے بھدرسہ میں دی تھیں ان کا مضمون کچہری میں خود ملزم نے پیش کیا جس پر نمبر EX-D7 پڑا ہے۔

ثبوت دونوں فریقین کی طرف سے پہنچنے کے بعد لائق مجسٹریٹ نے اولاً یہ فیصلہ کیا کہ ملزم نے ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو کوئی تقریر نہیں کی جس کی مستغیثان شکایت کرتے ہیں اور یہ صرف ایک بنایا ہوا قصہ تھا۔ دوسرا فیصلہ مجسٹریٹ نے یہ کیا کہ یہ الفاظ ملزم نے گذشتہ دوسری تقریروں میں استعمال کیے تھے جن سے ان کے جذبات کو صدمہ پہنچا تھا کیونکہ انہوں نے ان الفاظ کا سیاق وسباق سے تعلق دیکھے بغیر غلط مطلب نکال لیا اور یہ غلط مقدمہ ملزم کے خلاف دائر کیا۔ اس پر لائق مجسٹریٹ نے مقدمہ خارج کردیا اور یہ اعتراض کیا کہ جو ملزم مذہبی مبلغ ہے اور اس کے بہت کافی مرید اور معتقد ہیں اس لیے اس کی پبلک میں بے عزتی کرنے کو یہ مقدمہ دائر کیا گیا ہے۔ ملزم اس وجہ سے بَری کردیا گیا تھا۔

اور اسی بریت کے خلاف مستغیثان نے نگرانی کی درخواست دی ہے اور وہ اس حکم کے خلاف ہیں۔ فریقین کے لائق وکلا کی طویل بحثوں اور فریقین کے پیش کردہ زبانی اور تحریری ثبوت کو بہت غور سے پڑھنے اور سننے کے بعد میں اس نتیجے پہ پہنچا ہوں کہ یہ درخواست نگرانی کچھ دم نہیں رکھتی۔

وہ تقریر جس پر اعتراض ہوا ہے اس کو حسب بیان مستغیث ملزم نے ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو کیا تھا اور مستغیث عبد الحمید خاں نے کہا ہے کہ اس کی رپورٹ تھانہ پورہ قلندر میں کی تھی لیکن ایسی کوئی رپورٹ نہ تو طلب کی گئی اور نہ ثابت کی گئی۔ اس کے علاوہ استغاثہ مؤرخہ ۱۲ رجون ۱۹۴۶ء کو دائر ہوا یعنی ۴ ریوم بعد لیکن دیر ہونے کی کوئی وجہ نہیں بتائی گئی۔ اگر وہ تقریر واقعی میں ایسی تکلیف دہ اور اشتعال انگیز تھی تو استغاثہ دائر کرنے میں کوئی دیر نہیں ہونی چاہئے تھی۔ حسب بیان مستغیث سراج الحق بھدرسہ میں ۷ رجون ۱۹۴۶ء کو پولیس اور ٹاؤن ایریا کے چیئر مین آئے اور انہوں نے یہ اعلان کیا کہ بھدرسہ میں بلا اجازت ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کے کوئی مذہبی مکالمہ نہ ہو اور کوئی ایسا عام جلسہ بھی نہ کیا جائے جس سے امن شکنی کا اندیشہ ہو۔ لائق مجسٹریٹ نے یہ صحیح فیصلہ کیا ہے کہ اس اعلان کے بعد ملزم

کے لیے یہ ناممکن تھا کہ وہ ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو جلسۂ عام میں کوئی تقریر کرے جیسا کہ مستغیثان بیان کرتے ہیں۔ اسی گواہ سراج الحق کے بیان کے مطابق وہ تقریر جس کی شکایت ہوئی ہے استغاثہ دائر کرنے کے ۷؍یا ۸؍یوم پہلے دی گئی تھی حالانکہ استغاثہ پر ۱۲؍جون ۱۹۴۶ء درج ہے۔ بیان کی بنا پر ملزم کی قابل اعتراض تقریر ۴، ۵؍جون ۱۹۴۶ء کے بعد نہیں ہوسکی ہوگی۔ پھر گواہ نمبر ۲؍مستغیث عبدالحمید خاں نے یہ اقرار کیا کہ مورخہ ۷؍جون ۱۹۴۶ء کو مناظرہ ہونے والا تھا مگر پولیس آگئی اور اس نے یہ معاہدہ کرادیا کہ دونوں فرقوں میں ایسی تقریر نہ ہونی چاہئے کہ جس سے دوسروں کو تکلیف پہونچے۔ اس گواہ کے بیان کے مطابق ۷؍جون ۱۹۴۶ء کی شام کو یہ واقعہ ہوا اور اسی شب کو ملزم نے قابل اعتراض وعظ کہا اور اسی گواہ نے حلفی بیان دیا کہ دوسرے دن یعنی مورخہ ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو رپورٹ صبح کو اس گواہ نے کی۔ اگر یہ بیان درست ہے تو قابل اعتراض تقریر ۷؍جون ۱۹۴۶ء اور ۸؍جون ۱۹۴۶ء کے درمیان والی رات میں ہوئی ہوگی اگر ہوئی ہو، نہ کہ ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو درمیان ۹، ۱۲؍بجے رات کے۔ اس لیے میں لائق مجسٹریٹ سے پوری طرح متفق الرائے ہوں کہ مستغیثان بہت ہی بری طرح سے ثابت کرنے میں ناکامیاب رہے کہ ۸؍جون ۱۹۴۶ء کو ۹؍بجے اور ۱۲؍بجے رات کے درمیان ملزم نے کوئی ایسی تقریر کی جس سے ان کے علماء کی اور ان کی کسی طرح سے بے عزتی ہوئی صرف اسی ایک دلیل کی بنا پر درخواست نگرانی خارج کردیئے جانے کے قابل ہے۔ لائق مجسٹریٹ کی تجویز سے مجھے پتہ چلتا ہے کہ لائق مجسٹریٹ نے ثبوت زبانی وتحریری کو بغور دھیان دیا اور ملاحظہ کیا اور یہ صحیح فیصلہ کیا کہ ملزم نیک نیتی کے ساتھ کتابوں کی عبارتیں پڑھنے میں صحیح راستے پر تھا۔ لائق مجسٹریٹ نے ثبوت کو بغور دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ استغاثہ میں جو یہ شکایت ہے کہ ملزم نے کوشش کی کہ فرقہ وارانہ فساد ہوجائے تو یہ فساد کا احتمال ملزم کی وجہ سے نہ تھا بلکہ خود مستغیثان ہی کی وجہ سے تھا کیونکہ مستغیث عبدالحمید خاں گواہ نمبر ۲؍نے خود کہا کہ فساد کا احتمال مناظرہ کی وجہ سے تھا نہ کہ ملزم کی تقریر کی وجہ سے تھا۔ عبدالحمید خاں نے خود اپنی طرف سے اور دوسروں کی طرف سے ایک اشتہار چھاپا اور شائع کرادیا جس میں انہوں نے مذہبی بحث ومباحثہ مناظرہ کے لیے کھلا چیلنج دیا۔ اشتہار پر کچہری کا EX-D1 ہے۔

تمام پہلوؤں پر بہت ہی غور وخوض کے ساتھ نظر ڈالنے اور ثبوت کو پڑھنے کے بعد اس نتیجہ تک

پہونچنے پر مجبور ہوا ہوں کہ میں حسب فیصلہ لائق مجسٹریٹ یہ فیصلہ کروں کہ ۸ رجون ۱۹۴۶ء کو کوئی ایسی تقریر نہیں ہوئی اور مستغیث عبدالحمید خاں اور اُن جیسے اندھے مقلدین مذہب کی طرف سے دائر کیا ہوا استغاثہ بالکل منگھڑت ہے۔ لائق مجسٹریٹ کا فیصلہ جس میں اس نے ملزم کو بری کردیا فریقین کے پیش کردہ ثبوتوں کی بناء پر بالکل صحیح اور درست ہے۔ مستغیثان میرے سامنے لائق مجسٹریٹ کے فیصلے میں کوئی قانونی غلطی یا اور کوئی غلطی نہ بتا سکے۔

درحقیقت یہ نگرانی جس کی مانند اپیل میرے سامنے بحث ہوئی تھی اس میں کوئی جان نہیں ہے اور جس کو کہ میں خارج کرتا ہوں۔

دستخط: یعقوب علی رضوی سشن جج مورخہ ۲۸ راپریل ۱۹۴۹ء

صحیح نقل: دستخط (پڑھنے میں نہ آئے) ہیڈ کاپیسٹ (دستخط پڑھے نہ گئے) ڈسٹرکٹ اینڈ سشن جج فیض آباد۔

نقل کرنے کی تاریخ: ۵ رمئی ۱۹۴۹ء

اس ایمان افروز شیطان سوز

فتح مبین پر اظہار خوشی ومسرت

خدا اور سول جل جلالہٗ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلم نے جیسے ہی یہ عظیم الشان فتح حضرت شیر بیشۂ سنت (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو عطا فرمائی تھی ملک کے گوشہ گوشہ میں مسلمانانِ اہل سنت نے میلاد شریف وتہنیت کے جلسے منعقد کئے تھے اور علمائے کرام وخواص وعوام اہل سنت نے سیکڑوں خطوط تار اور نظمیں حضرت صاحب قبلہ کی خدمت اقدس میں بھیجی تھیں جن میں سے چند کی اب سے بیس سال قبل اشاعت ہو چکی ہے۔ یہاں بعض نظمیں درج کی جارہی ہیں:

از: حضرت مولانا مولوی شاہ الحاج محمد رجب علی صاحب قبلہ قادری برکاتی رضوی عزیزی دامت انوارہم (علیہ الرحمۃ والرضوان) نانپارہ ضلع بہرائچ شریف، یوپی

مبارک فضل رب العٰلمیں ہو ☆ مبارک فضل ختم المرسلیں ہو
مبارک لطف آل مصطفیٰ ہو ☆ مبارک جود اصحاب ہدیٰ ہو
مبارک صدقۂ غوث الوریٰ ہو ☆ مبارک صدقۂ احمد رضا ہو
مبارک باد اے مردِ مجاہد ☆ مبارک باد اے ماہِ محامد
مبارک اے مہ چرخ ہدایت ☆ مبارک باد اے مہر شریعت
زہے قسمت عجب فتح مبیں ہے ☆ کہ جس سے شاد ہر قلب حزیں ہے
سروں پر دشمنوں کے موت آئی ☆ سزا دنیا کی دشمن نے یہ پائی
اُجالا سنیوں کا منھ ہوا ہے ☆ وہابیوں کا کالا منھ ہوا ہے
خدا کے فضل سے ہر وقت وساعت ☆ مبارک اہل سنت کو ہو نصرت
بجاہِ المصطفیٰ سرکار عالم ☆ شفیع دوسرا محبوب اعظم
اگر مقبول ہو میرا عریضہ ☆ تو جاگ اُٹھے ابھی اپنا نصیبہ
اگر اس میں غلط جو بات آئی ☆ تو کیجئے آپ میری رہنمائی
الٰہی ہر جگہ ہو ذکر وچرچا ☆ جناب حضرت حشمت علی کا
رہیں قائم یہ ترویج سنن میں ☆ ہے بلبل نغمہ زن جب تک چمن میں
طفیل سید و سردار عالم ☆ شہنشاہ جہاں مختارِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قطعہ تاریخ

از: حضرت اطیَبُ العلماء مولانا مولوی شاہ محمد طیب صاحب قادری برکاتی رضوی داناپوری زید مجدہم

(ح+ش) حمدِ خالق کو کہ دی اس نے ہمیں فتح وظفر ☆ شرم سے جھک گئی ہر دیوبندی کی نظر
(م+ت) مل گیا مٹی میں اُن کا آج سارا طمطراق ☆ تاجِ نصرت حضرت بوالفتح کے سَر دیکھ کر
(ع+ل) عید سے بڑھ کر مسرت سینوں پر ہے عیاں ☆ لائے ہیں ہم بھی مبارکباد کا زرّیں گہر
(ی+خ) یوں ہی دے ہر اہل سنت کو ظفر اے کارساز ☆ خوب شق ہوتا رہے ہر دیوبندی کا جگر
(ا+ن) اس خوشی میں آج طیبؔ اس قدر مسرور ہے ☆ نام سے نصرت کے اس کا سر ہے گویا عرش پر
(حشمت علی خان) (۳۶۷) (۱۰۰۰)

اسم فاتح پڑھ لو ہر مصرع کے پہلے حرف سے
اور سنِ فتح مبیں ظاہر ہے پچھلے حرف سے

ضروری عرض

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید العٰلمین وآلہٖ وابنہٖ وحزبہٖ اجمعین
امابعد برادران اہل سنّت! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

حق و باطل کی جنگ ابتدائے آفرینش سے چلی آرہی ہے شیطان اپنے تمام تلبیسی ہتھیاروں سے مسلح ہو کر حضرت آدم علیہ السلام کے مقابلہ میں کود پڑا مگر رب تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام ہی کو فتح عطا فرمائی اپنے اپنے وقتوں میں حضرات انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام احقاق حق اور ابطال باطل کا فریضہ ادا کرتے آئے۔

حضور اکرم سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے بکمالہٖ و بتمامہٖ اس فریضہ کو ادا فرمایا۔ دروازۂ نبوت بند ہونے کے بعد صحابۂ کرام، تابعین، تبع تابعین، ائمہ دین مجتہدین حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی نیابت کا اہم فریضہ انجام دیتے رہے یہاں تک کہ اس چودھویں صدی میں اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی مولانا شاہ احمد رضا خانصاحب علیہ الرحمہ نے ہر دشمنِ دین کا مقابلہ فرمایا۔ بعض دشمنوں کی ٹولیاں مسلمان بن کر مسلمانانِ اہل سنت کے متاع ایمان کو لوٹنے میں سرگرمِ عمل ہوئیں۔ مگر اعلیٰ حضرت نے اُن کا بھی قلع قمع فرمایا۔

شیطانی ذریت نئی نئی شکل میں ظاہر ہوتی رہی کوئی وہابی بنا تو کوئی دیوبندی، کسی نے اپنا نام ندوہ رکھا تو کسی نے احرار و خاکسار، کوئی مولوی کوئی پیر بن کر سامنے آیا مگر رحمت ہو اعلیٰ حضرت کی ذات گرامی پر

کہ انہوں نے سب کا ردفرمایا اور حرمین شریفین کی چمکتی تلوار بنام ''حسام الحرمین'' عطا فرمائی جس میں دیوبندیوں وہابیوں کے مولوی اشرفعلی تھانوی جنہوں نے اپنی مصنفہ ''حفظ الایمان'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم غیب کو جانوروں پاگلوں وغیرہم کا مثل ٹھہرایا اور مولوی رشید احمد گنگوہی و مولوی خلیل احمد انبیٹھوی جنہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے علم شریف کو اپنی مصدقہ و مصنفہ ''براہین قاطعہ'' میں ملک الموت علیہ السلام اور شیطان لعین سے کم بتایا۔ مولوی قاسم نانوتوی نے اپنی کتاب ''تحذیر الناس'' میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ''خاتم النبیین'' ہونے کا انکار کیا جن پر مکہ معظّمہ اور مدینہ طیبہ کے علمائے اعلام ومفتیان عظام نے کفر کے فتوے صادر فرمائے اور کھلم کھلا تحریر فرمایا کہ: مَنْ شَکَّ فِیْ کُفْرِہٖ وَعَذَابِہٖ فَقَدْ کَفَرَ یعنی جو شخص ان چاروں میں سے کسی کے کفری عقیدے پر اطلاع پانے کے بعد بھی اس کے کافر مرتد بے دین ہونے میں شک رکھے وہ بھی بحکم شریعت مطہرہ کافر مرتد بے دین ہے مگر شیطان اپنی تلبیسی چال سے باز نہ آیا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کے وصال کے بعد اپنی ذریت کو لے کر حق کے مقابلے کے لیے نکل آیا اور طرح طرح کے ہتھیار سے تیار ہو کر چاہا کہ حق کی روشنی کو اپنی ناپاک پھونکوں سے بجھادے مگر پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا کہ رب تبارک وتعالیٰ نے باطل کوش گروہ کی سرکوبی کے لیے بمصداق ''ہر فرعونے را موسیٰ علیہ السلام'' حضرت شیر بیشۂ اہل سنت مظہر اعلیٰ حضرت مولانا شاہ محمد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمہ کو خدمت دین کے لیے پیدا فرمایا اور انہوں نے بدمذہبوں کا ردفرما کر ان سب کو کیفر کردار کو پہونچایا۔ فَالْحَمْدُ لِرَبِّ الْبَرَایَا۔ مگر شیطان چین سے نہ بیٹھا اور آخر کار قصبہ بھدرسہ ضلع فیض آباد کے چند وہابیوں دیوبندیوں کو بھڑکایا اور ان سے دنیاوی کچہری میں ایک جھوٹا مقدمہ دائر کرا ہی دیا۔ شکر رب قدیر کا کہ اس میں بھی حق کو فتح مبین حاصل ہوئی۔ فَالْحَمْدُ لِلرَّبِّ الْقَوِیِّ۔

فقیر راقم الحروف اس مقدمہ کی پیروی میں شریک رہا، حضرت شیر بیشۂ سنت علیہ الرحمہ نے بھدرسہ میں جو تقریر فرمائی تھی جس کو سُن کر سارے وہابی دیوبندی چیخ پڑے اسی تقریر کا خلاصہ مطالعہ فرمانے کا آپ حضرات نے شرف حاصل کیا ہے۔ یہی وہ تقریر ہے جس کو برسر اجلاس حضرت نے کچہری میں داخل کیا اور اسی تقریر پر مجسٹریٹ صاحب نے فیصلہ صادر کیا۔ بار بار پڑھئے اور لطف اندوز ہوئیے۔

رسالہ اتنا دلچسپ ہے کہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا ہے فقیر کی دلی تمنا ہے کہ مقدمہ بھدرسہ کی پوری کارروائی طبع ہو کر گوشۂ خفا سے نکل کر پردۂ ظہور پر جلوہ گر ہو جاتی ورنہ کم از کم وہ حصّہ جو ہم غربائے اہل سنت کے مقتدا حضرت شیر بیشۂ اہل سنت علیہ الرحمۃ والرضوان نے وہابیوں دیوبندیوں کے پیشوا

مولوی ابوالوفا شاہجہانپوری سے برسرِ اجلاس مناظرہ فرمایا تھا اور وہابیوں کی شکست فاش ہوئی طبع ہوجاتا۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

فقط ابوالوجاہت عبید الضیاء محمد وجیہ الدین قادری رضوی ضیائی غفرلہٗ

قصبہ بیسلپور ضلع پیلی بھیت، محلہ حبیب اللہ خاں جنوبی ۲۵؍ربیع الاول ۱۳۹۱ھ بروز جمعہ مبارکہ ۲۱؍مئی ۱۹۷۱ء

قطعۂ تاریخ از حضرت وجیہ العلماء علیہ الرحمہ

رب کے لیے ہے حمد و منت ☆ اس کے نبی پہ درود و تحیت
آل و صحابہ پر بھی ہو نازل ☆ رب کا سلام و رضا و رحمت
ہم بہ جنابِ غوثِ اعظم ☆ ہم بہ امام اعظمِ امت
دین کو زندہ جس نے کیا ہے ☆ اس پہ بھی حق کی رحمت و رافت
جو ہے مجدد اعظم دین کا ☆ جو ہے امام اہل سنت
جس کی رضا احمد کی رضا ہے ☆ مظہر غوث و شاہ رسالت
اہل سنن پر دائم برسے ☆ بارش فتح و عون و نصرت
رب کی مدد سے لکھی گئی ہے ☆ ایسی کتاب نصاب ہدایت
جس میں ہیں جلوے شاہِ رُسل کے ☆ جس سے ہے ظاہر شان ولایت
روشن تر از مہر ہوئی ہے ☆ اس میں بیاں ایماں کی حقیقت
دین حق کا نیر تاباں ☆ دور ہو جس سے کفر کی ظلمت
خدمت و نصرت مذہب حق کی ☆ نجدی دھرم کی پوری درگت
اہل سنن کے منھ ہیں اجالے ☆ اور سیہ رو اہل بدعت
اہل بدعت کون وہابی ☆ دیو کے بندے مخزن رِدت
اس کا مصنف شیر رضا کا ☆ جو ہے شیر بیشۂ سنت
لکھ دو تاریخ اس کی عارف ☆ شمع منور راہِ جنت

۱۳۶۵ھ